دکن کا واحد طبی ترجمان

تحفہ

حیدرآباد دکن

جنوبی ہند کا واحد کثیر الاشاعت ادبی اخلاقی طبی تشہیری منا

سالنامہ

جنوری و فبروری سنہ ۱۹۵۵ء

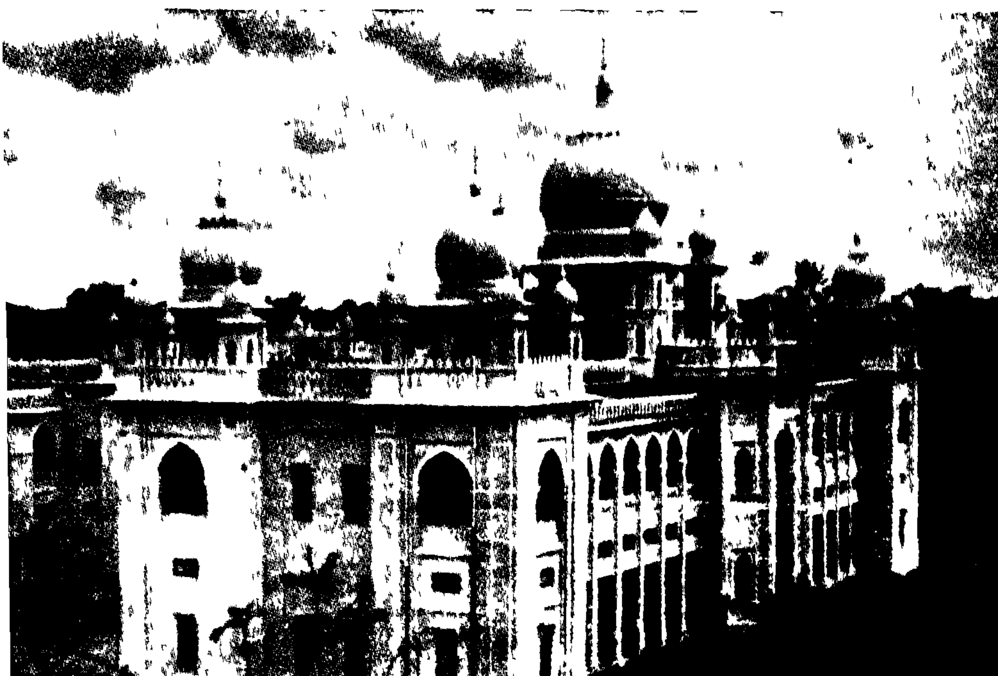


شیخ الرئیس ابوعلی ابن سینا

قیمت

۱۳۴۵ھ

هیئت الحکمۃ والشفاء



نظامیہ صدر شفاخانہ یونانی حکومت حیدرآباد

سالنامہ تحفہ حیدرآباد

مسیحائے طب



فرامین ماضی قریب

● "مشرقی طب سے مجھکو ہمیشہ شغف رہا ہے کیونکہ یہ طریقۂ علاج عوام الناس کو مرغوب اور بہت مفید ہے۔"

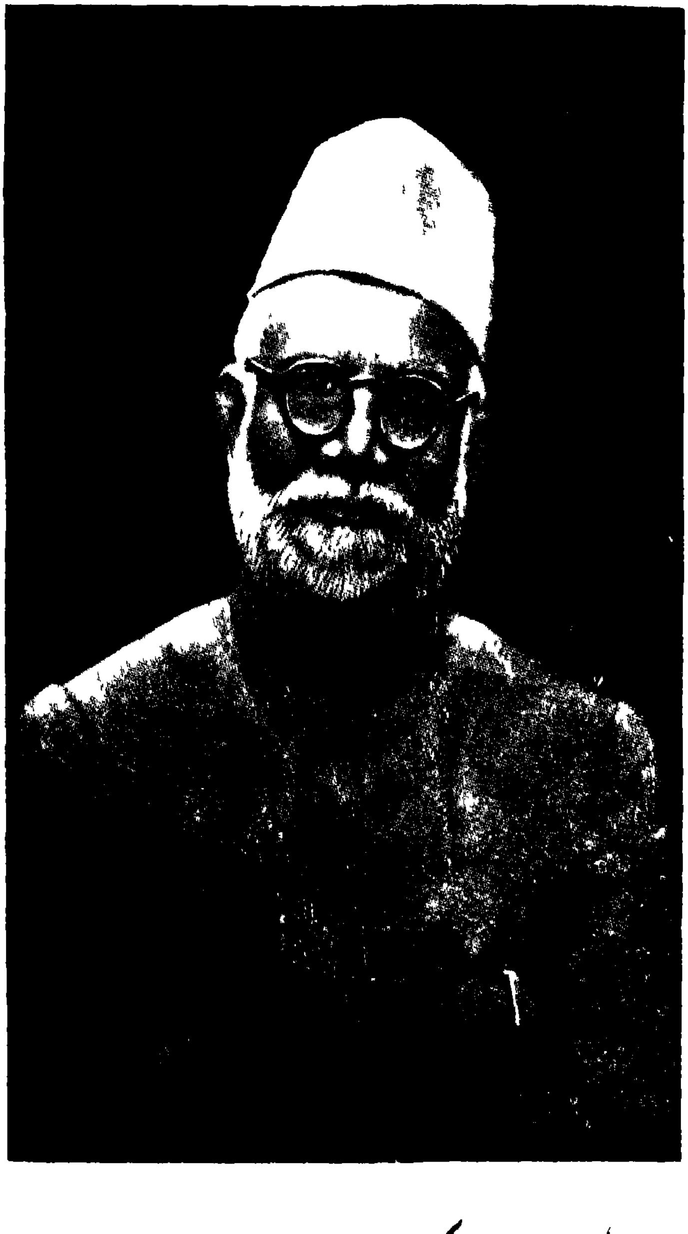
● "شعور سے بجز اس معالجہ کے کوئی دوسرا طریقۂ علاج میری اور میری اولاد کے مزاج کے موافق نہیں آیا جس کا ذاتی تجربہ مجھکو ربع صدی سے زاید کا ہے"

● "میری ایک عرصے سے یہہ تمنا تھی کہ میرے پایۂ تخت میں ایک یونانی صد شفاخانہ عثمانیہ کے مماثل قائم ہو جسمیں غریب مرضاء کی سکونت اور علاج معالجہ کا معقول انتظام ہو اور اچھے طبیب اور خالص ادویہ ان کو میسر آسکیں۔ الحمد للہ یہہ میری خواہش اس دواخانہ کے قیام سے پوری ہوئی"

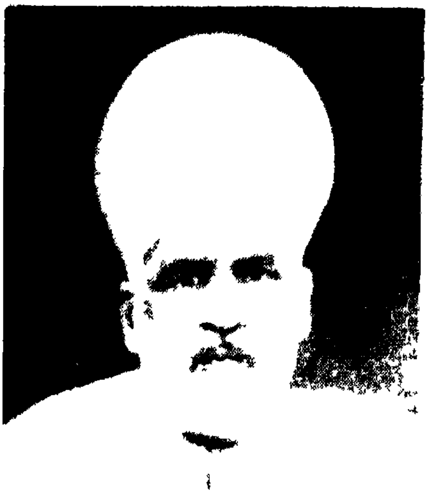
ارشاد حال

● جس معاملہ کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے وہ ضرور میرے قابل غور ہے کہ اس کا بانی میانی میں ہی تھا اور جو کچھہ اس میں انہوں نے بیان کیا ہے وہ صداقت پر مبنی ہے چنانچہ جس وقت اس دواخانہ یونانی کی بنا میں نے رکھی تھی تو مرحوم اجمل خاں دہلوی نے مجھے مبارکباد کا ٹیلگرام دیا تھا جس کا مختصر مضمون یہ تھا: "آج فن طب یونانی نظام حیدرآباد کی ذات پر فخر کرتا ہے کہ اس کے احیاء کیلئے ایک مسیحا کو پیدا کیا وغیرہ" بہرحال کچھہ عرصے سے یہ مسئلہ میرے زیر غور تھا لہذا جب وقت آئیگا تو جو کچھہ ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا بمصداق کل شیئ مرھون باوقاتہ

محسن تحفہ



رئیس الاطباء جناب حکیم محمد عبد الحفیظ صاحب میسوری
سابق طبیب محلات مبارک و رکن یونانی طبی بورڈ



نواب حکیم مقصود جنگ بہادر

سررشتہ طبابت یونانی کے پہلے ناظم ۔ انجمن اطباء کے بانی اور پہلے صدر ۔ پہلے بورڈ آف انڈین میڈیسن کے رکن ۔

دکن کے قافلۂ طب کے سالار



حکیم مولوی ہبتہ اللہ صاحب

فاضل الطب والجراحت (دہلی)

پروفیسر نظامیہ طبی کالج (حیدرآباد)

مسجل مجلس طبابت یونانی (حکومت حیدرآباد)

دکن میں طبی سرگرمیوں کے مرکز اور
آپ کے "تحفہ" کے سرپرست اعلیٰ





حکیم مولوی معین الدین صاحب جھجری
کامل الطب و الجراحت (دہلی)
نظامیہ طبی کالج و نظامیہ شفاخانہ (حکومت حیدرآباد) کے موجودہ پرنسپل و مہتمم
آپ دوسرے طبیب یونانی ہیں جن کو حکومت حیدرآباد نے
اس اعزاز کے قابل سمجھا۔

ڈاکٹر مرزا حمید اللہ بیگ صاحب
ایم بی بی ایس (عثمانیہ)
پروفیسر تشریح (اناٹومی) نظامیہ طبی کالج
زمرۂ اطباء میں آپ کی ہردلعزیزی مسلم ہے



ایک یادگار تصویر

صدر شفاخانہ اور کالج کے پہلے پرنسپل اور مہتمم کو رخصت کرنے وقت اور نئے پرنسپل و مہتمم کی گلپوشی کے موقعہ پر لی گئی۔

دائیں سے بائیں۔

حکیم معین الدین صاحب جھجری۔ ڈاکٹر خواجہ حمید الدین صاحب اسپیشل آفیسر ایڈین میڈیسن بورڈ اور حکیم محبوب علیخاں صاحب ابن منصور سابق مہتمم و پرنسپل شفاخانہ و کالج



حکیم یوسف حسین خاں صاحب

کامل الطب والجراحت (دہلی)

طبیب انچارج شعبہ مردانہ رہائشی، نظامیہ صدر شفاخانہ
و پروفیسر معالجات نظامیہ طبی کالج (حکومت حیدرآباد)

رکن سلکشن بورڈ انڈین میڈیسن و ممبر ادویہ کمیٹی

حکیم محمد الیاسین خاں صاحب

ایف اسی سی

کامل الطب والجراحت (دہلی)

نظامیہ صدر شفاخانہ کے آر، ایم، او (طب یونانی)

ممبر ادویہ کمیٹی، سابق پروفیسر منافع الاعضاء (نظامیہ طبی کالج)

ہندوستان کا واحد قدیم طبی ادارہ

جو ربع صدی سے ابنائے ملک کی خاموش خدمت انجام دے رہا ہے۔



حکیم [illegible] صاحب، حکیم [illegible] صاحب [illegible] حکیم سید [illegible]
سابق طبیب [illegible] [illegible]

ملک کے صف اوّل کے تجربہ کار اطباء کا تعاون اس کو حاصل ہے۔ باہمی مشورہ سے تشخیص و علاج کیا جاتا ہے۔ صدہا مایوس العلاج مریض بفضل ایزدی شفا کامل حاصل کر چکے ہیں۔ دور دراز مقامات کے مریضوں کے لئے خط و کتابت کے ذریعہ علاج میں سہولت پیدا کر دی گئی ہے۔ عام مرکبات، قیمتی مرکبات، کشتہ جات وغیرہ کا عظیم الشان قابل اعتماد اسٹاک ہر وقت موجود رہتا ہے۔

اجلاس بورڈ ـــ دوشنبہ۔ جمعہ ۵ تا ۶ ـــ شام
اوقات مشورہ ـــ روزانہ ۷ تا ۱۲ صبح ۴ تا ۸ ـــ شام
اوقات مطب صبح ۷ تا شام ۸

مینیجر دواخانہ یونانی طبی بورڈ افضل گنج حیدرآباد دکن



جناب ڈاکٹر ہرشچندر صاحب

ایم۔بی۔بی۔ایس، ایم۔آر۔سی۔پی، ڈی۔سی۔ایچ (ڈبلن)، ڈی۔سی۔ایچ (انگلینڈ) ماہر امراض اطفال و نسواں مہتمم دواخانہ نیلوفر

جنہوں نے "کاشیورکر" کا نیلوفر ہاسپٹل کا مکمل ریکارڈ اور اس مرض کی تفصیلات لکھی ہیں۔ اور از راہ عنایت سالنامہ "تحفہ" کو مرحمت فرمایا ہے۔



جناب حکیم محمد اقبال علی صاحب

طبیب مستند نظامیہ طبی کالج

جن پر ڈاکٹر ہرشچندر صاحب کی خاص عنایتیں ہیں۔ اور ان کو ڈاکٹر صاحب موصوف نے نیلوفر ہاسپٹل کے بیرونی و رہائشی مرضا کے مطالعہ اور کلینکل لکچرز (سریریاتی محاضرہ) کا موقع دیا ہے۔ موصوف ڈاکٹر ہرشچندر صاحب کے مضمون "کاشیورکر" کے مترجم ہیں۔

ماہنامہ تحفہ
جنوبی ہند کا واحد کثیر الاشاعت ادبی اخلاقی طبی ...
حیدرآباد دکن

دکن کا واحد طبی ترجمان

سرپرستی

عالیجناب مجد وطب حکیم محمد کبیر الدین صاحب
و
عالیجناب حکیم محمد ہبتہ اللہ صاحب پرنسپل نظامیہ کالج حیدرآباد دکن

چندہ سالانہ ۔۔۴۔۲ روپے سکہ ہند
فہرست مضامین جنوری و فبروری سنہ ہجری
فی پرچہ دو پیسے محصول ڈاک

جلد (۳)
مدیر: حکیم سید عیسٰے حیدرآبادی
شمارہ (۶-۵)

تصاویر حصہ

صفحۂ اول ۔ بوعلی سینا ۔ ماخوذ از کتاب سرگذشت بوعلی سینا مطبوعہ ایران منجانب انجمن دوستداران کتاب ایران

سلطان العلوم و الحکمت ۔ جناب حکیم محمد عبد الخبیر صاحب میسوری ۔ جناب حکیم نواب مقصود جنگ ۔ حکیم مولوی محمد ہبتہ اللہ صاحب ۔ جناب حکیم محمد معین الدین صاحب مجوری ۔ جناب نواب مرزا حمید اللہ بیگ صاحب ۔ گروپ عہدیداران سررشتہ طبابت یونانی ۔ جناب حکیم محمد یوسف حسین خاں صاحب ۔ جناب حکیم الیاسین خاں صاحب ۔ جناب حکیم سید افتخار حسین ندوی ۔ جناب حکیم محمد عبد الکریم صاحب فرنگی ۔ جناب حکیم محمد شبلی صاحب ندوی ۔ جناب حکیم محمد عبد الوہاب صاحب طبوتی ۔ جناب حکیم میر فرزند علی صاحب ۔ جناب ڈاکٹر رشید صاحب سپرنٹنڈنٹ نیلوفر ہاسپٹل ۔ جناب حکیم محمد اقبال علی صاحب ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احوال واقعی

آسمان، زمین اور پہاڑوں نے امانت الٰہی کو اٹھانے سے قطعی انکار کیا۔ لیکن ظلوم وجہول انسان نے اس بار امانت کو اٹھا ہی لیا۔ اُسے انجام کی پرواہ نہیں یہی انسانی فطرت اور آئین قدرت ہے، ازل سے ناعاقبت اندیش انسان یہی کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا راقم بھی اس قانون قدرت سے باہر نہیں بے سروسامان، تہی مایہ، ایک ساکت وجامد فضا میں انجام سے بے پرواہ ہو کر حق کا بھاری بوجھ لیے ناتواں کندھوں پر اٹھا لیا۔ ماہنامہ "تحفہ" ہی سجانے تو ایک بڑی ذمہ داری اور ایک بھاری مہم تھی اس پر سالنامہ کا اعلان بس ہماری ہمت کا امتحان تھا۔

موضوع نادر، منزل کی راہ کٹھن، قدم قدم پر پُرخطر گھاٹیاں، ہمت شکن احوال، مگر السعی منی والاتمام من اللہ کے پیش نظر ہم خدا پر بھروسہ کرکے کام شروع کر دیا۔ بارگاہ رب العزت میں یہ گنہگار ہدیہ تشکر پیش کرتا ہے کہ اس نے اس ضعیف وکمزور کو عزم راسخ عطا کیا، اور اس اہم اور مشکل کام کو اپنے فضل کرم سے انجام تک پہونچایا۔

مضامین میں ممکن ہے خامیاں ہوں۔ ہم کمال استیعاب کا دعویٰ نہیں کرسکتے لیکن اپنی کوشش دیکھ کر ضمیر کو مطمئن کرسکتے ہیں۔ ہمارا ضمیر مطمئن ہے کہ سالنامہ کے مضامین کی تصحیح اور ترتیب وتسعیح میں ہم نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہے

اس ضمن میں استاذی مولانا حکیم محمد ہدیۃ اللہ صاحب سرپرست تحفہ کے دل سے سپاس گذار ہیں کہ انہوں نے تحفہ کی ڈگمگاتی ناؤ کو ساحل تک پہونچانے میں اپنی ساری توانائیاں وقف کر دیں۔ اور بہت عمدگی سے ہماری پُرپیچ گتھیاں سلجھائیں۔ حقیقت ہے کہ استاد محترم نے ہمہ جہتی تعاون اور رہنمائی سے کبھی دریغ نہیں فرمایا۔ یقین ہے آپ کے سایہ عاطفت میں تحفہ اپنی ساری منزلیں آسان بنا کر اپنا مقصود پاتا رہے گا

اس کے بعد ہمارا نہایت ہی خوش گوار فریضہ ہے کہ محدث طب علامہ انصاری حکیم محمد کبیر الدین صاحب سرپرست تحفہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنے کی عزت حاصل کریں۔ مولانا محترم دہلی میں قیام کے باوجود مشورں اور ہدایات سے کبھی غافل نہ رہے ہمیں افسوس ہے کہ مولانا کی عکسی تصویر نہ ملنے میں مل سکی اور نہ دہلی ہی سے آسکی۔ اس کی تلافی ایک حد تک مولانا نے اپنے پیام سے فرما دی۔

اپنے رفقاء کار اراکین ادارتی بورڈ کا بھی شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتے جنھوں نے سر مراحل پر ساتھ دیا اور اصحاب مضامین، تصحیح تنقیح اور ترتیب میں برابر ہمارا ہاتھ بٹایا۔ تحفہ کے معیاری مضامین کی رو افزوں مقدار انہی ادارتی بورڈ کی مساعی کا رہین منت ہے۔

اس موقع پر مجلس تعلیمی نظامیہ طبی کالج کا اگر شکریہ ادا نہ کریں۔ تو ناانصافی ہوگی۔ اراکین مجلس نے ادارہ تحفہ کی خواہش پر فارغین طبیب ماہر نظامیہ طبی کالج کے مقالوں کا اقتباس شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی جس سے ہمارا ایک بہت بڑا بار ہلکا ہو گیا کیونکہ ان مقالوں کا اقتباس ہی سالنامہ کے موضوع کا سنگ بنیاد ہے۔

ہم مصنفین مقالات جناب حکیم امتیاز حسین صاحب ندوی جناب حکیم محمد شبلی صاحب ندوی، جناب حکیم محمد عبد الکریم صاحب قریشی، جناب حکیم محمد عبد الوہاب صاحب نطوری، جناب حکیم جلال الدین صاحب حسامی کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ سالنامہ کی کامیابی کا سہرا ان ہی حضرات کے سر ہے اور سالنامہ کا عنوان انہی کی مرحوم جماعت کی تلخ یاد کا آئینہ ہے۔

یہ مقالے اُس قصہ پارینہ کی کڑی ہیں جس کے ہیرو نے کبھی نظامیہ طبی کالج میں اسے ترتیب دیا تھا۔ سند میں کامیاب ہونے کے بعد جو اطبا ربی۔ اے یا بی۔ اے کے مماثل فاضل کی ڈگری رکھتے تھے ان کے لئے مزید دو سال کا نصاب مقرر کیا گیا تھا۔ دو سالہ تعلیم کے امتحان کے ساتھ ساتھ انہیں ایک مقالہ بھی سپرد قلم کرنا پڑتا تھا۔ اس طرح ہر سال لائبریری کے علمی ذخیرہ میں بیش بہا علمی سرمایہ کا اضافہ

ہوتا رہا اور آج سے چند سال پہلے لائبریری اس علمی دولت سے مالا مال ہوتی رہی۔ لیکن جس قدر ماتم کیا جائے کم ہے کہ بزم طلبا نظامیہ طبی کالج کے چند خود غرض اور ناعاقبت اندیش طلبا کی طفلانہ ہڑتالوں کی آڑ لیکر ارباب حل و عقد نے اس جماعت کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا۔ اور ادارہ علم کے نوخیز پھولوں کی سالانہ فصل بہار کو ہمیشہ کے لیے "آشنائے خزاں کر دیا۔"

فن کو ترقی دینے کے بجائے تنزل یا ترقی معکوس عطا ہوا ترقی معکوس ہو، کہ مستقیم، الٹی ہو یا سیدھی، بہر حال ترقی تو دونوں ہی ہے۔ یہی نہیں اب تو مشرقی علوم والوں کے لیے اس مشرقی علم کے کالج کا دروازہ ہی مسدود کر دیا گیا ہے۔

ہمارے سالنامہ کا بنیادی مقصد ہندی ڈھانچوں کے مغربی دماغوں کو یہ بتلانا ہے کہ جس فن کے حصول کے لیے آپ حاملین علوم شرقیہ کو نااہل سمجھتے ہیں اور ترقی کے نام سے جن کا داخلہ قانوناً آپ نے روک دیا ہے یہی لوگ درحقیقت اس فن کے سچے علمبردار ہو سکتے ہیں، یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ کسی فن کی ترقی اس کے کلیات و جزئیات سے واقفیت پر منحصر ہوتی ہے۔ یہی مزید تجربات و تحقیقات کے لیے اساس بنتے ہیں۔ اساس اور بنیاد کے بغیر فن کی عمارت قائم کرنا ریت پر تعمیر یا پانی پر نقش کرنے کے مترادف ہے، دیواریں اسی عمارت کی مستحکم ہوں گی جو اپنی بنیاد پر قائم ہوں سے خانے کی بنیاد اور اس پر مسجد کی تعمیر بھلا تائے مسجد کا نقشہ ہوگا یا مئے خانے کا مقالہ نویس اطبا، مشرقی علوم ہی کے فاضل تھے ـــــ جنھوں نے اپنی صلاحیتوں کی ادنیٰ جھلک مقالہ کی صورت میں دکھائی ہے۔ اگر مشرقی علوم کے حاملین ہی اپنے علم طب یونانی کے نااہل ہیں تو ان کا یہ کارنامہ مغرب زدہ دماغوں کے لیے ایک دعوت فکر ہے، طب یونانی کا تمام تر سرمایہ حیات علوم مشرقیہ (عربی و فارسی) میں ہے۔

ہم تاثرات کے بہاؤ میں کہیں سے کہیں نکل گئے۔ مگر ناچتے وقت مور کا اپنے پیروں پر نظر پڑنا اچھا نہیں ہم شکریہ ادا کر رہے تھے بات کہیں اور جا پڑی، حقیقت ہے کہ نظامیہ طبی کالج کا یہ ایک قابل فخر امتیاز تھا جس کی نظیر ہندوستان کی کسی طبی درس گاہ میں نہیں۔ "قیاس کن ز گلستان من بہار مرا" یہ مقالے کالج کے آغاز کے نمونے ہیں سلسلہ قائم رہتا تو شاندار مستقبل کی توقع تھی۔ مگر اسے تو موت ہی آ گئی شباب کے بدلے۔

بہر حال ان برادران فن کا نہ صرف اپنی جانب سے بلکہ فن کی پوری برادری کی طرف سے ہم شکریہ ادا کرتے ہیں اور بجا طور پر ہم یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ بادِ مخالف کی تیز و تند جھونکوں کی پرواہ کئے بغیر اپنا مقصد حاصل کریں گے۔ کشتی بد قسمتی سے منجدھار میں آ گئی ہے۔ اور ڈگمگا رہی ہے اس کو بہر حال کھینا ہے اور کنارے تک پہونچانا ہے۔

اس کے بعد ہم ان تمام بزرگان فن کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے ملک کے دور دراز گوشوں سے ادارہ تحفہ کی استدعا پر اپنے گرانقدر پیامات روانہ کئے اور تحفہ کی مساعی کو بنظر استحسان دیکھ کر حوصلہ افزائی فرمائی۔

شکریہ کی اس طویل فہرست کے ساتھ اپنے نامدائے طب کی مہربانیوں کا گلہ بھی نامناسب نہ ہوگا جنھوں نے ادارہ تحفہ کی درخواست پر پیام دینا بھی پسند نہ کیا، کہ ہمارے اور نامدائے طب کے درمیان علمی رقابت ہے۔ یہ صحیح ہے کہ آپ کے سامنے مختلف خاکوں اور تجاویز کا انبار ہے۔ لیکن صرف چند کلمات سے ہماری کوتاہیوں پر تنبیہ کر کے آئینی وابستگی کی لاج رکھ لیتے، تو ہم سادہ لوحوں پر آپ کی دردمندی اور خلوص کا نقش قائم رہتا۔ لیکن ؎

جب توقع ہی اٹھ گئی غالبؔ
کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی!

محسن تحفہ:- رئیس الاطباء عالیجناب حکیم محمد عبد الحفیظ صاحب میسوری نے ادارہ تحفہ کو مبلغ سو روپیے سکہ ہند کا گراں قدر عطیہ عنایت فرمایا ہے، یہ دوسرا موقع ہے کہ ممدوح نے تحفہ کے استحکام اور اس کی فنی اہمیت کا لحاظ فرما کر نہ صرف اس کی ہمت افزائی فرمائی ہے۔ بلکہ مشکلات کے اس دور میں تقویت کا بھی خاص خیال کیا ہے، اللہ کرے ان کا جذبہ خدمت اور زیادہ ہو، ایسی ناقدر شناس زمانہ میں ایسے باہمت اور عالی مرتبت اطباء غنیمت ہیں۔ ادارہ تحفہ ان کی خدمت میں شکریہ امتنان کا

کرلوں کے درد اور آپ کے درد مند دل کا واسطہ اپنی طب اور خلق کی فلاح کے لئے اپنے دیرینہ حوصلوں کو جگائیے، ولولہ عمل پیدا کیجئے۔ آپ کی طب کو نباتات کی تحقیقات اور اس ضمن میں نئے اسلوب اور نئے انداز سے عمل پیہم اور جہد مسلسل کی ضرورت ہے آپ کی مردانہ ہمت اور بے باک جرأت طب کی اس گتھی کو سلجھا سکتی ہے اور آپ کا عزم اس گرہ کو کھول سکتا ہے۔ وقف سے ایک ایسا ادارہ قائم کیجئے۔ جہاں نباتات پر تحقیقات ہوتی رہے، اور دوسرے آپ کے نقش قدم پر چل کر اسے وسعت دیں یہاں تک کہ یہ اپنی پہنائیوں میں تحقیقات کا بے بہا ذخیرہ محفوظ رکھے۔ طبی دنیا میں آب حیات ابدی حاصل کریں گے۔ اور آپ کا اسوۂ عمل دوسروں کے لئے قابل تقلید رہے گا

یورپ میں بھی ترقی ہوئی تو اس میں درد مند دلوں کا خلوص کارفرما تھا۔ اور ہمیشہ عوام ہی کی گود میں علم فن نے پرورش پائی ہے حکومتوں نے آگے چل کر ان سختیوں کی برداخت کا ذمہ لیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ادارہ تحفہ کی یہ مختصر گذارش قبولیت کا شرف حاصل کرے گی

آخر میں اطبا کے جوش عمل اور قوت کار سے ہم اپیل کرتے ہیں کہ وہ اتحاد و یگانگت کے ساتھ اپنے اندر لہر اور آواز میں اثر پیدا کریں۔ یہی قوموں اور گروہوں کی حیات کے آثار ہیں۔ جو طبقہ عمل سے دور رہے وہ اپنی تباہی کا آپ سامان ہے۔

معذرت

۱۵ جنوری ۱۹۵۵ء تک سالنامہ پہونچانے کا ہم نے آپ سے وعدہ کیا تھا اور مسرت کیساتھ اعلان کرتے ہیں کہ بعض مضامین کے حصول یا اصلی واقعات کا کھوج لگانے میں ہم موعودہ تاریخ کی پابندی تو نہ کر پائے لیکن جناب ڈاکٹر ہریتیجید صاحب کا مضمون اور ڈاکٹر خورشید حسین صاحب سے ایک مریض کی روداد و علاج کی تفصیل آپ کے سامنے پیش کرنے میں ہمیں کامیابی ہوئی جسے ہم تاخیر کی بہترین تلافی اور منفعت بخش وعدہ خلافی سمجھتے ہیں۔

آپ کا مخلص

خادم فن

ایڈیٹر

اداریہ

مسافرو! روشِ کارواں بدل ڈالو!

لیجئے ، اور ایک سال گذر گیا ۔

اگر کبھی اس دور میں یونانی طب کی تاریخ لکھی گئی ـــــ کیونکہ یہ امر حد درجہ مشتبہ ہے کہ دنیا شاید ہی کوئی ایسا جیوٹ پیدا کرے جو اس چنگیزی مہم کو سر کرنے کا ارادہ رکھے ۔ کام ہے بھی بہت ہی غیر منفعت بخش ! ـــــ تو یہ گذرا ہوا سال یعنی سال ۱۹۵۳ء یا تو ماتمی حاشیہ کے ساتھ لکھا جائے گا اور یا پھر اس کا باہمت مورخ لکھتے لکھتے جب ۱۹۵۴ء تک پہونچیگا ، تو اس صفحہ کو کورا چھوڑ کر اپنے قلم کی نوک تکتا رہ جائیگا ، اگر وہ زیادہ فرض شناس ہوا تو ممکن ہے کہ اسی حالت میں اس کا انتقال ہو جائے ، کیونکہ وقت رکتا نہیں ، تاریخ کہیں نہیں ٹھرتی ، لمحے رواں رہتے ہیں ، لیکن طب کے مورخ کو یہ فن ساکن ملے گا اور وہ مجبور ہوگا کہ تامل کرے اسے لکھنے کے لئے کوئی مواد ہی نہ مل سکیگا اور یہی تاریخ کی موت ہے ، مورخ کی موت ہے ، فن کی موت ہے ۔ یہ ایک حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار کی مجال نہیں کہ ۱۹۵۳ء میں طب یونانی وہیں رہی جہاں وہ ۱۹۵۲ء قبل مسیح میں تھی ، غالباً اسے سکتہ ہو گیا ہے ، یا وہ اس قدر خاک نشین ہو گئی ہے کہ اب اس سے خاک سے جدا نہیں کیا جا سکتا ، یا شاید وہ اپنے حریفوں سے اس قدر سہم گئی ہے کہ ٹھٹھر کر رہ گئی ہے منجمد ہو گئی ہے برف بن گئی ہے ، ہمیں یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ اب اس ماں کی کوکھ اجڑ گئی ہے اور اندازہ کچھ یہ کہتا ہے کہ اس بطن سے اب طلوع آفتاب کی توقع نہیں ، غروب ہی کی امید رکھی جائے تو مناسب ہے ۔

ہم آپ ہی سے پوچھتے ہیں ، آپ ہی دیانت سے کام لیجئے اور فرمائیے ۱۹۵۳ء میں یونانی طب نے کیا کیا ؟ اپنی گرتی ہوئی اینٹوں کو کیا اس نے کہیں سے سیدھا کیا ، کیا اس کے ہاتھوں نے اپنے ان گنت شعبوں میں سے کسی ایک شعبہ کی درستگی کی ؟ کہیں کا نٹا چھانٹا ؟ ۔ کہیں نیا پیوند لگایا ؟ کیا اس میں جو افرا تفری اور انتشار مچا ہوا تھا ، وہ کسی ایک مقام سے بھی ذرہ برابر دور کیا گیا ، کم سے کم کسی نے کوشش ہی کی ہوتی لیکن اس قسم کی کوشش تک نہیں کی گئی ، کیا اس کے علاج معالجہ نے کوئی نیا اصول مدون کیا ، کیا مدونہ اصول میں سے کسی ایک اصول کی بھی تنقیح کی ، کسی ایک دوا یا کسی ایک طریقہ علاج کے متعلق بھی گذرے ہوئے سال میں یہ طے ہوا کہ یہ آج بھی صحیح ہے ، آج بھی مفید ہے ، آج بھی لائق عمل ہے ، ایک معروف ہی کسی نے ہمارے سامنے پیش کر دیا ہوتا کہ یہ اس حالت میں چالیس فیصد کار آمد ہے اور کچھ نہیں تو کار آمد ہونے کا تصفیہ تو تجربی بات کسی حاذق ، فائق ، لائق نے یہی فیصلہ کر دیا ہوتا کہ یہ جو تمام موٹی موٹی قرابادینیں ہیں اور جن کا ایک ایک نسخہ مجرب اور آزمودہ اور سونے کے باٹوں سے تولنے کے قابل ہے ان کے فلاں صفحہ پر جو ارشش خاص کا نسخہ ہے ، یہ ہم نے بتائے ہوئے مواقع پر ہی استعمال کرائی ، لیکن جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ویسا اسے کار آمد نہیں پایا ، ایک سال میں نفی بھی ہو جاتی تو ہم سمجھتے کہ ہم نے کچھ حاصل کیا لیکن جب ہم ۱۹۵۳ء پر نگاہ بازپسیں ڈالتے ہیں تو ہمیں رتی برابر بھی حرکت یا حیات یا کشمکش کی کوئی علامت نظر نہیں آتی ۔ ایک سپاٹ چٹیل میدان ہے ایک سناٹا ہے ایک بحر صحرا ہے ایک بیکران ہے جو حد نظر تک پھیلا گیا ہے جہاں تک ہماری نگاہ جاتی ہے ، بس ہو کا لق و دق میدان ہے اور کچھ نہیں ۔

آپ جانتے ہیں کہ اس عرصے میں کتنے انقلاب آ گئے ؟ یونانی طب پہلے کسی کی سرپرستی میں رہتی تھی ، اس وقت اچھی تھی یا بری مگر اب ہی تھی ، جب اس کے برے دن آ گئے ہوئے تو پہلے اسے متبنیٰ بنایا گیا پھر اسے پناہ دی گئی ،

سرمایہ پہ چندہ کیا گیا اس کے بعد وفا کے پردے میں جفا شروع ئی، کہا یہ جاتا رہا، ہم اس کی ترقی کے خواہشمند ہیں، لیکن جو قدم ں ایسا کرنے کے لئے اٹھایا گیا، الٹا ہی پڑ گیا، گویا ترقی رجعت ، نقش قدم پر شروع ہوئی، تعلیم کا معیار بڑھایا گیا، لیکن علوم شرقی کو پس پشت ڈال دیا گیا، حالانکہ یونانی طب کا پورا ڈھانچہ سی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے، نصاب میں جو علوم زاید کر کے شریک ئے گئے، اس میں سے ایک بھی ہمارا اپنا نہیں، سب بدیشی، گویا ی طب کو مسخ کیا جا رہا ہے، اور یا تدریجاً اس طرح اس کی ہیئت ذائی بدلی جارہی ہے کہ آگے جا کر یہ بھی مغربی طب ہو جائے، طب کے جاری و ساری نظام کو کل ہند اساس پر اس طرح بدلا جاتا رہا کہ و لوگ بھی اس کی طرف سے بدظن ہو جائیں جو جتنا اس کے ثنا خواں تے، اسپے طبیبوں کو مرجوعہ کے جھگڑے سے ہٹا کر دور کر دینا، جمے جمائے و اخانوں کو بکھیر دینا، ادویہ کی سپلائی کا نظام خراب کر دینا اور خراب ں رہنے دینا، اطبا یونانی کو تمام سیول سرجنوں کے دست نگر بنا دینا ر بورڈ کمیٹی کو اس وقت تک ناقابل اعتنا سمجھنا جب تک کہ اس ے ارکان کی اکثریت مغرب زدہ نہ ہو، یہ سب اس منصوبے کی بند کڑیاں ہیں جس کی بنا پر یونانی طب [illegible] میں زوال کی رف تیز تیز رفتار سے جاتی رہی، اور جس کو تمام اطبا دیکھتے بھی رہے، اور سمجھتے بھی رہے، مگر جس کے خلاف ہاتھ پاؤں مارنے جس کی روک تھام کرنے یا اس سیلاب کے خلاف بند باندھنے کسی نے اپنے اندر سکت یا یارا نہ پایا، گویا اپنی تباہی دیکھتے رہنا ور سمجھتے رہنا ہی ساری زندگی کا ماحصل تھا، اس کے خلاف جدوجہد کرنا بے معنی سی چیز۔

تنزل کو روکنے کے لئے کبھی کبھی انفرادی تدبیریں کی جایا کرتی ہیں، ہو سکتا ہے کہ اپنے فن کی تباہی کو دیکھتے ہوئے ایک آدھ دردمند طبیب کا دل لرزا ہو اور ہم یہ ماننے کے لئے بھی تیار ہیں کہ اس نے س طوفان کو تھامنے کے لئے اپنے طور پر کچھ کیا بھی ہو، لیکن اگر ایسا ہوا بھی تو اس کی مثال ایسی ہی ہے، جیسے کوئی جنگ عظیم کو روکنے کے لئے مچل جائے تو اس میں ننھی سی ایک کاغذی ناؤ تیرا دے سمجھ لے کہ اس نے آبدوزوں کا ایک محیر العقول بیڑا لڑائی میں ک کر دیا ہے، اب جو زنجیری ردعمل شروع ہوگا، تو دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک تراؤ سے واقف ہوئے بغیر نہ رہ سکے گی

اس تشبیہ کی سو مضحکہ خیز سہی، لیکن شکوہ یہ ہے کہ زوال طب کی بندش کے لئے کم از کم ایسی ہی کوئی کوشش کی جاتی تو، جہاں تک ہمیں علم ہے، اول تو ایسی انفرادی کوشش کی ہی نہیں گئی، اور اگر ہوئی بھی تو اتنی ضعیف کہ دریا برد ہو کر رہ گئی، ہمارے کانوں تک تو آئی نہیں، ہمارے احساس نے تو لے آرزو کرتے رہنے کے باوجود محسوس نہیں کیا، ہم منتظر رہے، ہمیں انتظار ہی کرتے رہنا پڑا، یہ خود طب یونانی کے جمود کی دلیل ہے کہ اس کے افراد اپنے طور پر جو قدم ترقی کی طرف اٹھاتے ہیں اس کا علم پڑوسی بھائی کو بھی نہیں ہونے پاتا، ہم میں اتنا جمود ہے، اس قدر عدم دلچسپی ہے ہماری آنکھیں نیند سے اس قدر سختی کے ساتھ بند ہیں کہ ہمارے ایک ہاتھ کا ارتعاش دوسرے ہاتھ کی سمجھ میں بھی نہیں آتا، ہمارے سانس کے آنے جانے کا ہمارے پھیپھڑے کو احساس نہیں ہوتا، ہماری غنودگی کا ہمارے شعور و لاشعور دونوں کو ادراک تک نہیں، اب اس کے بعد وہی درجہ ہے کہ حیات تحت الثریٰ میں چلی جائے اور ایک گھٹا ٹوپ اندھیرا اسے چاروں طرف سے ڈھانک لے تاکہ آخری سانسیں بھی گھٹ گھٹ کر کالعدم ہو جائیں، نیند ابدی غفلت موت، سنتے ہیں کہ مرنے والوں کو اپنے آخری لمحہ کا علم ہو جایا کرتا ہے لیکن ہمیں اس میں بھی شبہ ہے کہ طب کا جسد بے روح شاید اس سے بھی واقف ہو سکے کہ اب اس کا آخری لمحہ آ رہا ہے۔

مشرقی علوم کے سب سے بڑے دشمن فرنگی ہوا کرتے تھے، تاجروں کی اس قوم کو خاص طور پر یونانی طب سے بغض تھا، کہ اس کی وجہ سے ان کی بدیسی دواؤں کی منڈی کا فروغ نہ پا سکتی تھی دیسی طب کی طرف جنتا کے مائل رہنے سے حب الوطنی کا سایہ دار درخت ہرا بھرا رہتا تھا، اور حاکم قوم کو یہ چیز سخت ناگوار تھی، لیکن یہ علم اس زمانے میں اتنا صاحب قوت تھا، اتنا دبنگ اور اتنا مرعوب کن تھا کہ وہ قوم جس کی حکومت میں کبھی سورج غروب نہ ہوا اس کی بھی یہ مجال نہ ہوئی کہ اسے ٹیڑھی نظر سے دیکھ تو لے اندر ہی اندر اور چپکے ہی چپکے اس نے اس رقیب کے خلاف بہت کچھ کیا، اس حکمت عملی سے زہر بھرے تیر چلائے کہ آج تک زخم نہیں بھرے ہیں، مگر علی الاعلان کیا مجال کہ اس کے خلاف ایک

نفظ بھی اس نے زبان سے نکالا ہو، ہاں اس کے چیلوں نے وقتاً فوقتاً اپنے گرو کو خوش کرنے کے لئے منہ ضرور کھولا لیکن جب بھی انہوں نے ایسا کیا، بری طرح منہ کی کھائی۔ یہ یونانی طب کی فلسفہ تھی کہ مغرب حاوی ہونے کے باوجود اس کا بال بیکا نہ کرسکا، اس پر تنقید کرنا یا اس کی تذلیل کرنا تو الگ اس کی بدترین دشمن وہ قوم (جو ترقی اور ارتقاء کے پراسس کلچر کا استیصال کرتی تھی، جو خود اس کی اپنی ثقافت کے لئے روک تھام بنا ہو۔ وہ قوم بھی ہمیشہ دیسی طب کے ساتھ اعزاز اور احترام سے پیش آئی، ہمیشہ علوم ہندی کے لئے اس نے تپاک کا مظاہرہ کیا، لیکن جب ان علوم کا زوال شروع ہوا اور اب جب کہ ان پر کامل جمود و تنزل طاری ہوچکا ہے تو اب یہ حالت ہے کہ وہ جنہیں ہم اپنا سمجھتے تھے وہ بھی اب اس مردہ پر کلہاڑی لے کر بیٹھ گئے ہیں، اور ضرب پر ضرب لگائے جارہے ہیں، ان کو یہ ہمت اس لئے ہوئی کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ اب اگر طب یونانی کو ذبح کر دیا جائیگا تو اس کے حلق سے خفیف سی خرخراہٹ بھی سنائی نہ دیگی۔ راج کماری امرت کور منسٹر فار ہیلتھ انڈین یونین کی وہ تقریر پڑھیے جو انہوں نے بڑودہ میں کی۔ "تحفہ" کی پچھلی اشاعت دیکھئے جس میں صدر آل حیدرآباد میڈیکل کانفرنس نے اپنے خطبۂ صدارت میں دیسی طبوں کو تہہ کرکے جیب میں ڈال لینے کا مفید مشورہ دیا ہے صحت والوں کے وہ بیانات اور اعلانات پیش نظر رکھئے جو وقتاً فوقتاً بھارت اور پاکستان کے کبھی اس گوشے سے اور کبھی اس گوشے سے شائع ہوتے رہتے ہیں، حد یہ ہے کہ اس فن پر اب وہ لوگ بھی خامہ فرسائی اور زبان درازی کرتے نظر آتے ہیں جو یہ بھی نہیں جانتے کہ یہ فن حقیقت میں ہے کیا، وہ تو بس اتنا جانتے ہیں کہ اب طمانچے کا جواب طمانچہ سے نہیں مل سکتا، لہذا کئے جاؤ جو کرنا ہے۔ آیا آپ کی سمجھ میں؟ آپ کی حالت اس قدر گئی گذری ہوچکی ہے اتنی سقیم کہ اب جو آپ کو ٹھوکریں ماری جارہی ہیں۔ ان کو روکنے میں اخلاق کا عام معیار بھی مانع نہیں۔ کوئی مر رہا ہو تو اس کی برائی کرنا ترک کردیا جاتا ہے، اس سے جل اتنی برتاؤ بھی روا رکھا جاتا ہے، ۱۹۵۲ء میں طب کا سقوط اس درجہ پر آگیا ہے کہ اہل عناد اس معمولی اصول کو بھی برتنے کے لئے تیار نہیں کہ نزع کا وقت ہے اب کچھ نہ کہو ان کے ذہن نے یہ سمجھ لیا ہے کہ آپ کو رحلت فرما کر بھی کئی صدیاں ہو چکیں اب صرف نام ہی نام ہے شان ہی شان ہے، ماضی ہی ماضی ہے، حال کچھ نہیں مستقبل کچھ نہیں۔

سوال یہ ہے کہ اب اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے تو کس کو ٹھہرایا جائے، آسان تو یہ ہے کہ فلک ناہنجار کے سر سارا الزام تھوپ دیا جائے کہ اس کی گردش مدام تمام آفات ارضی و سماوی لایا کرتی ہے، طب یونانی بھی اسی میں پھنس گئی ہے، وہ کیا کرے! اس طرح سے ہمارے سارے مجروح جذبات، ہماری ٹھکرائی ہوئی خودداری، ہماری بے بسی کو ایک معقول بہانہ ہاتھ لگ جاتا ہے اور ہم پھر سے خوش خوش نظر آسکتے ہیں ہم نے اب تک کیا بھی یہی ہے، چن چن کر دوسروں کو قصوروار ٹھہرایا ہے اور وہ الزام جو درحقیقت ہمارے ہی پر عاید ہوتا ہے، اسے بھی دوسروں کے سر منڈھ کر خواب غفلت کے مزے لئے ہیں۔ ہم نے کبھی دیانت سے اپنا محاسبہ نہیں کیا، اگر کرتے تو آج کو یہ نوبت نہ آتی، اپنے محاسن کے متعلق ہماری لاپروائی اسی وقت شروع ہوئی جب ہم نے اپنے عیوب کی جانب سے اپنی آنکھیں بند کیں، سلف و صالحین کے مقابلہ میں انسان نے ہمیشہ اس کمزوری کا مظاہرہ کیا ہے کہ اپنے نقائص دوسروں میں تلاش کئے ہیں اور خود کو مطمئن رکھا ہے، یونانی طب اور اس کے عاملین میں تو یہ نفسیاتی غلو اور بھی نمایاں رہا ہے اور دکھتی رگ کو اگر وثوق کے ساتھ چٹکی میں پکڑ کر بتایا جائے تو ہم بحفاظت تمام یہ کہہ سکتے ہیں کہ بس یہیں سے ہمارے پیشہ ورانہ زوال کی ابتدا ہوئی ہے۔

آپ پوچھیں گے کہ اس کا علاج؟ تو ہم دو مختصراً عرض کئے دیتے ہیں، اس کا ایک ہی علاج ہے، جاگئے شیرازہ اکٹھا کیجئے، محاسبہ فرمائیے، اور اگر آپ ابھی اس قابل نہیں ہیں کہ اپنے اندر کوئی خوبی پیدا کرسکیں تو کم از کم اتنا تو کیجئے کہ جو کمزوریاں آپ کے اندر ایک ایک کرکے گھس آئی ہیں انھیں اسی طرح یکے بعد دیگرے نکال کر پھینک دیجئے جس طرح کہ وہ گھس آئی تھیں، اس میں بھی کافی عرصہ لگے گا، لیکن اتنا بھی کرپائیں تو کافی ہوگا، گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط

ہے اس پر عمل اور بھی اچھا ہے، لیکن فقط آیندہ را احتیاط
تاپ کی حاجت روائی نہیں ہوتی، پیچھے خندقیں آگے گھاٹیاں
کام نہیں چلے گا، یہاں اس چیز کی ضرورت ہے کہ آیندہ
احتیاط کے ساتھ ساتھ کچھ نہیں بلکہ بہت کچھ تلافی مافات
کی جائے، یاد رکھیے، تلافی مافات کی زیادہ ضرورت ہے!

تحفہ اپنے اس شمارے میں آپ کے سامنے اس دور
ایک جھلک پیش کر رہا ہے، جو رنگین تھا، تابناک تھا، اور
نحیف و ناتواں مٹھی میں ایک خوبصورت مستقبل رکھتا تھا،
سے ملاحظہ فرمائیے، کیا امتحان تھی، کیا امنگ تھی، کس قدر
حت اور بیکرانی تھی، اسی میدان میں یہ دور کا وہ ٹوٹا ہوا
سرا ہے جس کی گمشدگی ہمیں دنیا سے گم کئے دے رہی ہے
تحفہ بزرگ نہیں ہے، خورد ہے، بہت ہی خوردسال، لیکن
ن کا دردمند دل طب کے لئے روتا ہے اور اس کے احیاء اور
نشاۃ ثانی کے لئے اس نے اپنی ساری زندگی وقف کر دی ہے
خوردسال ہونے پر بھی اس بار وہ یہ جسارت کر رہا ہے کہ اس
ملنے کی جو ماضی حال ہے، بعید نہیں، ابھی ابھی گذرا ہے، گذرکر
زیادہ عرصہ نہیں ہوا، اس زمانہ کی ایک ہلکی سی جھلک ایک دھندلی
سی تصویر آپ کے سامنے پیش کر دی ہے اور اس امید میں
پیش کر دی کہ شاید انھیں بیتے ہوئے دنوں کی ایک کرن آپ
کے خوابیدہ دلوں میں بھر جائے اور پھر سے اس کے ایک ایک
رگ کو اجاگر کر دے ؎

یہ وہ زمانہ تھا جب کہ ہم جی رہے تھے، لیکن بقول جعفر؎

تونے آنکھ بند کی ـــــ کائنات سو گئی
حسن خود پسند کی ـــــ دن سے رات ہو گئی
زرد پڑ گیا سہاگ
جاگ سوز عشق جاگ

سوز عشق سو گیا ہے اور تحفہ چاہتا ہے کہ وہ جاگے۔
پھر سے آنکھیں ملے، پھر سے اٹھ بیٹھے۔ تحفہ اسی لئے آپ
کے سرہانے کھڑا ہے اور اسی لئے آپ کی نیند آپ کی غفلت
کا خیال کئے بغیر آپ کو جھنجھوڑنا چاہتا ہے اپنے اس سالنامہ
کے ذریعہ جاگ سوز عشق جاگ کا نعرہ بلند کرتا ہوا سیسہ بنا کر آپ
کے کان کے پردوں تک اتار دینا چاہتا ہے۔ سوز عشق سو رہا ہے
اس کو جاگنا چاہیئے اس کو جاگنا پڑے گا اس کو جاگنا ضروری ہے
ہمارے لئے آپ کے لئے ہماری آپ کی بقا کے لئے۔

س۔ ع

پیامات

(۱)

بلیماران، دہلی
۲؍ دسمبر ۱۹۵۲ء

تحفہ رسان میرا ادبیہ پیام چاہتے ہیں۔ مضامینِ تحفہ ہی میرا پیام فکر ہیں اور اونکی مساعی دعوت عمل۔
رازی ابن سینا زہراوی اور جابر ابن حیان کی چار پایہ قدیم میز پر سالنامہ جو نیا گلدستہ تحفہ پیش کر رہا ہے۔ میری دعا ہے کہ یہہ طب کا مذاق اڑانے والے ناآشنا دوستوں کیلئے تازیانہ ندامت اور ارباب عقیدت کیلئے دیدۂ بصیرت ثابت ہو۔
تحفہ جن تنگ و تاریک حالات میں جنوبی بحر منجمد کی کشتی کھینے کی کوشش کی ہے لائق تحسین ہے۔
معیاری مضامین تجربہ کے نتائج کا ریکارڈ اور بے باکانہ اظہار حق تحفہ کا امتیاز اور مایۂ افتخار رہے۔ میری نیک تمنائیں اوسکے مستقبل کے ساتھ ہیں۔ خدا اوسے روزافزوں ترقی دے اور صحافتِ طبی کے آسمان کا درخشاں ستارہ بنائے۔ فقط

محمد کبیر الدین

حمایت نگر حیدرآباد دکن

۵ر جنوری ۱۹۵۵ء

"تحفہ" کے مدیر حکیم سید عیسیٰ صاحب نے سالنامہ کے لئے مجھ سے پیام مانگا ہے اس رسالے کے شمارے میری نظر سے گذرے ہیں یہ ایک اچھا رسالہ ہے اور یونانی طب کی بہتری اور بھلائی کے لئے اس کی کوشش پسندیدہ ہیں۔ ابھی اسے شائع ہوتے زیادہ عرصہ نہیں گذرا لیکن میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو طبعی عمر عطا فرمائے اس کے جذبۂ عمل کو قوی سے قوی تر کرے۔

اطباء کے ضمن میں میں یہ محسوس کرنے لگا ہوں کہ ان میں اتفاق اور یگانگت مفقود ہوتی جارہی ہے اور ان کا شیرازہ منتشر ہو رہا ہے۔ اُن پر یہ زمانہ بہت گراں ہے اور اگر اُن کے خواب غفلت کا یہی عالم رہا تو وہ دن دور نہیں جب ان کا بالکلیہ استیصال ہو جائے۔ کاش وہ وقت کی اہمیت محسوس کریں اور اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ ان کے فن کو ان کی تعلیم کو ان کے عمل کو یہانتک کہ ان کے بنیادی مسائل کو ان کی آنکھوں کے سامنے بدلا جارہا ہے۔ اور وہ چپ چاپ یہ تماشہ دیکھ رہے ہیں یہ ایک زندہ اور جیتے جاگتے فن کی شان نہیں۔ کسی فن کے حاملین پر اس حدتک جمود طاری ہونا چاہیئے۔ وہ اگر اپنی اس کمزوری کو پہچان لیں تو فبہا ورنہ ان کا وہی حشر ہوگا جو ایک مائل بہ زوال فن کے حاملین کا حشر ہوا کرتا ہے۔ اور پھر ان کا خدا حافظ

خدا اطباء و تحفہ کو نیک عمل اور جہد و ترقی کی توفیق دے۔

مقصود جنگ

حکیم رشید احمد خاں

پرنسپل طبیہ کالج بمبئی ۔ صدر جمعیۃ الاطباء (صوبہ بمبئی)

بمبئی

۱۶ر دسمبر سنہ [illegible]

مکرم بندہ جناب حکیم سید عیسٰے صاحب زاد لطفکم

علیکم السلام و رحمۃ اللہ ۔ عنایت نامہ موصول ہوا ۔ میں بمبئی سے باہر گیا ہوا تھا اور واپس آتے ہی بیمار ہوگیا اس لئے جواب میں تاخیر ہوگئی جس کا مجھے افسوس ہے امید ہے کہ آپ معذور سمجھکر معاف فرمادیں گے ۔

میں نے ماہنامہ تحفہ کی چند اشاعتوں کو بغور دیکھا ہے ۔ میری نظر میں اوسمیں چند خصوصیات ہیں جو حسب ذیل ہیں ۔

(۱) ۔ طبی مضامین کے لحاظ سے اوسکا معیار کافی بلند ہے ۔ اوسکے مضمون عموماً ٹھوس معلومات پر مشتمل، عملی تجربات میں مفید ہیں ۔

(۲) آجکل کے موقر اور کثیر الاشاعت طبی ماہناموں کی طرح وہ نرا ایلوپیتھک ماہنامہ نہیں ہے بلکہ خالص یونانی مضامین کی اکثریت ہے ۔ مجھے یہ چیز پسند ہے ۔ ہم یورپین میڈیکل رسائل کے ترجمے شائع کرکے یونانی فن کی کوئی خاص خدمت انجام نہیں دے سکتے ۔

(۳) زبان شائستہ ۔ طباعت دیدہ زیب، حسن سیرت کے ساتھ حسن صورت بھی موجود ہے ۔

(۴) تحفہ اوس مقام سے شائع ہوتا ہے جو طبی ترقیات کا مرکز اور دوسرے تمام علوم دین و دنیا کا محور رہا ہے سلاور جو لکھنؤ اور دہلی کے بعد طبی تواریخ میں سب سے بلند مقام کا مالک ہے ۔

(۵) تحفہ اوس سرزمین سے شائع ہوتا ہے جو میرے بہت ہی عزیز دوست اور ہم سبق ساتھی (حکیم مولوی کبیر الدین صاحب) کی قیام گاہ ہے، جن کی شخصیت آپکی طبی برادری میں محتاج تعارف نہیں ہے ۔

اس لئے تحفہ مجھے بہت عزیز ہے اور میں اوسکی ترقی اور اشاعت کیلئے مالک تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں

والسلام

نیازمند

رشید احمد

(۴)

جامعۂ طبیہ گلی قاسم جان دہلی

۲۲ر دسمبر ۱۹۷۶ء

میں نے تحفہ کی اشاعتوں کا بغور مطالعہ کیا جس محنت اور سلیقہ سے یہ ماہنامہ مرتب اور شائع ہو رہا ہے وہ قابل تحسین ہے۔

اس کے مضامین کا معیار نہایت بلند اور افادیت کے اعتبار سے بہت عمدہ ہے اس کے اداریے غور و فکر کو دعوت عمل دیتے ہیں۔ جمود دور کرنے میں اس سے بہت مدد ملے گی۔ سالنامہ کا جو موضوع انتخاب کیا گیا ہے زمانہ کے عین مطابق ہے۔ اوسکی مدد سے ہم مستقبل کو اپنے شاندار ماضی کی طرح پھر ایک بار تابناک بنا سکیں گے۔

میں حکیم سید عیسٰے صاحب مدیر تحفہ کو قابل مبارکباد سمجھتا ہوں کہ اس مشکل دور میں اس قدر علو ہمتی سے کام لے رہے ہیں۔

اس رسالہ کی سرپرستی جن مشہور رہنماؤں کے سپرد ہے وہ محتاج تعارف نہیں۔ یہہ سرپرستی بھی تحفہ کو کافی گرانقدر بناتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ طبی برادری اس مشعل کو ہمیشہ فروزاں رکھے گی۔ تا آں کہ آجکل کے زمانہ سے لیکر آنیوالے عرصہ تک طب یونانی کی منزل دمک نہ اوٹھے اور ہماری راہ متعین اور ممیز ہو کر جگمگا نہ اوٹھے۔ مجھ سے ادارہ تحفہ نے پیام طلب کیا ہے۔ میں سب سے تنظیم، اتحاد، سعیٔ پیہم، یقین محکم کی خواہش رکھتا ہوں کہ اب زمانہ صرف تقریروں، تحریروں کا نہیں بلکہ عمل اور ٹھوس کام کرنے کا ہے۔ یہہ جمہوری دور ہے۔ حکومت آپکی ہے۔ سچائی عمل اور قومی اور فنی خدمت کا صحیح جذبہ لیکر اوٹھئے اور ایسا اوٹھئے کہ جیسے جالینوس، رازی، شیخ الرئیس، زہراوی اوٹھے تھے۔ اونکی جو امانت آپکے پاس ہے اوسکی حفاظت آپ کا فرض ہے زمانہ کی مخالفتوں کے باوجود ڈٹ جائیے۔ جس طرح آزادی حاصل کی ہے اوسی طرح اپنے فن کو بھی زندہ و پائندہ کر جائیے۔ فقط

الیاس خان
صدر جامعہ طبیہ دہلی

(۵)

ڈاکٹر خورشید حسین صاحب سابق فرسٹ سرجن دواخانہ عثمانیہ و پروفیسر سرجری میڈیکل کالج کا پیام

رڈ ہل حیدرآباد دکن ۱۴ر جنوری ۱۹۵۵ء

مجھ سے مدیر تحفہ حکیم سید عیسٰے صاحب نے اپنی اشاعت خصوصی کے لئے پیام تحریر کرنے کی خواہش کی ہے۔

میری نظر سے اکثر ماہنامہ تحفہ کی اشاعتیں گذری ہیں ــــ مضامین علمی اور ٹھوس معلومات پر مشتمل اچھے اور معیاری ہیں۔

خصوصی اشاعت کا عنوان پسند آیا۔ اس سے تاریخ طب وجراحت کا مفید مواد فراہم ہوگا۔ جو اطباء اور ڈاکٹروں میں تجسس، تحقیق اور خدمت خلق کا اعلیٰ جذبہ پیدا کریگا۔

فن طب کا پیشہ تعصب سے بہت بلند ہے۔ علم وعمل دونوں میں اسکا حامل بہت بڑا ذمہ داری محسوس کرتا ہے۔ جغرافیائی تحدیدا دوار اور اقوام کی تفریق سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ یہودی ہو یا مجوسی، مسیحی ہو یا مسلم ہندی، ہو یا چینی مصری ہو یا یونانی صرف طبیب کا مطمع نظر انسانی تکالیف کا ازالہ اور مخلوق خدا کے دکھ درد دور کرنے کی کوشش کرنا ہے۔

ہر پرانی چیز دقیانوسی اور ہر نئی چیز قابل تقلید کا نظریہ اس فن کے حامل کے لئے خطرناک ہے تحقیق اور تجارب کی دنیا میں طبیب کا موقف بہت اعلیٰ ہے مجھے امید ہے" تحفہ کا مطمع نظر بھی یہی رہے گا اور وہ ابنائے فن کو اسی کی دعوت دیگا۔

میں خود ایلوپیتھی ڈاکٹر ہونے کے باوجود دیگر نظامات طب کا احترام کرتا ہوں لیکن میری تمام حاملین طب سے یہی خواہش ہے کہ وہ اپنے آپ کو محدود یا تقلید اعمیٰ کا پابند نہ کریں۔ علمی دنیا بہت وسیع ہے۔ مشرق ومغرب کا فرق مٹا دیجئے۔ احساس کمتری کو قریب مت آنے دیجئے۔ اور آگے بڑھیئے۔ رازی، شیخ، زہراوی، چرک دھونتری کا بھی یہی لائحہ عمل رہا اور مکتشفین ومحققین یورپ اسی پر گام زن ہوئے آپ بھی یہی راہ اختیار کیجئے۔ فقط

خورشید حسین

(۶)

حکیم عبدالاحد
فاضل الطب والجراحت
گولڈ میڈلسٹ
پرنسپل گورنمنٹ طبی کالج۔ پٹنہ
ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ انڈیجینس ڈسپنسریز بہار
ممبر اسٹیٹ کونسل ویکلی آیورویدک و یونانی میڈیسن بہار

پٹنہ

مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۵۲ء

محترمی! السلام علیکم

گرامی نامہ نشان ۴۲۲ عرصہ ہوا موصول ہوا، کثرت طبی مشاغل نے آج اس قابل بنایا ہے کہ آپ کے پرخلوص حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔ امید کہ اس تاخیر کو معاف فرمائیں گے۔

"تحفہ" نے اس قلیل عرصہ میں ناقابل فراموش خدمات انجام دی ہیں، آپ حضرات کی تعمیری جدوجہد یونانی کے لئے یقیناً باعث فخر ہے ـــ "تحفہ" کے لئے اس ناچیز سے آپ نے پیام طلب کرکے مجھ پر ایک بڑا فرض عاید کیا ہے، تعمیل ارشاد اور طبی فرض دونوں کے سامنے بے بس ہو کر چند جملے پیش خدمت ہیں، اگر یہ کچھ کام کے ہوں تو انھیں "تحفہ" کے لئے قبول فرمایئے ورنہ بلاتکلف ردی کی ٹوکری میں ڈال دینا ہی عزت افزائی ہوگی۔ والسلام

پیامِ عمل

(۱) ہندوستان کے اطباء کی تنظیم ہو اور تعمیری پروگرام کے ماتحت فن کی ترقی کے لئے باقاعدہ اور مسلسل عملی جدوجہد جاری کی جائے۔ اور اس کے ذریعہ موجودہ زمانہ میں اس فن کے تقاضوں کو پورا کرنے کی تدبیریں کی جائیں۔

(۲) باصلاحیت حضرات کو اس فن کے حصول کی طرف خصوصی توجہ دلائی جائے۔

(۳) عوام میں اس فن کے فوائد کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ اس فن کے ذریعہ پوری توجہ سے فائدہ رسانی کیجائے جس کا ریکارڈ بھی رکھا جائے۔

(۴) اس فن کے ذریعہ بچوں کے علاج کی طرف خصوصی توجہ کی جائے۔

(۵) طبی تعلیمی اداروں کو موجودہ زمانہ کے رجحانات کو سامنے رکھکر فنی نقطۂ نظر سے مکمل اور اعلیٰ معیار پر پہونچایا جائے

(۶) طبی دواخانوں کو اصولی اور فنی طور پر پبلک ضروریات کے مطابق بنایا جائے۔

خادم

(۷)

حکیم (چوہدری) عبداللطیف خاں شادانی

فزیشن اینڈ سرجن (مستند طبیہ کالج دہلی)
تلمیذ مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں رح

محترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ماہنامہ تحفہ کے ۳ شمارے میری نظر سے گذرے بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ اس کے مضامین معیاری ہیں اور اطباء میں فنی روح پھونکنے اور ان کی معلومات میں بیش قیمت اضافہ کا باعث ہیں۔ ایسے بلند پایہ مجلہ کے اجرا پر ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔ آپ کی مساعی یقیناً قابل قدر ہیں!

حکیم عبداللطیف خاں شادانی
جنرل سکریٹری پراونشل طبی کانفرنس لاہور
ڈائرکٹر طبی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

(۸)

طبیہ کالج علیگڈھ

۱۱ دسمبر ۱۹۵۵ء

جناب مکرم

وعلیکم السلام

آپ کا گرامی نامہ وصول ہوا۔ انشاءاللہ تعالیٰ بشرط فرصت کوئی پیغام یا مضمون بھیجنے کی کوشش کروں گا۔ حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کا پرچہ دن دونا اور رات چوگنی ترقی کرے۔

نیازمند
(شفاءالملک) عبداللطیف

(۹)

آل انڈیا یونانی طبی کانگریس

بنگلہ باب الحق حمایت نگر
حیدرآباد دکن

صدر دفتر دریبہ کلاں دہلی نمبر (۶)

۸ دسمبر ۱۹۵۵ء

ماہواری رسالہ (تحفہ) جو فن طب یونانی سے متعلق بلدہ حیدرآباد سے زیر ادارت کامل الاطباء جناب حکیم مولوی سید ... صاحب شائع ہو رہا ہے، وقتاً فوقتاً میرے مطالعہ میں آتا رہا یہ حقیقت ہے کہ فنی مضامین کا معیار اب تک نہایت بلند رہا اور آئندہ بھی لائق و برگزیدہ لکھنے والی کوششوں سے یہی امید کیجا سکتی ہے۔ جنوبی ہند میں فی الوقت یونانی طب کا (تحفہ) بہترین ترجمان ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ علامہ شیخ کبیر جیسے جلیل القدر ہستی رسالہ کی سرپرستی فرمارہی ہے اور ساتھ ہی سید الاستاذین جناب حکیم مولوی ہبتہ اللہ صاحب پرنسپل نظامیہ طبیہ کالج کی بھی سیادت کا شرف رسالہ کو حاصل ہے۔ دکن کے طبی لٹریچر میں (تحفہ کا وجود) ایک مفید فنی اضافہ ہے، اس کی ترقی و توسیع سے متعلق امید افزا آرزوئیں رکھتے ہوئے ہر ممکنہ کوشش کروں گا کہ اس کا معیار بلند ہوتا رہے فقط

دیسی طبابتوں کا خادم

بین الاقوامی مشہور ادارہ
دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن

کی چند معرکۃ الآرا فن طب اور فلسفہ کی عربی مطبوعات

اس ادارہ نے ائمہ فن کی قدیم نایاب قیمتی کتابوں کی اشاعت سے دنیائے علوم و فنون میں غیر معمولی شہرت حاصل کی ہے، تفسیر، حدیث، اصول حدیث، رجال و اسانید، سیر، مناقب، تاریخ، تراجم، ادب، لغت و نحو، فلسفہ، مابعد الطبیعات، ریاضی، طب و دیگر علوم کی تقریباً ڈیڑھ سو نادر، معیاری اور مستند کتابیں شائع کرچکا ہے (ادارہ)

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف مع سنہ وفات	سنہ طباعت ہجری	سنہ طباعت عیسوی	اجزاء	صفحات	قیمت	فن
۱	المختارات	ابن ھبل م ۶۱۰ھ	۱۳۶۲	۱۹۴۳				
	(۱) الاصول الکلیہ				۱	۳۴۸	عـہ۲	طب
	(۲) الادویۃ المفردۃ		۱۳۶۳	۱۹۴۴	۲	۳۴۰		
	(۳) معالجات				۳	۴۶۲		
	(۴)				۴	۳۲۹		
۲	کتاب العمدۃ فی صناعۃ الجراحۃ	ابن القف م ۶۸۵ھ	۱۳۵۶	۱۹۳۸	۱	۲۸۷	عـلـہ	"
	" "		"		۲	۲۸۳		
۳	الحاوی الکبیر	امام محمد بن زکریا رازی م ۳۲۴ھ					ہر جلد	"
۴	الذخیرۃ	علاء الدین طوسی	"		۱	۲۷۲	عار۲	فلسفہ
۵	المباحث المشرقیۃ	امام فخر الدین الرازی م ۶۰۶ھ	۱۳۴۳	۱۹۲۴	۱	۷۰۶	سعہ	"
	"	"	"	"	۲	۵۴۸		
۶	رسائل الفارابی	ابونصر الفارابی م ۳۳۹ھ	جملہ ۱۱ عدد رسالے				للعہ	
۷	رسائل ابن سینا	ابوعلی ابن سینا م ۴۲۸ھ						
	(۱) النفوس الاجمال		۱۳۵۳	۱۹۳۴	۱	۱۱		مابعد الطبیعات
	(۲) اسباب الرعد	"	"	"	۱	۴		
	(۳) سر القدر	" "	"	"	۱	۵		
	(۴) العرشیہ	" "	"	"	۱	۱۹	عصار۲	
	(۵) السعادۃ	" "	"	"	۱	۲۲		
	(۶) الحث علی الذکر	" "	"	"	۱	۵		
	(۷) الموسیقی	" "	"	"		۱۵		

مفصل فہرست مطبوعات دفتر دائرۃ المعارف سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

پتہ:۔ دائرۃ المعارف العثمانیہ پوسٹ آفس جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن



حکیم سید افتخار حسین صاحب ندوی

طبیب ماہر (نظامیہ طبی کالج حیدرآباد)

ایک قابل مصنف اور باعلم طبیب

آپ کا مقالہ الرازی تھا جس کا اقتباس

اسی شمارے میں ملاحظہ فرمائیے۔



حکیم سید عبدالکریم صاحب قریشی

طبیب ماہر (نظامیہ طبی کالج)

حال طبیب دواخانہ یونانی حکومت حیدرآباد موضع تو

طبی کالج کے اس ہونہار سپوت کے قلم سے بوعلی سینا پر

ایک کاوش مقالہ کی شکل میں وجود میں آئی جس پر ان کو

طلائی تمغہ اور ماہر کی سند ملی، اس کا اقتباس بھی اسی

شمارے میں آپ کی نظر سے گذرے گا۔

طب کے ارکان اربعہ

- علم طب معدوم تھا بقراط نے ایجاد کیا —
- " مردہ تھا جالینوس نے زندہ کیا —
- " متفرق تھا رازی نے جمع کیا —
- " ناقص تھا ابن سینا نے تکمیل کیا —

★ ایسے شخص پر کبھی اعتماد نہ کرو جو اپنا وقت لہو و لعب میں گزارتا ہو، شراب پیتا ہو، اور تعیشات میں منہمک رہتا ہو۔

★ اعتماد اس پر کرو جس نے طب کا بغور مطالعہ کیا ہو جس نے شفاخانوں میں وقت صرف کیا ہو، اور اچھے اساتذہ سے اختلاط رکھتا ہو۔

الرازی

لمعاتُ

از مقالہ

الرّازی

(جزء طب)

مُصنّفہ

جناب حکیم حافظ سید افتخار حسین صاحب ندوی

طبیب ماہر (نظامیہ طبی کالج)

فہرست

سوانح رازی

نام — محمد نام، ابوبکر کنیت اور اس کے باپ کا نام زکریا اور ابو ریحان البیرونی کی صراحت کے مطابق دادا کا نام یحییٰ تھا (ابوبکر محمد بن زکریا بن یحییٰ الرازی)

تاریخ ولادت — ان کی تاریخ پیدائش میں مورخین کا اختلاف ہے لیکن قرائن سے دوسری صدی ہجری کی آخری نصف کی ابتدا معلوم ہوتی ہے۔ سالی بک رکی نے تاموس الاعلام میں ۲۴۰ھ / ۸۵۴ء اس کا سال ولادت بتایا ہے۔ فاضل محمد آبادی نے بیان کے مطابق فرہنگ تاریخ و جغرافیہ میں ۲۵۱ھ / ۸۶۵ء مرقوم ہے۔ ڈاکٹر سعادت خاں سے بھی یہی سنہ پیدائش ثابت ہے۔

رسالہ ماہنامہ معارف مطبوعہ ستمبر ۱۹۲۹ء میں ۲۵۱ھ / ۸۶۴ء تسلیم کیا ہے۔ جی گارز کی کتاب تاریخ علم مشہور میں سال ولادت ۲۲۰ھ / ۸۶۴ء بتایا ہے۔ رازی کے کارناموں کی فہرست کے ضمن میں ابو ریحان البیرونی سے اب معلوم ہو کہ تاریخ ولادت ۔۔۔ کی طرح عام قیاس ہے ۔۔۔ سال ۲۵۱ھ / ۸۶۵ء مانا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ فیصلہ ہو سکے کہ ابتدا علوم کو رازی کس سال میں ہوا۔

رازی ایک باکمال منکشف اور متاہد طبیب و معالج کی حیثیت سے — [illegible] رازی اپنی ۔۔۔ کے ساتھ اکثر ۔۔۔ دو سو ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ صدیوں سے تاریکی سے نکلے ہوئے مسلمانوں نے ولولہ تحصیل علوم اور جوش تحقیق سے بہت دنوں تک ان ناکامیوں کی ستگری برداشت نہ کی، وہ آگے بڑھے اور جلد ہی خود دائرہ معلومات سے کہیں آگے نکل گئے۔ تحصیل علم میں مسلمانوں کی مستعدی اور ارتقا علوم کے لئے ان کی کوششیں فی الحقیقت حیرت انگیز ہیں اور یہ بالکل صحیح ہے کہ اس بارے میں کوئی قوم ان کا مقابلہ کر سکی، اور نہ ان سے بازی لے جا سکی (تمدن عرب صفحہ ۳۹۵) اس لئے یہ خیال کہ کسی طرح درست نہیں ہو سکتا کہ موجودہ تمام علوم و فنون عصری مغربی علما کا نتیجہ اور کلیتاً عصر حاضر کی پیداوار ہیں۔ تاریخ علوم کے سلسلہ میں یہ سب کی مانی ہوئی بات ہے کہ علوم کہیں بھی ایک دم سے نشو و نما نہیں پاتے، قدرت کا یہ قانون علوم پر حاوی نہیں، بلکہ کائنات کا کوئی ذرہ اس قانون سے آزاد نہیں، علوم و فنون کی ترقی و عروج کے لئے بھی وقت درکار ہوتا ہے اور وہ تدریجی معراج ترقی پر پہنچتے ہیں، کیا کوئی خیال کر سکتا ہے کہ مسلمانوں کا درمیانی واسطہ نہ ہوتا، تو علم کی موجودہ ترقیوں کا کوئی امکان تھا۔

واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے علوم کی آبیاری کی اور آج ہم ان کی علمی کوششوں کو حیرت انگیز طور پر بار آور پا رہے ہیں، بلاشبہ آج جو علوم کے بے شمار شاخ اور رجحانات بڑھتے ہوئے نشو و نما کو ظاہر کر رہے ہیں اگر ان کا حقیقی تجزیہ کیا جائے تو اس کے ماسوا کیا نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اکثر علوم و فنون کے عصری ارتقاء میں مسلمانوں کا زبردست حصہ ہے۔ یوں تو مسلمانوں میں عالی دماغ محققین کی کمی نہیں، لیکن ان میں رازی کو جو عظمت عام حاصل ہے، اس کا کسی قدر اندازہ اس کی طویل فہرست تصانیف سے بھی ہو سکتا ہے، رازی کی جامعیت نے جارج سارٹن کو اپنی ساختہ کتاب انٹروڈکشن ٹو دی ہسٹری آف سائنس میں یہ کہنے پر مجبور کیا کہ امراض نسواں، علم الولادت، دایہ گری اور جراحی چشم سے متعلق اکثر مضامین اعوات تک کے گئے ہیں ان کا سلسلہ کھوج لگانے پر رازی تک پہنچایا جا سکتا ہے۔

رازی کا علم تشریح و منافع الاعضاء — مسلمانوں نے اور علوم کی طرح ان شعبوں میں کامیابی حاصل نہیں کی، مگر جس قدر بھی انہوں نے کام کیا ہے، وہ قابل لحاظ ہے۔ تشریح و منافع الاعضاء میں قدماء سے جو کچھ ان کو ملا تھا وہ بہت تھوڑا تھا اور جو سرمایہ انہوں نے چھوڑا وہ کہیں زیادہ وسیع ہے، قدیم عربی طب کے وسیع ذخیرے سے یہ اچھی طرح ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی اطبا تشریح و منافع سے بے بہرہ نہ تھے، چنانچہ ڈاکٹر الگود نے اپنی تاریخ طب صفحہ ۱۹۵ میں عربوں کی تشریح دانی اور ان کی ترقیوں اور تشریحی اکتشافات کا اعتراف کیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ تشریح کی عمیق معلومات اعضاء کی چیر پھاڑ اور ان کے افعال سے واقفیت حاصل کئے بغیر ناممکن ہے۔ مستشرقین یورپ بھی مانتے ہیں کہ ان کو نہ صرف انسانی اعضاء کا پورا علم تھا، بلکہ اس نے ان شعبوں میں ۔۔۔

اہم انکشافات بھی کئے، اور کئی جدید باتیں دریافت کیں، چنانچہ فرانسیسی مورخ موسیو لو [illegible] تاریخ عرب (صفحہ ۴۲۲) میں لکھتے ہیں کہ، اول اول رازی ہی نے عصب حنجری (LARYNGEAL NERVE) کو عصب راجع (RECURRENT NERVE) سے ممتاز کیا وہ یہ بھی کہتا ہے کہ عصب راجع بعض اوقات اس جانب سے دوہرا [illegible] [illegible] CAMPBELL [illegible] ایڈیشن

اپنی کتاب میں لکھا ہے

رازی ہی نے [illegible] کی	Rhazes also
[illegible] عصب حنجری کو [illegible]	Described the
کرتا ہے [illegible]	laryngeal
شروع [illegible]	branch of the
[illegible]	recurrent ner-
بعض اوقات [illegible]	ve which he
[illegible] ہوتا ہے	say arise near
اس انکشاف کی بنا پر	the trachea
رازی کو ہمارے سارے اعزاز	this nerve he
کا مستحق دینا چاہیئے جس کو عرصہ	noted as some-
سے [illegible] دریافت سمجھا	time doubled
گیا ہے	on the right
	side and all
	due honour
	should be
	given him for
	this discovery
	which has long
	been considered
	modern ..

خود رازی کی تصانیف کیا تشریحی معلومات پیش کرتی ہیں؟ اس سوال کو حل کرنے کے لئے ہم اس کی کتاب المنصوری کی طرف رجوع ہوتے ہیں، اس کتاب میں وہ تمام اعضاء بدن کی شکل اور ان کی ہیئت۔ مثلاً ہڈیوں، عضلات، عروق، دماغ، نخاع، آنکھ، کان، ناک، زبان، حلق، اسپیہ، مشش، قلب، معدہ، امعا،

طحال، جگر، کیسہ صفراء (مرارہ) گردہ، مثانہ، تناسل آلات، یعنی انثیین، قضیب، رحم، معقۃ الرحم اور ثدی (پستان) وغیرہ کی تشریح بڑی وضاحت کے ساتھ بتاتا ہے، ان کے علاوہ المنصوری میں عمود فقرات، ان کے سوراخوں، اور ان کے زوائد، کھوپڑی کے تمام سوراخوں اس کی درزوں اور عصبی گذرگاہوں اور نخاع کی بڑی عمدہ بحث ہوئی ہے منصوری کے لاطینی ترجموں کے بعض اہم حصے ڈاکٹر محمود نجم آبادی کے اعتنا پر ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

خداوند عالم نے دماغ کو ارادی افعال و حرکات کا مرکز بنایا ہے وہ اعصاب حسیہ جو اصل بدن میں ہیں اور دور دور واقع ہیں ایک طویل مسافت طے کرتے ہیں، ان کا مرکز حاذق حکیم و علا نے کھوپڑی کے پیچھے کے سوراخ میں رکھا ہے جس سے نخاع شوکی خارج ہوتا ہے، مہروں کے ذریعہ بدن سے اور کھوپڑی کے ذریعہ دماغ سے اس سوراخ کے وسیع تعلقات کا قدرت نے عجیب اہتمام کیا ہے۔

ایک اور مقام پر تحریر فرمایا ہے۔

اعضاء و جوارح کو حس و ادراک بخشنے کے لئے مہروں کے سوراخوں سے اعصاب نکل کر اعضاء کو حس و حرکت کے قابل بناتے ہیں

یہ بھی اس کا خیال ہے۔

کہ دماغ میں سخت چوٹ آنے یا اس کے بیٹھ جانے سے پورا بدن حس و حرکت سے محروم ہو جاتا ہے، لیکن یہی صورت عمود فقرات اور نخاع شوکی میں اس طرح واقع ہو کہ نخاع منتشر ہو جائے، تو بدن کا صرف وہ حصہ حس و حرکت کھو بیٹھتا ہے، جہاں آفت پہنچی ہے، اور اس جگہ اثر ہو سکتا ہے، جہاں عصبی خال منتہی ہوتا ہے۔

وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ کھوپڑی میں بہت سے سوراخ ہوتے ہیں جہاں سے اعصاب نکلتے ہیں اور ان میں شرائین و اوردہ بھی ہوتے ہیں۔ "المنصوری" کے قلمی نسخہ (مخزونہ کتب خانہ آصفیہ) میں سر کی (۲۳) ہڈیوں کا شمار بتاتا ہے آج کل کے (۲۲) اعداد و شمار سے بجائے (۲۳) قرار دینا اس زمانہ کے لحاظ سے جبکہ ذرائع محدود تھے کوئی ایسی قابل گرفت بات نہیں کہ متاخرین میں غلطی کا وقوع اس

روشن زمانے میں بھی جاری ہے اور بہت ممکن ہے کہ اس نے گردوں کے پیچھے جھرے اور کان کی ہڈی کو بھی سر کی ہڈیوں میں شمار کر لیا ہو۔ اس نے نہ تو دور حاضر کے مشاہدات کی نقل کی تھی اور نہ ہی ایسے صاحب جو بحث کرنے کی خاطر اس میں کمی دستی کی تھی۔

منافع الاعضاء کو علم تشریح سے زمانہ سلف میں الگ خیال نہیں کیا جاتا تھا، اس بنا پر ہم کہتے ہیں کہ منافع الاعضاء کا بھی علم اس کو تھا، اس ضمن میں المصوری کا ایک بیان پیش کیا جاتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنکھ کی پتلی کے افعال و وظائف سے متعلق اس سے دس سو سال پہلے رازی کو علم کسب تھا، اس موضوع پر رازی نے رسالہ فی العلة التی من اجلها تضیق النواظر فی النور وتتسع فی الظلمة کے نام سے ایک رسالہ تصنیف کیا تھا، وہ اب معدوم ہے، لیکن المصوری کے ذریعہ معلومات ہم تک پہنچی ہیں، مسئلہ یہ ہے کہ روشنی کے وقت پتلی سکڑتی ہے اور تاریکی میں پھیلتی ہے، اس کو وہ آنکھ کی تشریح و منافع الاعضاء بیان کرتے ہوئے ... کے عنوان کے ضمن میں اس طرح بیان کرتا ہے

(اور طوبت رجاجیہ)

کے وسط میں بھی (رجاجیہ کے سامنے) ایک اور گول کسی قدر چوڑا شعاعیت میں او ... مثانہ جسم ہوتا ہے، اس کو رطوبت جلیدیہ (...) کہتے ہیں، یہ جسم پیچھے رجاجیہ کے نصف حصہ کو اور باقی دوسرا نصف حصہ اوپر اس کی ... ہوتا ہے، جو انتہائی شفاف ہوتا ہے، رنگ کی ... کی طرح ہوتا ہے، جس کو طبقہ عنبیہ (...) کتاب ... کا نام دیا جاتا ہے، اس جسم سے اوپر انڈے کی سفیدی کی طرح ایک اور سیال ہوا (سیال رطوبت) ہوتا ہے، اس کو رطوبت بیضیہ کہا جاتا ہے پھر اس کے اوپر بھی (یعنی رطوبت بیضیہ میں قرنیہ کے پیچھے اور جلیدیہ کے سامنے) ایک اور رقیق جسم (پردہ) ہوتا ہے، یہ جسم بیضیہ کے سامنے اتصال پر ہوتا ہے، سامنے حصہ چکنا ہوتا ہے، رنگ کے لحاظ سے یہ جسم تمام آدمیوں میں مختلف ہوتا ہے، بعض میں بہت زیادہ سیاہ اور بعض میں اس سے کم درجہ کی ... ہوتا ہے۔

اس جسم کے وسط میں جلیدیہ کے محاذی ایک سوراخ ہوتا ہے جو حالات کے لحاظ سے کبھی پھیلتا اور کبھی تنگ ہوتا ہے۔ اس کی یہ تبدیلی جلیدیہ کی ضرورت پر موقوف ہے جلیدیہ روشنی حاصل کرنا چاہتی ہے تو یہ سوراخ (یعنی پتلی) زیادہ روشنی کی وجہ تنگ ہو جاتا ہے اور تاریکی میں پھیل جاتا ہے یہ سوراخ حدقہ ہے اور اس ... کو ... غنبیہ کہا جاتا ہے

(ملاحظہ ہو قلمی نسخہ المصوری ...)

رازی کا ایک ... المنقح المناظر میں ابن الہیثم کے حوالے سے درج ہے جس میں عضو جدید کے (ciliary body) افعال و وظائف سے متعلق صدیوں قبل وہ انکشاف بات کہی ہے کہ اسے بھی ماقبل تبدل مسلم ہے۔

تنقیح المناظر کی عبارت کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

اس کے بعد امام ابن ہیثم نے محمد بن زکریا سے یہ نقل کیا ہے، کہ رازی نے ایک رسالہ میں بیان کیا ہے، اس میں مجھے کوئی شک نہیں ہے کہ پتلی کے پھیلنے اور تنگ ہونے کا سبب ایک نہایت ہی باریک اور چھوٹا عضو ہے جس کے سپرد یہ خدمت ہے جس کی باریکی اس کو حس سے ادراک نہیں ہو سکتا ... کا ... تاکہ جس سوراخ کی مقدار بڑھ سکے تاکہ ہونے والی روشنی اتنی ہی مطابق ہو۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ روشنی وقتی طور پر اور ... میں پھیلنے کو سب سے پہلے رازی نے ... اس کے بعد ... سے اس عضو ... کی ... پتلی کے پھیلانے اور سکیڑنے کی ایک ... ایک عضلے کے ہاتھ میں ہے، اور اس کو پھیلانے اور سکیڑنے کا کام یہی عضلہ ہے۔

رازی کا اصول حفظان صحت

اس حقیقت کو ڈاکٹر گشتہ و... (...) کی رسالی تحقیق ... عرب اطبا امراض کے علاج میں حفظان صحت کا خاص لحاظ رکھتے تھے علاوہ ازیں سلسلہ میں وہ طبیعت سے کام لیتے تھے، احد علاج ... الحنفی کا جواب ہماری طب میں داخل ہوا ہے ... ابن جزلہ ... صدی ... (...) میں مریض اطباء عرب کے ہاتھوں ...

کلفت بنیا ہوتے تھے جیسے اب بنتے ہیں، (تمدن عرب ص۵۳۳)

تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

رازی موسموں کے تغیرات و کیفیات سے، ہواؤں کی تبدیلی اور ان کے موثرات سے، وباؤں کے پھوٹنے، متعدی امراض کے پھیلنے اور ایک دوسرے کو بیماری لگنے سے اچھی طرح واقف تھا، اقدام بالحفظ اور امراض سے اپنے آپ کو مامون کرنے کے واسطے اپنی کتابوں میں بڑی اچھی باتیں اس نے بیان کی ہیں، ذیل میں چند اقتباسات دیئے جاتے ہیں۔

حصول صحت کے لئے تبدیل آب و ہوا کے فوائد سے استفادہ اس کے نزدیک کس قدر ضروری تھا اس کا اندازہ صاحب منی سی (ص۔۔۔) کے اس قول سے ہوتا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ بعض حار کے مریضوں کو ایسے مقامات کی آب و ہوا مفید ہوتی ہے جو ٹھنڈے اور مرطوب ہوں۔ اسی کتاب میں (ص۱۰۵) پر اس کا یہ قول بھی مذکور ہے کہ صحت اور اعتدال سے دوسری جگہ ۔۔۔ قدم رکھتے اور ایک اچھے (غیر متاثر) مکان سے دوسرے خراب روی (متاثر) مکان میں منتقل ہونے سے مرض جلد ہو جاتا ہے۔

المنصوری میں درج ہے ۔۔۔ ل مقامات سے ۔۔۔ پھوٹ پڑے یا مرگا مرگی (طاعون) پھیل گیا ہو ۔۔۔ ایسے زمانے میں لشکر کا پڑاؤ اونچے مقام پر ہونا چاہئے۔ جہاں ۔۔۔ ہواؤں کا گذر ہو ۔۔۔ خدام احاطے ۔۔۔ کار اور ۔۔۔ بیماریاں ہیں جو ایک سے دوسرے کو لگ جاتی ہیں، خصوصاً اگر تنگ گھروں میں لوگوں کے ساتھ رہن سہن ہو، ۔۔۔ دیکھتے وقت ایک سے دوسرے کو ہو جاتا ہے اور بہت سے قسم کے مرطوب زخموں کا بھی ۔۔۔ اور ۔۔۔ ہوتا ہے مختصر یہ کہ ہر اس بیماری والے کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیے جس کی ۔۔۔ متغیر اور متعفن ہو۔

(۔۔۔ نمونہ ۔۔۔ خوف طوالت ہم نے متعلقہ بحث کا طویل بیان نظر انداز کر دیا ہے ۔۔۔)

نظریات کی اساس تجربات

شفاخانوں کا عام رواج ہو جانے کی بدولت آخر زندگی تک رازی کو تجربات و مشاہدات کا وسیع تر موقع ملتا گیا، وہ اپنے آپ کو ایک زبردست مجرب کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش کر سکا،

رازی وہ پہلا شخص ہے جس نے عملی طور پر طب میں تجربہ و امتحان عملی کو داخل کیا۔ رازی کے زمانے تک بقراط و جالینوس کے اصول وحی الٰہی کی حیثیت رکھتے تھے، ان سے انحراف کا تصور بھی گناہ کبیرہ سمجھا جاتا تھا، اس نے قیاس آرائی سے ہٹ کر مریضوں کے حالات اور کیفیات پر زیادہ زور دیا، وہ معاینہ بول کا ضرورت سے زیادہ قائل نہ تھا جیسا کہ پیو برگر نے لکھا ہے۔

حس ۔۔۔ اطبا کا اتفاق ہو، قیاس اس کو ۔۔۔ دیتا ہو اور تجربہ اس کی تائید میں ہو تو اس ۔۔۔ ہونا چاہیئے ۔۔۔ اس ۔۔۔ مدد کی ضرورت نہیں

یہ اس کا قول تھا جس کی اس کا اساسی تھا ۔۔۔ زمانے کے شفاخانوں میں ۔۔۔ قدیم طریق علاج کو ایک نئے انداز سے ۔۔۔ پیش کیا ۔۔۔ قدیم اصولوں پر تکیہ ۔۔۔ کر دیا ۔۔۔ زمانہ تجربہ میں ۔۔۔ کے اندر ۔۔۔ بقراط و جالینوس کے تجربات ۔۔۔ تجربے ۔۔۔ کر دیا

۔۔۔ زمانہ ۔۔۔

رازی ۔۔۔ تحقیقات کا شفاخانوں میں مریضوں پر ۔۔۔ استعمال کرتا تھا (تمدن عرب ص۴۳۵)

رازی ایک طرف پہلی تحقیقات کو تجربہ کی کسوٹی پر پرکھتا تھا تو دوسری طرف ۔۔۔ تجربات سے ۔۔۔ بیان ۔۔۔ کرتا ہے۔ ۔۔۔ قیاس اور معاینہ کتب کو چھوڑ کر جو تجربوں پر تکیہ کرتا ہے تو وہ اپنی ۔۔۔ کا ۔۔۔ بیان کرتا ہے

عہد حاضر کا طریق تجربہ عہد رازی میں

رازی ۔۔۔ دوا کے افعال و خواص ۔۔۔ معلوم کرنا چاہتا تھا، اس کو جانوروں پر استعمال کرا کر دیکھتا تھا۔ تمام جانوروں میں بندر کو چونکہ انسان سے ایک گونہ قرب ہے اس لئے تجربوں میں وہ بندر سے کام لیتا تھا۔ ۔۔۔ کی ۔۔۔ ایک دلچسپ مشاہدہ بیان کیا جاتا ہے جس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ دس سو سال میں اس نے ہمارے زمانے سے تجربہ کا طریقہ سیکھا ہوگا۔

میں خالص پارے کو زیادہ ضرر رساں نہیں سمجھتا وہ جوں ۔۔۔ استعمال کیا جاتا ہے ۔۔۔ آنتوں میں شدید درد

پیدا ہو کر جسم سے خارج ہو جاتا ہے، بالخصوص جب استعمال کے بعد دانتوں کو حرکت دی جائے، چنانچہ جب میں نے ایک بندر کو کھلایا تو میں نے وہی دیکھا جو میں نے اوپر بیان کیا ہے، اس کا اندازہ مجھے اس سے ہوا کہ اسے آگ کو اس نے حرکت دی اور مضبوطی سے بند کر لیا اور ہاتھ سے اسے پیٹ کو دبایا اس کے بعد پارہ خارج ہو گیا۔ (قلمی نسخہ المنصوری مخزونہ کتب خانہ آصفیہ ص۱۲۴)

گمسٹن نے اپنی تاریخ طب (ص۲۰۲) میں اس تجربہ کو بیان کرنے کے بعد اتنا اور بھی لکھا ہے کہ رازی کی رائے میں کیلومل اور خصوصیت کے ساتھ سلی مٹ (مرکیوری کلورائیڈ) بالنسبہ زیادہ سمی اور خطرناک ہوتے ہیں، ان کے استعمال سے پیٹ میں شدید درد ہونے لگتا ہے جس کے نتیجہ میں (احتسار) کا استفراغ ہوتا ہے۔

رازی کے فراستیاتی نکات، تشخیص، تجربات اور طبی مشاہدات

تشخیص | اگرچہ اس موضوع پر چہار مقالہ اور طبقات الاطباء کے علاوہ قاضی ابو علی کی کتاب الفرج بعد الشدۃ، محمد عوفی کی جوامع الحکایات و لوامع الروایات اور خمسۃ السمر وغیرہ کتابیں ہیں لیکن زیادہ تفصیل کے ساتھ موجودہ دور کے ایک مشہور مستشرق ڈاکٹر میکس مئرہاف طبیب امراض چشم قاہرہ نے اس موضوع پر کام کیا ہے، موصوف کے مقالہ کا نام رازی کی تینتیس فراستیاتی مشاہدات ہے (Thirty three clinical observations by Rhazes) افسوس ہے کہ انتہائی کوشش کے باوجود اس کے حصول میں کامیابی نہ ہوئی اس جگہ مختلف ذرائع سے رازی کے چند تشخیص، تجربات، سرگذشت لکھنے کے طریقے اور معاینہ مریض کو بیان کیا جاتا ہے

عبداللہ بن سوادہ کی سرگذشت اور علاج رازی کے قلم سے

حاوی کبیر کا ایک حصہ حکایات مخصوص اور "امثلۃ من قصص المرضیٰ" پر مشتمل ہے، اس میں بعض اہم طبی یادداشتیں بھی ہیں، اس کی ایک عبارت کا ترجمہ یہاں دیا جاتا ہے:-

عبداللہ بن سوادہ عرصے سے حمیات مرکبہ میں مبتلا تھا، بخار کبھی چھٹے دن اور کبھی تیسرے دن آتا تھا، بعض مرتبہ چوتھے دن، گھٹتے ہر روز باری آتی تھی، بخار کسی قدر لرزہ سے آتا تھا، اور بار بار اسے پیشاب کرنا پڑتا تھا، یہ دیکھ کر میں نے معین کیا کہ یہاں دو صورتیں ہیں، یا تو مریض کے گردوں میں پھوڑا ہے، یا یہ پھر ممکن ہے کہ یہ بخار چوتھیا (حمی ربع) کی صورت اختیار کرے، تھوڑے ہی دن بعد جب مریض کے پیشاب میں پیپ آنی شروع ہوئی تو میں نے مریض کو آگاہ کیا کہ اب اس کو بخار کی باریاں نہیں آئیں گی، واقعی ایسا ہی ہوا۔ رہی وہ بات جس نے وقت پر مجھے یہ رائے قائم کرنے سے باز رکھا کہ مریض کے گردوں میں پھوڑا ہے یہ تھی کہ اس سے قبل مریض حمی غب (تجاری بخار) اور دوسری قسم کے مرکب بخاروں میں مبتلا ہو چکا تھا، پس کی اس کیفیت نے مجھے یہ خیال کرنے پر مائل کر دیا تھا، کہ یہ بخار اخلاط میں احتراق ہونے کی وجہ سے ہے، اور جب بھی احتراق بڑھ جائے گا تو بخار چوتھیا کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

اس کے علاوہ مریض نے مجھکو اس کی بھی اطلاع نہ دی کہ وہ کھڑے ہوتے وقت کمر میں بوجھ محسوس کرتا ہے، ورنہ میں بھی یہ استفسار کرنا بھول گیا، دراں حالیکہ پیشاب کے بار بار آنے سے مریض کے گردوں میں پھوڑا ہو جانے کا پختہ خیال ہو جاتا، تندرستی کے زمانے میں بھی (یعنی بخار کی باری آنے سے قبل) وہ اس بیماری میں مبتلا رہ چکا ہے، بہر حال اگر خدا کو منظور ہوا تو یہ مریض اس بیماری میں مبتلا نہ ہوگا،

جب مریض کے پیشاب میں پیپ برآمد ہوئی تو پیشاب لانے والی دوائیں میں نے استعمال کرائیں، یہاں تک کہ پیشاب صاف ہو گیا اس کے بعد میں نے گل مختوم، کندر، دم الاخوین وغیرہ استعمال کرایا جس سے اس کو بیماری سے نجات مل گئی اور بہت جلد صحت

مہینے میں اس کو شفا کامل ہو گئی۔"

اڈورڈ براؤن نے بھی اپنی کتاب "طب عرب" صفحہ ۵۳ میں اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ رازی نے جس مریض کا علاج کیا تھا بہرحال اس کی کیفیت بالکل واضح ہے، کیونکہ اسے مختلف دنوں میں لرزہ سے وقفہ کے ساتھ بے قاعدہ طور پر باری کا بخار آیا کرتا تھا جس کو اس زمانے کے اطبا عام طور سے ملیریا بخار سمجھتے تھے، اور ملیریا ہی کا علاج کرتے تھے، اگر رازی کا یہ مریض حقیقت میں ایک قسم کا عفونی بخار (Septic Fever) میں مبتلا تھا جس کو ابتداء میں ملیریا خیال کیا گیا تھا، لیکن بعد میں جب اس نے مریض کے پیشاب میں پیپ کو ملاحظہ کیا تو سمجھ لیا کہ درحقیقت مریض کے گردوں میں پھوڑا (التہاب حوض کلیہ، Pyelitis) ہے، جب اس نے قاعدے کے مطابق علاج کیا تو کامیاب ہو گیا۔

بغداد کے ایک امیرزادے کا معائنہ

عیون الانباء ص ۳۱۱ جلد ۱ میں قاضی ابوعلی المحسن بن علی بن ابی فہم التنوخی کی کتاب "الفرج بعد الشدۃ" کے حوالہ سے ابن ابی اصیبعہ نے ذیل کا ایک واقعہ درج کیا ہے

ایک دفعہ بغداد کا ایک امیر رَے میں وارد ہوا۔ دوران سفر میں اس کو منہ سے خون آنے کا مرض لاحق ہو گیا، متعدد اطبا سے علاج کرایا مگر صحت نہ ہوئی، امیر بالآخر رازی کی طرف رجوع ہوا، رازی نے نبض و قارورہ ملاحظہ کرنے کے بعد مرض سے متعلق مختلف قسم کے استفسارات کئے، اب تک جو کچھ علاج ہو چکا تھا اس کو بھی پوچھا، لیکن سبب مرض معلوم نہ ہو سکا، کیونکہ مریض میں نہ تو سل کی علامات تھیں، نہ ایسا کوئی مرض ہی موجود تھا جس کو منہ سے خون آنے کا سبب قرار دیا جا سکے، اب رازی نے صاف صاف مریض سے کہہ دیا کہ مرض کی تشخیص سے قاصر رہا لیکن ساتھ ہی مریض کو ڈھارس بھی دی کہ وہ مرض کو سمجھنے کی کوشش کریگا، بیچارا مریض اتنے بڑے حاذق طبیب کے یہ الفاظ سن کر زندگی سے مایوس ہو گیا، پر رازی کی غیر معمولی صلاحیتیں مرض کا پتہ لگانے میں برابر مصروف کار رہیں، یہاں تک کہ آخر میں اس نے اصل حقیقت کا کھوج لگا ہی لیا، جب اس نے دوران سفر کے حالات اور اس کے اکل و شرب کی نوعیت دریافت کی تو معلوم ہوا کہ راستے میں تالابوں اور حوضوں کا پانی پینے کا اتفاق ہوا۔ جونہی مریض کے منہ سے یہ بات نکلی، رازی کا ماتھا ٹھنکا، ہو نہ ہو مریض نے پانی کے ساتھ کوئی جونک نگل لی ہو، جو اس کے معدہ کا خون چوس رہی ہے اور اسی باعث منہ سے خون آرہا ہے، رازی نے یہ نتیجہ نکال کر دوسرے روز مریض سے ملنے کا وعدہ کیا، گھر آکر اس نے کائی سے بھرے ہوئے برتن منگوائے، دوسرے دن وہی لیکر مریض کے پاس گیا، اور اس شرط کے ساتھ علاج ہاتھ میں لیا کہ اس بارے میں طاریں امر کی ایک نہ سنیں، اور صرف میرے حکم کی تعمیل کریں، بعد ازاں اس نے سب کائی اس کو زبردستی کھلا دی، مریض جھیلتا رہا مگر اس کی ایک نہ سنی گئی، تب اس کو زوروں کی ایک قئے ہوئی، رازی نے قئے ملاحظہ کی تو واقعی جونک اس میں موجود تھی۔

یہ واقعہ محمد عوفی کی جوامع الحکایات ولوامع الروایات کے قلمی نسخہ ورق ۱۷۶ میں ہماری نظر سے گذرا ہے جو اس وقت کتب خانہ اعظم گڈھ کی حفاظت میں ہے۔

مخصوص امراض کے علاج کا تذکرہ

رازی کو علاج معالجے میں جس قدر مہارت حاصل تھی، اس کا اظہار صرف الفاظ سے ناممکن اور بے معنی ہے، اس کے لئے خود رازی کے چند مخصوص معالجات کا یہاں ذکر کرکے استشہادات کرنا مناسب ہے۔ نیچے کی سطروں میں جو کچھ اقتباسات درج ہوئے ہیں ان سب کا ماخذ کتب خانہ آصفیہ کا قلمی نسخہ [illegible] محمد بن زکریا ہے۔

مالیخولیا ایک بڑی مصیبت پڑ جانے کی وجہ سے ایک شخص مرض وسواس میں مبتلا ہو گیا تھا، چنانچہ کسی طرح ایک لحظہ چین سے بیٹھتا نہ تھا، اس نے اپنی شکایت بیان کی، تو رازی نے عارضہ لغا بنیت بتایا۔ اس کا علاج دل بہلانا، سفر کرنا، دوستوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بتایا (یعنی علاج بالکل نفسیاتی اصول پر بتلایا)

(ورق ۸/۸ الف)

ذیابیطس ایک نوجوان کی آنکھوں میں کھجلی اور قارورہ پانی جیسا سفید تھا، پیاس شدید تھی، قرص ذیابیطس، ماء الشعیر اور آنکھوں میں شیاف ابیض ڈالنے کو بتایا!

(ورق ۱۹/۱۴ ب)

(۲) ایک بیس سالہ نحیف لڑکی جس کو غذا میں کمی کے بغیر لاغری، شدید پیاس، رات تمام پیشاب آنے کی شکایت تھی ذیابطیس تشخیص کیا گیا۔

(۴) ایک شخص نے پانی جیسے قارورے کی رقت اور سفید، شدید پیاس، دردسر اور درد گردہ کی شکایت کی،

مرض ذیابطیس، ہمراہ آب انار ترش و زلال جو مالی کا حکم دیا اور مسکرات سے پرہیز کرنے کو کہا (ورق ۶۵/۱۶ ب)

حصاۃ کلیہ و مثانہ ایک بچہ کو عسر بول کی شکایت تھی، اس کا قارورہ سیاہی مائل تھا رازی نے کہا کہ اس رنگ کا قارورہ گردے کی پتھری کی پہچان ہے۔

(۲) ایک شخص کے قضیب میں خارش تھی، بار بار ہاتھ سے گرفت میں لیتا اور پھر چھوڑتا تھا، اس کے عسر بول اور عانہ میں درد تھا۔ بعض اوقات کا نٹے نکل جاتی تھی، فرمایا ان تمام شکایات کا سبب مثانہ کی پتھری ہے۔

(۳) ایک شخص نے عسر بول، بعض اور عانہ میں ... مسلی، اور قبض کی شکایت کی، رازی نے کہا یہ پتھری کی وجہ سے ہے

سوزاک ایک شخص نے بول الدم اور قضیب کی نالی میں زخم (سوزاک) کی شکایت کی

دوا اور مرہم لکھ دیا اور غذا میں عدار سماقیہ کھانے کی ہدایت کی

ایک اور جگہ مقاصد الاطبا، ص۷ / ۲ میں ہے

مثانے کی سوزش کے اسباب میں سے وہ زخم بھی ہیں جو قضیب کے مجری بول میں قریب میں ہوتے ہیں۔

ان واقعات کے بعد یہ کہنا غلط نا درست ہے کہ مرض سوزاک نئی دریافت ہے، اور قدما اس کی ماہیت سے واقف تھے۔

ڈاکٹر رانکن رازی کو اس کی کمال دانشمندی اور غیر معمولی صلاحیت کی بنا پر تناسلی اور بولی اعضاء کے امراض کا ایک بڑا ماہر تصور کرتا ہے، اس کا یہ بھی بیان ہے کہ رازی نے سوزاک پر اپنی تصانیف میں نالیوں اور رسالے کا ایک تفصیلی خاکہ پیش کیا ہے احتباس بول (Retention) کے اسباب میں پتھری اور فالج کو بھی ذمہ دار ٹھہراتا ہے، اگر دوائیں کام نہ کریں تو قاثاطیر کے استعمال کرنے کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ چونکہ قاثاطیر کا آلہ (Catheter) اسی کی ایجاد کا رہین منت ہے

اس لئے وہ علم قاثاطیر کا زبردست عالم تھا، خون اور پیپ کے احتباس سے بچنے کے لئے اس نے مثانہ میں داخل ہونے والے متعدد سوراخ کھولنے کی تجویز کی ہے، اعلیٰ کہے کی نلکی کا ... لچکدار نہ ہونے کے باعث اس نے سیسے کی نلی ایجاد کی ہے اسکے علاوہ یہ بھی کہتا ہے:-

کہ رازی کو مجرائے بول کی پچکاریوں کی ایجاد کا شرف حاصل ہونے کے علاوہ سب سے پہلے ... اس نے شہد آمیز پانی اور تخم شعر جلی سے کشید کردہ عرق استعمال کرایا، گو مشنہ زیادہ فائدہ مند نہ ہوا، لیکن یہ دوسری آزمائش اتنی ناکام ثابت نہ ہوا، مثانے کے درد دفع کو دور کرنے کی خاطر اس نے معتدل مرکب کی پچکاریاں استعمال کرائیں، اور مثانہ کا علاج اس نے عرق گلاب اور افیون کی مرکب پچکاری سے کیا، اس نے اندرونی ادویہ کے ذریعہ ورم، سوزش، جلن اور قرحہ احلیل کے فوری اندمال کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اس کی مناسب تدبیر کی رازی صاحب کمال اور مرکب ہونے کے باعث ایک سوزاکی اس کے باعث ... اتنا کچھ لکھا تھا، جتنا موجودہ ترقی یافتہ دور میں ہے۔

رازی کی دواشناسی اور دواسازی مسلمانوں کے زمانے میں اور بالخصوص عہد رازی میں دواسازی کو جو ترقی نصیب ہوئی وہ تاریخ کا ایک ناقابل انکار واقعہ ہے، مسلمانوں نے بہت سی نئی دوائیں معلوم کیں، نئے نئے معمولات اور مشروبات اپنی طرف سے ایجاد کئے، اور رازی نے اس سلسلہ میں اپنی کیمیاوی معلومات سے بھی کافی فائدہ اٹھایا، چنانچہ اسکی طب و کیمیا کی لیاقتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے اگر اس کا مطالعہ صرف ایک ماہر دواساز اور تجزیہ کار دواشناس کی حیثیت سے کیا جائے تو بھی وہ ایک خاص صلاحیت کا حامل نظر آتا ہے، اس کو ثابت کرنے کے لئے خود اسکی تصانیف بہترین دلیل رہی ہیں۔ جن میں زرد و سرخ سنکھیا، ... الکحل وغیرہ کا واضح بیان ہے اور نئے نئے قرابادینی مرکبات کی تیاری میں مختلف طریقوں پر ان سے خوب کام لیتا ہے اور گندھک، فولاد، تانبہ، پارہ، سرمہ کو بھی دوا اغراض استعمال کرتا ہے، اور نئے نئے نباتی اور معدنی اشیاء کے طبی جواہر کے حقیقی افعال و خواص کو معلوم کرتا ہے۔ (ملاحظہ ہو حضارۃ العرب تالیف ... ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۶۷)

چوتھی صدی ہجری میں رازی ہی کی کوششوں سے دواؤں کی تجارت دوسرے ممالک میں ان کی فراہمی ممکن الحصول ہوئی اس موضوع سے متعلق اپنے افکار و تجربات اس نے اپنی بعض کتابوں میں بڑی وضاحت سے پیش کئے ہیں، اور قرابادین وحیدلہ پر تو اس نے مستقل طور سے کتابیں بھی لکھی ہیں۔

ڈاکٹر کیمل لکھتے ہیں،

رازی پہلا شخص ہے جس نے ترکیب کیمیادی کو طب میں داخل کیا (بحوالہ عمر آبادی ص ۳۳ / ۳۴۴)

اس دعوے کے اثبات کے لئے تلاش کے بعد ہم رازی کی کتاب المنصوری (ورق ۹۰/۹۱) سے استشہاد لانے کے قابل ہوئے ہیں، وہ لکھتا ہے،

دیگ پر دیگ جو ایک جار ہوا کال رداسہ اس کی مالاؤ کا طریقہ یہ ہے کہ کسی موٹی ... شرناں ... قمو ... اور تو تاد را ... سکر ... سے پہلے ... یہاں تک کہ مارہ کر رہ جائے، پھر اسے خشک کر کے دوبارہ کیا جائے، اور اسی آلہ میں ڈالا جائے جسے ... (Alcohol) کہتے ہیں اسے آگ لگا دی جائے جب تصعید کا عمل ہو جائے تو اڑتے ہوئے جوہر ... میں حاصل کر کے ... اور ان جاری ... پر چھڑکیں جو منفرج ہو کر بڑھ جایا کرتی ہیں

الغرض علما مغرب رازی کے اس ... کو سب زیادہ اہم ... میں مشہور اطالوی مصنف ... اسی وجہ سے اپنی کتاب تاریخ طب میں ایک اسلامی دوا خانہ کی جو تصویر دی ہے اس میں رازی کو عرب دواسازی کے ایک بڑے ماہر کی حیثیت سے روشناس کیا ہے تصویر ہماری نظر میں ہے لیکن بڑھتے ہوئے مصارف کے غیر معمولی بار نے پیش نظر کتاب کی متوقع طباعت کے لئے ہمیں اس کام کو اٹھا رکھنے پر مجبور کر دیا ہے۔

رازی کا علم السموم (علم السموم)

میں بھی رازی نے بڑے اہم کام کئے ہیں اگر رازی کے محض علم السموم کا حصہ اگر لے لیا جائے تو اس کی عظمت فن اور جلالت شان کو نمایاں کرنے کے لئے بہت کافی ہے۔ آج بیسویں صدی میں زہروں کی جو جماعت بندی کی جاتی ہے، اس کے سلسلہ کا اگر سراغ لگایا جائے تو اس شعبہ کے اکثر معلومات کی آخری کڑی رازی تک منتہی نظر آئے گی، دس سو سال کی قدیم جماعت بندی عہد حاضر کی تازہ ترین علمی پیداوار معلوم ہوتی ہے مقاصد الاطبار کے قلمی نسخہ (ص ۲۹۹) میں لکھا ہے کہ زہروں کی کثرت کے باوجود ان کو چار قسموں میں کیا جا سکتا ہے

(۱) سموم حادہ جیسے ہڑتال وغیرہ

(۲) سموم حارہ یابسہ مثلاً فرفیون وغیرہ

(۳) سموم باردہ یابسہ مجمدہ جیسے افیون اور بھنگ وغیرہ

(۴) وہ سموم جو اپنی ... کی صورت نوعیہ ... سے ... کہی ... واصل ... السموم و الا ... تک ... کی ... کے لحاظ سے وہ ان کی جس ... قسمیں متعین کرتا ہے حقیقت میں ... تقسیم سموم ... آج تک ... ہے

... زہروں ... بعض ... وہ ... ہوتے ہیں بعض ... اور بعض ... حیوانات ... حیوانی ہوتے ہیں

ویل میں ہم المنصوری کے دوسرے مقالے (ورق ۱۱۰/۱۱۱) سے بعض اہم اقتباسات درج کرتے ہیں جو سمیات کے کلیات کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کے پڑھنے کے بعد ایک مطالعہ کرنے والے کے قلب و دماغ پر جو اولین نقوش مرتسم ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ مصنف بیسویں صدی کے معلومات پیش کر رہا ہے فرق صرف طرز ادا اور الفاظ و مصطلحات کا ہے،

وہ لکھتا ہے

اگر کسی وقت (دانستہ یا نادانستہ) زہر استعمال میں آجائے تو اسی وقت جب کہ مریض مضطرب ہو اس کے حالات میں تغیر محسوس ہو، حلق سے نیم گرم پانی روغن کنجد ملا کر قے کرا دینی چاہیے، نیم گرم پانی اور روغن کافی مقدار میں یہاں تک ملانا چاہیے کہ معدہ پر ہو کر بکثرت قے ہو جائے، اگر قے کم آئے یا دیر سے آئے، سوئے نمک اور بورہ درہی کو سونے کے تھوڑا مدت میں ڈال کر ملا دیا جائے اگر قے کے بعد مریض کے زیریں شکم میں درد ہو تو کوئی ... یا مسہل حقنہ دے دیا جائے، اگر اسے بھی پیٹ میں درد محسوس ہو تو ایک ہلکا مسہل دے دیا جائے، اس طرح اگر سکون ہو جائے تو بہتر ہے

ورنہ مروڑ، کھترن (تقطیع) یا پیٹ کے کسی خاص مقام پر عمل اکل وغیرہ عوارض کا پتہ چلایا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ کہیں بے چینی، پیاس معلوم ہو، آنکھوں میں سلاہٹ، چہرے میں سرخی اور رگوں کے پُر ہونے (امتلاء عروق) کی کیفیت تو نہیں ہے، ورنہ اعضاء کے سن ہونے اور غنودگی و جمود وغیرہ کو ملاحظہ کرنا چاہئے (پھر یہ معائنہ کیا جائے کہ ان میں سے کونسی چیز موجود ہے اور کونسی نہیں) آخری صورت میں ہوسکتا ہے ان میں سے کوئی چیز نہ ہو، صرف مریض پر غشی طاری ہو، قوت جواب دے چکی ہو اور حالت بد سے بدتر ہو رہی ہو۔

مذکورہ چاروں علامتوں میں پہلی علامتیں (یعنی مروڑ اور کھترن وغیرہ) سموم حارہ اکالہ کی ہیں، دوسری (یعنی بے چینی، پیاس، منھ کی [illegible] وغیرہ) سموم حارہ ملتہبہ کی، تیسری (یعنی غنودگی و جمود اور اعضاء کے سن ہونے کا درجہ) سموم باردہ کی اور چوتھی علامتیں ان (خاص) زہروں کی [illegible] ساتھ، [illegible] انسانی مزاج کے خلاف ہوں۔

[illegible] اگر علامات پہلے گروہ کی ہیں تو دودھ، [illegible] اور [illegible] میں [illegible] استعمال کرائے جائیں [illegible] کی [illegible] کی اکالیت [illegible] سوزش کو کم کر دیں [illegible] اگر علامات دوسرے گروہ سے تعلق رکھتی ہوں تو [illegible] ستو شکر اور پانی کے ساتھ برف اور [illegible] گلاب [illegible] استعمال کرائیں اور قرص کافور روغن گل کے ساتھ دیں۔ اور معلوم کریں کہ اگر [illegible] سوزش کس جگہ ہے جس جگہ ہو [illegible] (کی ٹی) برف کے ساتھ وہاں رکھی جائے، اور تھوڑی تھوڑی دیر سے بدلتے رہیں، یہاں تک کہ وہ جگہ سن ہوجائے، پھر لعاب اسبغول، گائے کی چھاچھ اور ٹھنڈے پھلوں کے رس پلائیں۔ اگر اسہال کی علامات ظاہر ہوں تو قے کرائیں اگر تنفس لاحق ہو تو (جتنے مسہل کرسکیں) [illegible] اگر علامات [illegible] سے ہوں تو مریض کو [illegible] اور دوا [illegible] استعمال کرائیں، [illegible] اور غنودگی کو روکیں، بدن پر دلک کریں [illegible] کے ذریعہ [illegible] گرمی پہنچائیں [illegible] کی علامات کا ظہور ہو [illegible] سے کام لیں، اس لئے کہ یہ [illegible] ہلاک کر دینے والے بدترین زہر ہوتے ہیں ایسے موقع پر فوری تریاق اربعہ، تریاق مثرودیطوس استعمال کرائیں۔

شراب بارالحم کے ساتھ خوشبو کرکے اور اس کو ہوادار مقام میں رکھا جائے، صندلی کپڑے پہنائیں، قم معدہ پر دلک کریں، لیکن جب پے در پے غشی کے دورے پڑیں، آنکھیں دھنس جائیں، نبض و تنفس ساقط ہو جائیں اور ٹھنڈے پسینے جاری ہوں تو یہ موت کی علامت ہے...."

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حشرات الارض کے ڈسنے کا تو علم ہوتا ہے مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کس قسم کے کیڑے نے کاٹا ہے ایسی صورتوں کے لئے رازی داغنے کا علاج تجویز کرتا ہے اور ایک خاص طریقہ علاج بتاتا ہے۔

مقام نیش سے اوپر تھوڑی دیر کے لئے مضبوط بندش ڈال کر اس جگہ آگ سے داغنے کا آلہ رکھ دیا جائے یا جب بدن کی گہرائی تک انتہائی سرد درد کا احساس ہو تو مرغی کے چوزوں کا پیٹ چاک کرکے وہاں باندھ دیا جائے، ورنہ کبوتر کی بیٹ یا پودینہ یا گندنک وغیرہ کا ایک لیپ تیار کرکے استعمال کیا جائے، لیکن جب مریض کو اس جگہ سوزش اور گرمی محسوس ہو بلکہ سیکنے سے آرام معلوم ہو تو علاج میں گرم دواؤں کا اجتناب کیا جائے، ورنہ بارد دوائیں استعمال کی جائیں۔

علم السموم میں ہم لوجہ عدم گنجائش سانپ اور کچھو کے علاج کو نظر انداز کرکے مذکورہ چند اقتباسات ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔ (۱۱۱)

امراض نسواں اور فن الولادت

اختناق الرحم کے سلسلے میں رازی کی کتاب تقاسیم العلل (ص ۲۷/۱۶ب) میں لکھا ہے، کہ یہ مرگی کے مانند ایک بیماری ہے جو عورتوں کو ہوا کرتی ہے، ان دونوں میں فرق یہ ہوتا ہے کہ اختناق الرحم کی مریضہ عقل کھو نہیں بیٹھتی نہ پھر جھاگ ہی اس کے منھ سے نکلتے، البتہ مریضہ پیٹ میں عانہ سے ایک گولا سا اٹھتا ہوا محسوس کرتی ہے، اس کے بعد وہ غش کھا کر گر جاتی ہے، اسی کتاب کے صفحہ [illegible] میں قدماء سے یہ بھی منقول ہے کہ اختناق الرحم کا سبب نامعلوم ہے اور آج [illegible] (بعدی [illegible]) اس کو [illegible] معلوم [illegible] ہی بتایا جاتا [illegible] کا سبب [illegible] [illegible]) کہ مثلاً [illegible]

[illegible] کہ عورتوں میں گاہے ایک [illegible] صورت شکل پیدا ہوتی ہے جو حمل کے مانند ہوتی ہے جس میں پیٹ بڑھ جاتا ہے، چہرے کا رنگ بدل جاتا ہے، حیض آنا رک جاتا ہے، الا یہ کہ پیٹ میں

جنین کی کسی حرکت موجود نہیں ہوتی، البتہ زیادہ زور کے ساتھ دبانے سے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہوا محسوس ہوتا ہے، پھر بڑی کوشش کے بعد عورت گوشت کا ایک لوتھڑا جنتی ہے جس کی کوئی صورت نہیں ہوتی اور بسا اوقات صرف رطوبات اور غلیظ ریاح زیادہ مقدار میں خارج ہو کر پیٹ پچک جاتا ہے۔ (المنصوری ورق ۱۲۱ — ۸)

علامات حمل کے سلسلہ میں رازی نے اپنی کتاب تقاسیم العلل (ص۲۹ ۱۲/ب) میں لکھا ہے کہ حمل قرار ہونے کے بعد سستی اور کسلمندی رہتی ہے، اس پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے، استقرار کے بعد رحم کا منہ ایسا بند ہو جاتا ہے کہ اس میں سلائی (مرود) بھی نہیں داخل ہو سکتی، کچھ دن گذرنے پر حیض بھی رک جاتا ہے، چھاتیوں کا رنگ سیاہی مائل ہو جاتا ہے، بری چیزوں کے کھانے کی خواہش (جیسے کھریا، مٹی اور چولھے کی مٹی وغیرہ) بڑھ جاتی ہے، متلی، منہ پر چھائیاں اور چہرے پر بدرنگی وغیرہ ہو جاتی ہے (المنصوری ص۲۹ ۱۲ ب) ولادت کے وقت جب مشیمہ کا اخراج نہ ہو جیسا کہ المنصوری (ص۳۰ الف) میں لکھا ہے، قابلہ سے اس کو شق کروا دینا چاہیے، رازی نے یہ بھی کہا ہے کہ ولادت کے وقت یا اس سے پہلے اگر زچہ پیڑو یا پیٹ میں درد محسوس کرے تو ولادت آسانی سے ہوتی ہے، لیکن جب درد منقطع ہو تو ولادت کسی قدر دشواری کے ساتھ ہوتی ہے (غنی منی ص۳۳۳) اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ مردہ جنین کو جلد نکالنے کی تدبیر کرنی چاہیے ورنہ بچہ پھول کر متعفن ہو جائے گا۔

جنین کو اگر کانٹے سے نکالنا ممکن نہ ہو تو ایک ایک عضو کاٹ کر نکالنا چاہیے، اگر سر بڑا ہو تو چاک کر کے پیچ کش (ضنارہ HOOK) کی مدد سے نکال ڈالیں، اگر بچہ کا ہاتھ یا پاؤں پہلے نکل آئے، تو کوشش کی جائے کہ ہاتھ پھر داخل ہو کر جنین کا باقاعدہ خروج ہو، اگر یہ نہ ہو سکے تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکال لیں اور جنین کے کسی حصہ کو پھر دوسرے حصے سے پکڑے ہوئے نہ کاٹیں (غنی منی ص۳۳۳) آگے چل کر کہتا ہے کہ اگر مشیمہ کسی ترکیب سے نہ نکلے تو ہاتھ ڈال کر اس کو باہر کیا جائے، اگر گرفت نہ ہو سکے اس کے بعد رحم میں پچکاری کر دیں، تاکہ جو کچھ ہو سب نکل جائے، اگر آنول شکستہ ہو جائے تو مرہم باسلیقون کی پچکاری کرنے کے علاوہ مدر ادویہ استعمال کرائی جائیں تاکہ اخراج میں سہولت ہو، ولادت ہو چکنے کے بعد اگر خون بکثرت جاری ہو، تو ہاتھ پاؤں کس کر لپیٹ دیں اور پیٹ پر کپڑا سرکہ میں تر کر کے رکھیں، حس کرنے والی (مخدر) دواؤں کا ہرگز نہ استعمال کریں، اور رحم میں مازو، کندر اور سرکے کی پچکاری دیں (غنی منی ص۳۳۳)

اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم یہ بیان کر سکتے ہیں کہ زچگی کے خطرناک حالات میں جنین کے راستوں کو کھلا رکھنے کے لیے رازی نے ایسے آلات کے استعمال کی طرف توجہ دلائی ہے جو جراحی حرکات پر مبنی ہوتے ہیں، تطریق رازی کو طبعی صورت بتاتے ہوئے پھر اس سے برعکس طریقہ سے نکالنے کا مشورہ دیتا ہے، لیکن تطریق عملی میں لانے سے بھی کام نکل جاتا ہے لیکن جب یہ دونوں صورتیں ناممکن ہوں تو قطع الجنین کا عمل ناگزیر ہو جاتا ہے جس میں جنین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکالنے کا مشورہ بھی دیا گیا ہے۔

(تاریخ طب مرتبہ انگریزی مالیہ ... ص۳۸۰)

رازی بحیثیت ایک مستند جراح

[illegible] کتابوں میں عرب

جراح الرازی کے مخصوص عنوان سے اس کا مستقل تعارف کرا کر ہم بھی یہاں رازی کی اس نمایاں حیثیت کو اور اس کے جراحی اعمال و نظریات کو براہ راست اس کی ذاتی تصانیف اور دیگر مستند ذرائع سے پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ

علماء یورپ میں سے جن لوگوں نے رازی کا گہرا مطالعہ کیا ہے ان میں سے ایک ممتاز شخصیت آرنلڈ ولیم کی ہے وہ لکھتے ہیں رازی تجربہ کرنے والا ایک ایسا طبیب تھا جس نے کمال مہارت کے ساتھ علم جراحت کو برتا اور جراحی اعمال انجام دیئے (بحوالہ نجم آبادی ص۳۳۳)

عصر حاضر کے بہت سے لوگ یہ مانتے ہیں کہ بعض طریقے اور جراحی آلات ایجاد کئے گئے، چنانچہ قروح احشاء یعنی پیٹ کے اندر کے زخموں کو پیٹ کے دروازے سے ٹانکے لگانے کا طریقہ اسی نے نکالا ہے (ملاحظہ ہو رسالہ سائنس مقالہ ڈاکٹر سید علی صاحب [illegible]) اول ڈاکٹر گشت ... (ص۲۲) ہم کے جراحی اعمال میں [illegible]

کا استعمال بسی کی ادویات میں سے ہے، پھر ترپی عروق کو باریک دھاگے سے باندھ کر ماؤف آنت کو نکال پھینکنے کا اس نے مشورہ دیا ہے (تاریخ طب مولفہ میکس نیوبرگر بزبان انگریزی ج ۲ ص ۵۶) نیوبرگر نے جو کچھ لکھا ہے ہم رازی کی المنصوری (ورق ۹۷/۱۹آ) سے اس کی تصدیق کر سکتے ہیں، لکھا ہے :-

"کہ شکم کے اندرونی زخم کے علاج کے واسطے ایک تعلیم یافتہ ماہر معالج کی ضرورت ہے، جب تربپ وآنتیں مجروح ہو کر باہر آجائیں اور اس قدر پھول جائیں کہ داخل نہ ہو سکیں تو شراب سے سینکیں تاکہ واپسی آسان ہو جائے، لیکن جب وہ جگہ اور موسم دونوں ٹھنڈے ہوں تو مریض کو حمام میں داخل کر دیں اس طرح کہ اس کی ٹھوڑی رہے اور پیٹ ڈھلس جائے، اس لیے کہ آنتوں کی واپسی بہ آسانی ہو سکے۔

رہا ترپ کا معاملہ تو اگر جلدی وہ اس سے پہلے کہ رنگ بدل کر ہرا یا سیاہ ہو ٹھنڈک سے متاثر ہو جائے تو اس کو پیٹ میں لوٹا دینا چاہیے، لیکن جب ہرا یا سیاہ پن کے بعد وہ متاثر ہو تو اتنے حصے کو کاٹ کر الگ کر دینا چاہیے، مگر اس سے قبل وہاں کی تمام باریک رگوں میں جن وہ سے نا کہ نکالا دیا سا سب ہے، بعد ازاں ترب کو لوٹا کر شگاف کو سی دیا جائے، آنتیں جب ترب سے سینکنے رہی نہ ہوں تو شگاف بڑا کریں، پھر اسے داخل کر کے پیٹ میں ٹانکے لگا دیں اور خون روک دیں تاکہ سکون ملے اور اندمال میں سہولت ہو)

ہڈی میں جب خراب مرض لاحق ہوتا ہے، تو پوری ماؤف ہڈی کی قطع و برید کے سلسلہ میں وہ یہ بھی رہنمائی کرتا ہے، کہ آرہ سے ہڈی کاٹتے وقت کپڑے کی مدد سے گوشت (یعنی عضلات) اوپر اور نیچے ہٹا دیا جائے تاکہ کٹا ہوا گوشت (عضلات) آرہ کے پیچھے (یعنی اس کے اوپر کے حصے پر) آکر کام میں رکاوٹ نہ پیدا کریں (دی عثمانیہ میڈیکل کالج میگزین جلد ۲ ستمبر ۱۹۴۱ء ص ۱۶)

یہاں یہ ظاہر کرنا غیر مناسب نہیں کہ عملیہ انجام دینے کے سلسلہ میں معرجہ بالا مغربی حوالہ کے مطابق رازی نے کپڑے کی جو چیز استعمال کی ہے، ممکن ہے وہ آج کل کے مروجہ داسیوں کی اصل بنیاد ہو اور موجودہ طریقہ اس کی ترقی یافتہ شکل ہو، پھر ان حوالوں سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ رازی الکحل کو زخموں کے لئے نہ صرف

دافع تعفن (ANTISEPTIC) کی حیثیت سے جانتا تھا بلکہ وہ اس سے زخموں کو دھو کر پاک وصاف کرنے کا کام خوب لیتا تھا۔

مثانہ کی پتھری میں رازی کا طریقہ جراحت { رازی کے تصانیف کے مجموعہ ایک کتاب "کتاب الحصی فی الکلی والمثانہ" کے نام سے بھی ہے جو ۱۸۹۶ء میں پی ڈی کوننگ کے ذریعہ لائڈن سے فرانسیسی ترجمہ کے ساتھ شائع ہو چکی ہے اور اس میں رازی کی کتاب "الفاخر" کا پتھری والا حصہ بھی شائع کر دیا گیا ہے (یہ کتاب ہندوستان میں کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد اور کتب خانہ دارالمصنفین اعظم گڈھ میں موجود ہے)

پیشاب کی نالی میں پتھری کے اڑ جانے کی صورت میں تمام تدابیر وعلاج بتانے کے بعد کتاب الفاخر کے (ص ۷۶) پر اس نے تحریر کیا ہے:

جب پیشاب کی نالی سوجھ جائے سخت درد ہونے لگے اور پتھری کسی تدبیر سے نہ نکلے، تو قضیب کی جڑ میں شگاف دیکر اسے نکالو ...	... وسهام واشتد الوجع ولم يخرج بشىء البتة فشق عند اصل القضيب واخرجه

آگے چل کر اسی کتاب میں (ص ۱۰۶/۱۰۷ پر) بیان کرتا ہے :-

جب پتھری قضیب کی جڑ میں آجائے اور اس طرح جگہ پکڑ لے کہ نکلنا ممکن نہ ہو تو اوپر سے اس جگہ طولانی (عمودی) شگاف دیکر پتھری نکالی جائے، مگر جہاں تک ہو سکے اس عمل سے گریز کیا جائے ویسے مجبوری کی اور بات ہے، (اور اگر عملیہ ناگزیر ہو تو بہ احتیاط انجام دیا جائے) وجہ یہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں شگاف کے مقام پر بھری یوں میں ناصور ہو جاتا ہے اس سے پیشاب نکلنے لگتا ہے۔ یہ علاج جو بتایا گیا ہے اس وقت کارآمد ہو سکتا ہے جب کہ مثانہ میں چھوٹی پتھری ہو، مگر جب پتھری اس قدر بڑی ہو کہ پتھریوں کو توڑنے والی دوائیں کام نہ کریں تو جراحی علاج واجب ہو جاتا ہے اس کے بعد اکثر پتھری اپنے مخصوص آلہ کے ذریعہ نکل آیا کرتی ہے، پتھری نکل جانے پر ہمارا فرض ہوتا ہے کہ ہم مقام شگاف کی طرف توجہ کریں تاکہ زخم مندمل ہو جائے"

اس کے بعد اسی کتاب میں (ص ۱۱۶/۱۱۹ پر) وہ بیان کرتا ہے:

"مراقیوں کا خیال ہے کہ پتھری پیدا ہو جانے پر آلہ کے ذریعہ اس کو نکالنا خطرہ سے خالی نہیں، البتہ یہ کہ جب پتھری گردے میں ہو تو قدماء کے ایک گروہ کا یہ مشورہ ہے کہ گردے کے محاذی کر

پیشتر دیا جائے، لیکن میرا اپنا خیال (جو دراصل کا خیال) یہ ہے کہ یہ ایک خطرناک اور مہلک اقدام ہے، میں (اس جگہ) تنگا فت کا مشورہ نہیں دے سکتا، البتہ مثانہ کی تھری میں اس قسم کا اقدام میں جائز سمجھتا ہوں، اس میں کوئی بڑا خطرہ نہیں ہے، بہت سے لوگوں کو اس سے نجات مل جاتی ہے، اور ان کا رحم ٹھہر جایا کرتا ہے۔

قاثاطیر کا استعمال

قاثاطیر کے استعمال کی ... ہدایات دیتا ہوں۔

قاثاطیر جو ایک آلہ ہے اس کے استعمال کے لئے ضروری ہے کہ اس کی شکل مریض کی عمر کے لحاظ سے ہونی چاہئے (یعنی قاثاطیر عمروں کے لحاظ سے چھوٹے بڑے مختلف ساخت کے رکھنا چاہیے) اس میں اول بار روغن (جس میں صوف لعاب آیا ہے) لوایک صوف ڈھالے سے باہر دیا جاتا ہے اور قاثاطیر کو مثانہ کی نالی میں داخل کیا جاتا ہے جب اچھی طرح داخل ہو جائے تو دھاگہ کھینچ لیا جائے، تاکہ صوف جب خارج ہو تو اس کے ساتھ پیشاب بھی خارج ہو جائے اور ضروری ہے کہ یہ آلہ عضو خاص کی ساخت کے مطابق ہو، ... کو تلاش کیا جائے اور جہاں رکاوٹ ہو اس کو ہٹایا جائے، یہ بھی ضروری ہے کہ قاثاطیر کے استعمال سے قبل اسے تیل کے ساتھ ملے ہوئے ... میں ڈال دیا جائے، تاکہ بغیر کسی درد و تکلیف کے یہ آسانی داخل ہو جائے اس کے بعد ہی وہ کھینچا جائے۔

اگر وہاں ... ورم اور ایسی تھری ہو جس سے بڑے خطروں کا اندیشہ ہو تو اس وقت ... کے درمیان نشتر دیا جائے (مراد ... ہو جائے) اور پیشاب کی نالی میں ایک ... رکھ دی جانی چاہیے تاکہ اس کے ذریعہ پیشاب خارج ہوتا رہے، ایسا ہی عمل (یعنی نشتر کا استعمال) اس وقت بھی کرنا چاہئے جب چوٹ وغیرہ کی وجہ سے پیشاب میں اس قدر رکاوٹ (بندش) ہو جائے کہ پیشاب کی نالی پھیل جائے اور ایسی ناکارہ ہو جائے کہ پیشاب جاری نہ ہو سکے، اب اسے بند چھوڑ دیا جائے، تاآنکہ زخم مندمل ہو کر پیشاب جاری ہو جائے، اور یہ بھی ہمارے واجبات سے ہے کہ ہر ممکن طریقہ سے ایسی تدابیر اختیار کریں جو مرض کے اسباب کا کھلی مقابلہ کر کے مریض کو ہلاکت سے محفوظ رکھیں اور انسانی عرصہ حیات کو جائے مختصر بنانے کے لئے کیوں نہ ہو بڑھانے کی تدبیر کریں۔

تکسیر اور خلع

(المصوری) میں ہڈیوں کے بٹھانے کا حال بیان ہوا ہے، وہاں پر ہڈی بٹھانے والوں کی ناواقفیت و جہالت اور ان کے باضابطہ تعلیم حاصل نہ کرنے اور قدماء کی معلومات سے بے خبر رہنے پر اظہار افسوس کرنے کے بعد لکھتا ہے۔

ہڈیوں کو سیدھا کرنے وقت اور کھینچتے وقت انتہائی نرمی سے کام لینا چاہئے تاکہ ... ورم لانے والی کو ... جب ... سے کھینچتے ہیں ... (...) زیادہ ... کھینچنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

... (Fracture) اور خلع (Dislocation) ... کو ... کہ جب ہڈی گوشت سے جدا ... ہوگی اور بدشکل ہو جائیں گی، کیونکہ ہڈیوں کا بعض حصہ اندر ساختوں میں گھس جاتا ہے اور کچھ حصہ باہر آجاتا ہے اور ابھار ظاہر ہو جاتا ہے جس کو ہاتھ سے ٹٹول کر ... ہڈی کے اس جوڑ کا ... ہے ... لوگوں سے ... اکھڑ جاتا ہے تو وہ ... ہو جاتا ہے ... کھٹنے کی طرف مائل ہو جاتا ہے ... زیادہ ہونے کی وجہ سے ہڈی کو ٹیڑھا ... نہیں ہوتا۔

خلع سے مراد یہ ہے کہ ... پورے طور پر اپنے گڑھے سے نکل جائے اور اس کی شناخت تمام عضو کے ٹیڑھے ہو جانے، اس عضو کی ایک طرف ہٹ جانے سے طول و عرض میں کمی ... ہونے اور حرکات کے مشکل ہو جانے سے به آسانی کی جا سکتی ہے ... اس جوڑ کے اکھڑنے کی لازمی علامت جہاں ... ہے ... وہ بعض کے لئے ایک گہرا سا ابھار ... جو ... کو ٹٹول کر انگلیوں سے معلوم کیا جا سکتا ہے ... ہڈی کے ... سرکنے کی صورت میں ... کرنے ... اس میں باہر کی طرف نمایاں ہو گا اور اس کا مریض ... جوڑ سے کام نہ لے سکیگا ... اور ران کے درمیان سے ... اکھڑے ہوئے جوڑ سے کام نہ لے سکے، بہرحال خلع کی صورت میں اس سے پہلے کہ ورم آئے ... اس کو اپنی جگہ بٹھا دینا چاہیے۔

لیکن جب اس کو ٹھیک نہ کیا گیا ہو اور ورم آ گیا ہو تو اس وقت اس کو درست کرنے کی کوشش نہ کرنی چاہئے اس لئے کہ ایسی صورت میں اس کوشش سے مریض اکثر تشنج میں مبتلا ہو جاتا ہے :

(المنصوری ورق ۹۱ ۔ مقاصد الاطباء ص ۲۹۶)

رہے کسور تو جب وہ وسیع ہوتے ہیں تو ان کی بدشکلی آنکھوں کو نظر آتی ہے لیکن جب کسر وسیع نہیں ہوتا تب بھی بدشکلی دکھائی دیتی ہے بشرطیکہ اس کے محدب اور گہرے حصوں کو ٹٹولا جائے جس وقت ایک جانب ابھار اور دوسری طرف گہرائی محسوس ہو انگلی سے ٹٹولتے وقت ہڈی کی کڑکڑی آواز محسوس (Crepitation) ہو تو یہ ٹوٹی ہوئی کی علامت ہے لیکن ٹٹولتے وقت جب بدشکلی (Deformity) ابھار گہرائی اور خشونت وغیرہ محسوس ہو تو وہاں نہ تو خلع ہی ہوتا ہے اور نہ بہت بڑا کسر جس کے لئے کھینچنے یا دباؤ ڈالنے کی ضرورت ہو، وہ یا تو موجب معمولی کسر ہے جس کو کھینچ کر حرکت دینے کی مطلق ضرورت نہیں ہوتی۔ ایسا کرنے سے ہڈی اکھڑ جاتی اور کسر بڑھ جاتا ہے اس لئے صرف آہستگی سے ضماد وغیرہ لگا کر پٹی سے باندھ دینا کافی ہے تاکہ درد نہ ہو اس کے سوا کچھ نہ کیا جائے

(المنصوری ورق ۹۱ ۔ المقاصد)

پھوڑوں کا علاج پھوڑوں کے علاج کے ضمن میں ... اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ پھوڑا جب بہت بڑا ہو یا مریض ناتواں ہو تو ایک دم سے پیپ نہ خارج کرنا چاہئے۔ اس سے مریض پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ اس لئے پیپ کو کچھ عرصے میں دفعہ دفعہ سے خارج کرنا چاہئے۔

(... ورق ...)

زخم کے مندمل ہونے میں جس وجہ سے دیر ہوا کرتی ہے وہ یا تو بدن میں خون کم ہوتا ہے، یا اگر ہوتا ہے تو فاسد ... یا اس سے دیر ہوتی ہے کہ زخم کے اندر ... یا اس کے لبوں میں سختی آ جاتی ہے، یا زخم میں ہڈی ہوتی ہے، یا دیر یوں ہوتی ہے کہ زخم گندہ یا ردی اور متعفن ہوتا ہے، یا جو دوا استعمال کی جاری ہے وہ مناسب نہیں ہے یا تاخیر کا سبب زخم سے اوپر دوا کا ہوتا ہے الغرض جس وقت زخم اور اس کے حوالی میں سرخی کم ہو ورم نہ ہو زخم بالکل مرجھا گیا ہو بدن لاغر ہو اور اس میں خون کی کمی ہو تو اندمال میں دیر ہوتی ہے

اور سب سے زیادہ یہی قلت خون اسکی ذمہ دار ہے ۔ ۔ "

(المنصوری ورق ۹۶)

اجسام غریبہ کا نکالنا جراحی کے اس مخصوص شعبہ سے جس کا تعلق اجسام غریبہ کے نکالنے سے ہوتا ہے، رازی کی نہ صرف واقفیت کامل تھی بلکہ ڈاکٹر حیدر علی صاحب کے بیان کے مطابق پھنسے ہوئے اجسام غریبہ کو نکالنے کے لئے سب سے پہلے رازی ہی نے مسار الحلق (Probang) نامی ایک آلہ بنایا (دکی عثمانیہ میڈیکل کالج میگزین ستمبر ۱۹۳۲ء ص ۲۱ جلد ۲) اس بیان کی تائید میں ہم خود المنصوری کو پیش کر سکتے ہیں جس میں (ورق ۱۴۲/ب) پر یہ لکھا ہوا ہے کہ حلق میں کانٹا یا ہڈی وغیرہ اٹک جائے تو کیا کرنا چاہئے۔ آخر میں اس نے لکھا ہے۔

" ... اور حلق کے نیچے وہ آلہ اتارا جاتا ہے جو ایسی چیزوں کو دور کر دیتا ہے یہ آلہ جال کے مانند ہوتا ہے جو ... سے بنایا جاتا ہے ...	والآلة ... الحلق الالة التي يدفع بها ما في الحلق الى اسفل وهي آلة تتخذ من ... يكون لها سيكة الآ ... انها طوية وبها حقيقة

... طرح کان کے اجسام غریبہ کو نکالنے کے لئے بھی ایک آلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے

" اگر مذکورہ تدابیر سے کان میں گھسی ہوئی چیز نہ نکلے تو اس وقت اس آلہ کی احتیاج ہوتی ہے جس کو کان میں داخل کیا جاتا ہے "

(المنصوری ورق ۱۳۹/۱۸ ب)

... مشرقی و مغربی ذرائع سے جس قدر جراحی عملیات اور ... ان کے افکار و نظریات پیش کئے گئے ہیں ان سے ... ثابت ہوتا ہے کہ رازی ایک ہوشیار اور چابکدست جراح تھا بلکہ وہ اس فن کا امام اور سب سے پہلا اسلامی جراح تھا جو اس قدر لائق تھا کہ وہ بعض اہم آلات و اعمال اور نئے جراحی امراض کا اولین دریافت کنندہ بن سکا۔

٭ ٭ ٭

حسب سابق اعلان کے مطابق حکیم افتخار حسین صاحب کے مقالے سے صرف وہ حصہ لیا ہے، جس میں رازی کو ایک طبیب کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے، اور وہ حصہ جس میں رازی کو ایک کیمیادان کی حیثیت سے روشناس کرایا گیا ہے، ہم نے عمداً ترک کر دیا ہے کیونکہ جز ترکیب کی تشنگی کم کرنے والے صفحات میں بڑی دریا دلی کے ساتھ جابر بن حیان کے آبدار کارناموں سے بھاری گئی ہے۔

حکیم صاحب موصوف نے اپنے مقالہ میں پورے استقرا اور تفحص کے بعد رازی کے تمام تصانیف کی ضخیم اور طویل فہرست درج فرمائی ہے ان میں سے بعض ہندوستان میں ہیں اور بعض بیرون ہند، ان میں سے چند کتابوں پر تفصیلی تبصرے بھی ہیں

ہم اپنی تنگ دامنی کی وجہ سے اس حصہ کو اہمیت کے باوجود چھوڑنے پر مجبور ہیں، تاہم اس امر کی ہم پوری کوشش کریں گے کہ آئندہ ماہانہ اشاعتوں میں اس حصہ کو پیش کریں، البتہ مضمون کے اس حصہ کی تکمیل کی خواہش پوری کرنے کی خاطر ہم رازی کی ایک تصنیف حاوی کبیر کا حال مع ترجمہ موجودہ اشاعت میں پیش کر رہے ہیں، حسن اتفاق سے ان دنوں یہ کتاب دائرۃ المعارف حیدرآباد میں زیر طبع ہے، اس کے کچھ حصے چھپ چکے ہیں (ادارہ)

الحاوی الکبیر للامام محمد بن زکریا الرازی المتوفی سنہ ۳۲۴ھ

فن طب کا یہ شاہکار آج تقریباً ہزار سال سے زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکا، صرف اس وجہ سے کہ اس کا کوئی کامل نسخہ یا صحیح متن دستیاب نہیں ہو سکا تھا، چنانچہ ڈاکٹر لیکلرک مشہور مستشرق اور پروفیسر براؤن نے اپنی تصانیف میں اس کے نسخوں کی عدم دستیابی کا شکوہ کرتے ہوئے اس شاہکار تصنیف کی تصحیح و طباعت و اشاعت سے قاصر رہنے کا ذکر کیا ہے۔

ہندوستان اور خصوصاً حیدرآباد دکن کے اس ادارہ کو اس کا شرف حاصل ہو رہا ہے کہ پہلی بار اس کا مکمل صحیح متن سرپرستی حکومت حیدرآباد و وزارت تعلیمات حکومت ہندوستان کر رہے ہیں چنانچہ اس کتاب کے متن سے (۱۶) جلدوں میں، سنٹ لورنزو اسکوریال لیبرری میڈرڈ اسپانیا میں پائے جاتے ہیں اور اس کا ایک مکمل نسخہ خانقاہ پھلواری شریف بہار میں موجود ہے

دائرۃ المعارف العثمانیہ اور اس کے سرگرم ناظم جناب ڈاکٹر محمد نظام الدین صاحب قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے یورپ کے سفر میں اس نادر کتاب کے مائیکرو فلم حاصل کئے اور ڈاکٹر اتوما ملسور کی تحقیقات کی روشنی میں لاطینی ترجمہ کی رو سے اور عالیجناب مولوی حکیم محمد ہمت اللہ صاحب پروفیسر طبابت یونانی کالج و سرپرست ادارہ تحفہ کی مدد سے اس کی تصحیح و اشاعت کا اہتمام کیا ہے

الحاوی الکبیر ابن سینا کے قانون پر بھی کئی اعتبار سے فوقیت رکھتی ہے کیونکہ اس میں رازی کے نادر مشاہدات و معالجات و تجربات شامل ہیں جو طب یونانی کے کسی دوسری کتاب میں نہیں پائے جاتے۔

اس جامع کتاب کی اشاعت سے قدیم فن طب کی تحقیقات کا ایک نیا باب کھل جائیگا اور طب کی متاخر کتابوں کی تصحیح و تفہیم میں مدد ملے گی۔

کئی بین الاقوامی ادارے اس کی اشاعت سے اس وقت تک قاصر رہے، لیکن دائرۃ المعارف حیدرآباد نے اس کام کو ہاتھ میں لیکر فن کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ یہ حیدرآباد کی علمی خدمات میں ہمیشہ کے لئے ایک قابل قدر اور پائندہ یادگار دلچسپ کہا جائیگی اس اعتبار سے کہ عالم طبی دنیا کو ایک نادر شاہکار کی اشاعت کا مژدہ ہم پہنچانے کے قابل ہوئے۔

ادارۂ تحفہ کی خواہش پر عالیجناب حکیم محمد ہمت اللہ صاحب پروفیسر طبابت یونانی کالج و سرپرست ادارۂ تحفہ نے اس کتاب کے ابتدائی ۸ صفحات کا ترجمہ کیا ہے جو ذیل میں مع متن کے پیش کیا جاتا ہے۔

ادارۂ تحفہ موصوف کی اس بے لوث فنی خدمت کے لئے ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہے۔ (ادارہ)

الجزء الاول فی امراض الرأس من کتاب الحاوی الکبیر!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الواحد القہار العزیز الغفار
والصلوۃ علی محمد عبدہ ونبیہ المختار وآلہ
الطیبین الطاہرین من عترتہ الاخیار وسلم

هذا الكتاب الفه
ابوبكر محمد بن زكريا
الرازي المتطبب
في طب جمع فيه الامراض
الكائنة في بدن الانسان
ومعالجاتها، وسماه الحاوي
لانه يحتوي على جمع
الكتب واقاويل القدماء
العلماء من اهل هذه
الصناعة، وقد بدء
بذكر ذلك من رأس
الانسان وما يليه من
الامراض فيه وما تولد

یہ وہ طبی کتاب ہے جس کو
طبیب ابوبکر محمد بن زکریا رازی نے
تالیف کیا، اور اس میں بدن انسان
کے ہونے والی تمام بیماریوں اور
ان کے معالجات کو جمع کیا، اس
کا نام حاوی رکھا کیونکہ یہ
تمام طبی کتب اور قدیم اہل فن
کے اقوال پر حاوی ہے مرض
سر کے بیان سے شروع کیا ہے

الجزء الاول في
امراض الرأس

حصہ اول امراض سر

الباب الاول
في السكتة والفالج
والخدر والرعشة و
عسر الحس وبطلانه
والاختلاج وخمل من
علل الحس والحركة و
الاشياء المضادة بالعصب
وعلاج الرأس و
المالنخوليا۔

باب اول
سکتہ، فالج، خدر (سن ہوجانا)
رعشہ، حس کی کمی اور فقدان، اختلاج
(پھڑکن) اور امراض حس وحرکت
اور اعصاب کے مضرت رساں
امور اور امراض سر اور مالنخولیا
کے علاج کے بیان میں

المقالة الاولى من
الاعضاء الآلمة
قال ينبغي ان
تكون عالما بالعصب
الذي يأتي الى كل واحد
من الاعضاء وما منها
عصب الحس وما
منها عصب الحركة
فالعصب الذي ينبت
في الجلد للحس والذي
يكون منه الوتر يحرك.

درد پانے والے اعضاء
(اعضاء آلمہ) کا پہلا مقالہ
جالینوس نے کہا، ہر عضو
میں آنے والے عصب سے تم کو
واقف رہنا چاہیئے اور یہ کہ ان
میں سے کونسا عصب عصب
حس ہے اور
کونسا عصب عصب حرکت ہے جو عصب جلد
میں پھیلتا ہے وہ حس پہونچاتا ہے
اور جس سے اوتار (عضلات)
بنتے ہیں وہ اعصاب حرکت ہیں

وفعل العصب يبطل
اما بقطعه البتة في العرض
او رضه او سدة او
لورم يحدث فيه او
لبرد شديد يصيبه،
الا ان الورم والسدة
والبرد قد يمكن ان
يرجع فعله اذا ارتفعت
علله، وان حدث
في نصف العصب عرضا
قطع استرخت الاعضاء

عصب کا عمل مندرجہ ذیل اسباب
سے باطل ہوجاتا ہے
(۱) عصب کا عرض میں پورے
طور سے کٹ جانا (۲) عصب کا
کچل جانا (۳) عصب میں سدہ
واقع ہونا (۴) عصب میں ورم
آجانا (۵) عصب میں شدید سردی
پہونچنا،
یاد رکھو کہ ورم سدہ اور
برودت کی صورت میں اسباب
رفع ہوجانے پر عصب کا فعل
بحال ہوسکتا ہے اور اگر عصب
عرضاً (چوڑائی) میں کٹ جائے

فإن قطع الناحية وإن شق العصب بالطول لم ينل الأعضاء ضرر البتة.

تو اس جانب کے وہ اعضاء مسترخی ہوں گے جہاں یہ عصب پھیلتا ہے اور اگر عصب کے طول میں شگاف واقع ہو تو اعضاء میں کوئی خرابی واقع ہوگا

فاقصد أبدا أعلى بطلان حس عضو أو حركته إلى أصل العصب الجائي إليها فإن كان قد برد أصابه بالأضمدة، وإن كان قد ورم فاجعل عليه المحللة، وإن كان قد قطع فلا حيلة فيه

کسی عضو کی حس و حرکت معقود ہو جائے تو ہمیشہ اس عضو کی طرف آنے والے عصب کی جڑ کی جانب متوجہ ہو، اگر عصب میں سردی لاحق ہوگئی ہے تو ضمادوں سے گرمی پہنچاؤ اور اگر عصب متورم ہوگیا ہے تو تحلیل استعمال کرو، اگر وہ عصب کٹ گیا ہے تو لاعلاج ہے

(نوٹ) عصب اعصاب گول گول ہاتھی ڈوریاں ہیں جو ایک طرف دماغ یا نخاع یا عصبی گرہوں سے لگی رہتی ہیں اور دوسری طرف اعضاء میں پھیلی رہتی ہیں اور ان دونوں کے درمیان [illegible] بن جاتی ہیں۔

اعصاب کی دو بڑی قسمیں ہیں، ایک دماغ و نخاع کے اعصاب جو سارے عضلات میں پھیلتے ہیں دوسرے اعصاب [illegible] جو زیادہ تر احشاء اور عروق دمویہ میں پھیلتے ہیں۔

جہاں سے اعصاب برآمد ہوتے ہیں اس کو مرکز کہا جاتا ہے اعصاب اپنے مرکز سے اتصال حاصل کرتے ہیں۔ مقام اتصال کو منشاء یا اصل کہا جاتا ہے اور جہاں پھیلتے ہیں اس کو انتہائی سرے [illegible] کہتے ہیں۔

عصبی ریشے خواہ دماغ یا نخاع کے ہوں یا اعصاب مرکزیہ کے ان کا عمل مشترک ہوتا ہے، اس طرح کہ محیطی تاثرات کو مرکز تک پہنچائیں اور مرکزی تاثرات کو محیط تک۔

ان دو اعمال کی وجہ اعصاب کی دو قسم ہوگئی ہیں، ایک اعصاب حساسہ، دوسرے اعصاب محرکہ۔ اعصاب حساسہ کا عمل یہ ہے کہ محیطی اثرات کو مرکز تک پہونچاتے ہیں جس سے عقل کو دماغ کے ذریعہ بیرونی اجسام اور خارجی اشیاء کا علم حاصل ہوتا ہے۔

اعصاب محرکہ کا عمل یہ ہے کہ عصبی مراکز کے تاثرات کو اس مقام تک پہونچاتے ہیں جہاں ان کی آخری شاخیں ختم ہوتی ہیں، اس سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ عضلات میں انقباض پیدا ہوتا ہے اور تغذیہ و تنمیہ اور اخراج رطوبات کے عمل میں مدد ملتی ہے

دماغی و نخاعی اعصاب کی ساخت میں کثیر عصبی ریشے ہوتے ہیں جو ایک دوسرے سے باہم ملے رہتے ہیں، ان پر جھلی کا ایک غلاف ہوتا ہے، ان اصلی ریشوں کی، ریک ڈوری کو جو غلاف سے گھری رہتی ہے حسل کہتے ہیں، پھر اگر اعصاب چھوٹے ہوتے ہیں تو ان کے اندر اس قسم کے حاصل ہوتے ہیں جن پر ایک اور غلاف ہوتا ہے۔

عصبی ریشے مرکز سے محیط تک بلا انقطاع مسلسل چلے جاتے ہیں یعنی ان کا جوڑ دوسرے ریشوں کے جوڑ سے منقطع نہیں ہوتا یہ تمام ریشے ایک ہی غلاف میں ہوتے ہیں، شاخ در شاخ بھی ہوتے ہیں، حالانکہ [illegible] ہیں، لیکن ہر ایک عصبی ریشہ ابتدا سے منتہی تک الگ الگ رہتا ہے (مترجم)

وقد يعرض الفالج في عضو واحد مثل الفالج في اللسان أو المثانة إما بسبب ضربة تقع عليه وإما برد يصل به فيفسد وقد يعرض للعصب الذي على الشرج وذلك كثير من جلوس الإنسان على حجر بارد فيصل به البرد ويعرض في المقعد البارد فيخرج منه البول والبراز بلا إرادة وكثير من يسقط من موضع عال على ظهره فيعرض عليه فيما بينهم حصر البول والغائط لأن الأمعاء والمثانة تدفع ما فيها بقوة العضل

کبھی فالج کسی ایک ہی عضو میں لاحق ہوتا ہے مثلاً فالج زبان یا مثانہ کے عضلات میں ہو، اس کا سبب یا تو چوٹ ہوتی ہے یا سخت سردی لگی ہو، جس طرح (مقعد) کے عضلات میں فالج ہوتا ہے۔ یہ عام طور پر انسان کے کسی سخت ٹھنڈے پتھر پر بیٹھنے یا سرد بادہ میں زیادہ دیر تک قیام کرنے سے ہوتا ہے، نتیجہ بول و براز خطا ہوتا ہے ایسے بہت سے لوگوں کا بول و براز رک جاتا ہے جو کسی اونچی جگہ سے پشت کے بل گرتے ہیں، یا ان کو مار پڑی ہے کیونکہ امعاء اور مثانہ عضلات کی قوت سے فضلات دفع کرتے ہیں۔

لي جالينوس قد ذكر في هذه المقالة انه ليس

(رازی) جالینوس اس مقالہ میں یہ کہتا ہے کہ مثانہ کے لئے کوئی عضلہ نہیں ہے جو اس کو ہمیشہ

للمثانة عضل يقبضها انما
يبول مع البول بقوة طبيعية
وانما احتاج الى هذا العضل
ليسدد البول وهذا قوله
انما انما يكون خروج
البول من الاحليل [illegible]
مسلك الفضلة المتقطعة
على سم المثانة عن فعلها
او تفعل المثانة فعلها
او بعض المثانة فعل يكون
بالطبع [illegible] بالارادة
بالقوة التي [illegible] الطبيعية
التي تدفع كل ما يؤذي
وقال في آخر المقالة
انه انما يخرج ما فيها عند
ما يطلق العضل بالارادة
و يجمع على ما فيها و
يقبض على ما يحويها
لى فاذا كان هذا على
[illegible]
[illegible] تناقضا [illegible]
تناقض لانه يجوز ان
يكون انما عنى بقوله
بقوة العضل لان عضلا
للمثانة والذي يبلغ مع
[illegible] عضل الاعضاء التي
تعين هذه بالعصر كانها
وعضل المراق ونحوها

سکڑ سکے اور پیشاب کو طبعی
قوت سے خارج کرے البتہ فہم
مثانہ پر ایک عضلہ ہے جو پیشاب
کو روکے رکھتا اسی طرح ایک
اور جگہ اس نے کہا ہے مدتوں
میں پیشاب کا اخراج اس طرح
ہوتا ہے کہ وہ [illegible] سے
والے عضلہ کو [illegible] کے فعل سے
روک سکے اور مثانہ [illegible] کام کرے
مثانہ کا فعل طبعی [illegible]
[illegible] سے [illegible] قوت
[illegible]
[illegible] کو [illegible]
[illegible] آخر میں جالینوس مزید
کہتا ہے کہ مثانہ کے اندر جو کچھ
ہے وہ اس وقت خارج ہوتا ہے
جب [illegible] عضلہ کو [illegible]
[illegible] چھوڑ [illegible]
جائے [illegible]
[illegible]
[illegible]
قول میں تضاد [illegible]
کوئی تضاد نہیں ہے اس لئے
کہ ہو سکتا ہے اس نے قوت عضلہ
[illegible] عضلہ
مراد نہیں ہے جو [illegible] کرے
کے لئے [illegible] اعضاء کے
عضلات مراد [illegible]
مثانہ کی مدد کرتے ہیں [illegible]
[illegible] سکم [illegible]
جالینوس نے کہا ہے کہ
عضلات کو عروق کی ضرورت صرف

علیہ الاعتدال مع اجتہ
ولتعدوہ لضرورۃ [illegible]
[illegible] الی ما وراءہ
من الاعضاء

اس لئے ہوتی ہے کہ عروق [illegible]
کے مزاج کو معتدل رکھیں اور اس
لئے کہ وہ (یعنی عروق) ضرورت
کے تحت اس سے آگے گذر جائیں
اور یہ ضرورت اس عضلہ کے سوا
اور اعضاء تک عروق کا گذرنا

(نوٹ) [illegible] کے نوٹ سے یہ واضح ہو جائیگا کہ جالینوس کا
یہ مطلب ہے [illegible] کے پاس طبقہ عضلیہ کا نام طبقہ لیفیہ سے پہلے
[illegible] مستقل عضلہ کو نہیں مانتا، یہاں اس نے مثانہ کے فعل کا ذکر کیا ہے
[illegible] عضلہ کے نام سے [illegible] کیا ہے اس کے مدداری کی توجیہہ
غیر ضروری ہے۔

مثانہ ایک تھیلی ہے جس میں پیشاب جمع ہوتا ہے، یہ طبقہ غشائیہ
اور عضلیہ سے مرکب ہے

مثانہ میں اصلی طبقات صرف دو ہیں ایک طبقہ مخاطیہ جو سب سے
اندر ہے دوسرا طبقہ عضلیہ جو اس سے باہر ہوتا ہے، اگر مخاطی
[illegible] کو شمار کر لیا جائے تو چار طبقات ہوتے ہیں، وہ مذکورہ بالا
طبقات [illegible] دوسرا وہ طبقہ جو طبقہ مخاطیہ اور طبقہ عضلیہ
کو ملاتا ہے طبقہ مخاطیہ [illegible] ہے، یہ طبقہ مکمل نہیں ہوتا بلکہ
صرف مثانہ کے پیچھے [illegible] کے مقام [illegible] سے مثانہ کی چوٹی تک
[illegible] مثانہ کی چوٹی اور مثانہ کے دونوں پہلوؤں سے شکم کی
[illegible] ہوتا ہے طبقہ عضلیہ دو قسم کے طبقات
[illegible] سے مرکب ہے اندرونی طبقہ
میں [illegible] ہوتے ہیں، علاوہ ازیں کچھ ترچھے ریشے
بھی [illegible] کے [illegible] زیادہ ہوتے
ہیں [illegible] سامنے کی طرف مثانہ کے رباط مقدم سے اور گردن
مثانہ سے اور مردوں میں غدہ مذی کے منصلہ اجزاء سے آتے ہیں، پھر
مثانہ کی اگلی سطح پر پھیل کر جال بناتے ہیں اور پچھلی سطح اور قاعدہ مثانہ پر
گردن مثانہ تک [illegible] جاتے ہیں جو مادہ [illegible] مردوں میں غدہ مذی پر اور
عورتوں میں [illegible] ہوتے ہیں اور بعض لمبے ریشے مردوں میں غدہ
مذی کے دونوں پہلوؤں سے شروع ہوتے ہیں اور مثانہ کے دونوں پہلو پر
[illegible] کرتے ہیں۔ حلقہ نما [illegible] مثانہ میں کم اور گردن مثانہ اور
[illegible] کے شروع میں زیادہ ہوتے ہیں جس سے ایک موٹا گول طبقہ

قال العضل انما
يحتاج الى العروق لتحفظ

[illegible] کا ہیں جسے عجل یا مرة الشلة کہتے ہیں، تر چھے
[illegible] چھ ٹیں حالب کے پاس پائے جاتے ہیں یہ غدہ مذی کے پچھلے
حصے کے پاس اکٹھے ہو کر اس غدہ کے درمیانی لوتھڑے میں تمام ہوتے
ہیں ان ریشوں کا نام بعض نے عضلہ حالب رکھا ہے، یہ دو ہوتے ہیں
اس عضلہ کا فائدہ یہ ہے کہ مثانہ کے سکڑنے کی وقت حالب کی ترچھی
رفتار کو قائم رکھتے ہیں تاکہ پیشاب حالب کی طرف نہ لوٹے) اعصاب
کی شاخیں مندرجہ عشلہ سے اور چند شاخیں صعرۃ عجز سے آتی ہیں۔
ضفیرہ عشلیہ کی شاخیں بالائی حصہ میں اور ضفیرہ عجز یہ شاخیں قاعدہ اور
گردن مثانہ سے متعلق ہیں۔ مترجم)

قال واحدث رعدث
عن البرد ويجلب على
الاعضاء التي يكون فيها
عسر الحس والحركة و
البرودة التامة تجلب
عليها بطلان الحس
والحركة وان ادمن
الحدر وطال ادى الى
الاستر خاء.

فرید کہتا ہے کہ خدر (سن ہوری) ٹھنڈک
سے پیدا ہوتی ہے جس سے ان
اعضا کی حس و حرکت میں دشواری
پیدا ہو جاتی ہے جن کو سردی لگی
ہے، برودت تامہ (مکمل سردی)
حس و حرکت کے بطلان کا باعث
ہوتی ہے، اگر حد عرصہ سے
اختیار کرے اور عرصہ دراز تک
قائم رہے تو ڈھیلا پن پیدا
پیدا ہو جاتا ہے۔

قال جالينوس
وسقط رجل عن دابته
ووقع على الارض
فلما كان في اليوم الثالث
ضعف صوته وفي اليوم
الرابع انقطع البتة واستر
خى بدلاه ولم تنل يديه
آفة، ولا بطل نفسه
ولا عسر ايضا وذلك
واجب لان ما كان من
النخاع إسفل العنق
كان قد ورم واسترخى
لذلك العضل الذي

جالینوس سے ایک واقعہ
بیان کیا ہے کہ ایک آدمی سواری
سے گر گیا اور اس کی سب اس
سے ٹکرا گئی، تیسرے دن اس کی
آواز کمزور ہو گئی اور چوتھے دن
آواز بالکل بند ہو گئی، دونوں پاؤں
مسترخی ہو گئے، لیکن اس کے دونوں
ہاتھ کو کوئی ضرر نہیں پہنچا، نہ تو
اس کا نفس باطل ہوا اور نہ تنگی
پیدا ہوئی اور یہ ہونا ہی چاہئے تھا
کیونکہ نخاع کا گردن کے نیچے
کا حصہ متورم ہو گیا تھا چنانچہ وہ
عضلات مسترخی ہو گئے جو پسلیوں

بين الاضلاع فوق التنفس
للعضو دون الصوت
لانه يكون بالحجاب و
بالست العضلات
الفوقانية واما التي
التي هي مادة الصوت
بطلت لانها تكون بالعضل
الذي فيما بين الاضلاع
فاراد الاطباء ان يضعوا
على رجليه ادوية لجهلهم
بعلتهم وقصدت انا
الموضع الذي وقعت به
السقطة فلما سكن الورم
الذي في النخاع في
اليوم السابع عاد صوته
واستوت رجلاه
في لم تنل يديه آفة
لان عصبها يخرجها من
نخاع العنق

کے درمیان ہیں آواز تو باقی نہ رہی
نفس باقی رہ گیا، کیونکہ تنفس حجاب
حاجز اور بالائی چھ عضلات سے
ہوتا ہے، رہی پھونک جس پر آواز
کا دارومدار ہے، وہ بیکار ہو گئی،
کیونکہ یہ عضلات میں الاضلاع کے
عمل سے انجام پاتی ہے، اطبا نے مرض
سے لاعلمی کی وجہ سے اطبا نے اس
آدمی کے پیروں پر ادویہ لگانی چاہی
میں نے ان کو باز رکھا، میں نے
اس جگہ توجہ کی جہاں چوٹ لگی تھی
جب نخاع کا ورم ساتویں دن اتر
گیا اس کی آواز لوٹ آئی اور
پیر درست ہو گئے۔

رہا ہاتھوں کا معاملہ تو اس کو ہاتھوں کو ضرر
اس لئے نہیں ہوا کہ ان میں اعصاب
گردن کے نخاع سے آتے ہیں جو
چوٹ کی رو سے دور تھے۔

ورجل آخر سقط
عن دابته فذهب
حس الخنصر والبنصر و
نصف الوسطى من يديه
فلما علمت انه سقط
على آخر فقار الرقبة
علمت ان مخرج العصب
الذي بعد الفقارة السابعة
اصابها ورم في اول مخرجها
لاني كنت اعلم من التشريح
ان المخرج الاسفل من
احزاء العصبة الاخيرة

دوسرا واقعہ: ایک اور آدمی
اپنی سواری سے گر گیا جس سے
ہاتھ کی خنصر و بنصر اور وسطی کے
نصف حصے کی حس باطل ہو گئی۔
جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ آدمی گردن
کے آخری مہرے کے بل گرا ہے
تو سمجھ گیا کہ ساتویں مہرے کے
بعد عصب کا مخرج ہے ورم اس
مہرے کے اول مخرج میں آیا ہے
تشریح سے میں جانتا تھا کہ گردن
سے نکلنے والے اعصاب کے
آخری عصب کا نیچے کا جزو خنصر اور

من العصب النابت من   بنصر کی طرف روانہ ہوتا ہے اعمان
العنق يصير الى الاصبعين   دونوں انگلیوں کی جلد اور وسطی
الخنصر والبنصر ويتفرق   (درمیانی انگلی) کے نصف جلد میں
في الجلد المحيط بهما وفي   پھیلتا ہے،
النصف من جلد الوسطى

(نوٹ) ضفیرہ عضدیہ۔ یہ اعصاب عنقیہ کے زیریں چار اگلے اور پہلے عصب ظہری کی اگلی شاخ کے باہم ملنے سے ملنے ہو کر گردن کے زیریں حصے سے بغل تک پھیلتا ہے، اعصاب مذکورہ کے باہم ملنے اور جال بنانے کی یہ صورت ہے کہ پانچواں اور چھٹا عصب باہم مل کر بیرونی حڑ اور ساتواں عصب تنہا درمیانی حڑ اور آٹھواں عصب اور عصب ظہری اول ملکر درونی حڑ بناتے ہیں۔ جب یہ حڑیں ترقوہ کے نیچے گذرتی ہیں تو ہر ایک دو شاخوں میں منقسم ہوجاتی ہیں جن کو اگلی اور پچھلی شاخیں کہتے ہیں، چنانچہ بیرونی اور درمیانی حڑ کی اگلی شاخ سے پھر بیرونی ڈوری بنتی ہے اور اندرونی حڑ جو آٹھویں عنقی اور پہلی ظہری کے ملنے سے بنتی ہے اس کی اگلی شاخ اندرونی ڈوری بناتی ہے اور بیرونی اور درمیانی حڑ کے پچھلی شاخوں کے باہم ملنے سے پچھلی ڈوری بنتی ہے، چنانچہ اندرونی ڈوری شریان عضدی کے اندرونی جانب بیرونی ڈوری شریان مذکور کے بیرونی جانب اور پچھلی ڈوری شریان مذکور کی پچھلی جانب واقع ہے اس جال کی ساخت مختلف ہیں، معمولاً سب اعصاب بجائے تین حڑوں کے دو حڑوں میں غائب ہو کر تین ڈوریوں میں منقسم ہوجاتے ہیں، ہر ایک ڈوری سے ذیل کی شاخیں خارج ہوتی ہیں۔

بیرونی ڈوری سے   (۱) صدری مقدم وحشی (۲) عضلی جلدی (۳) عصب متوسط کا بیرونی سرا۔

درونی ڈوری سے   (۱) صدری مقدم انسی (۲) جلدی انسی (۳) جلدی انسی اصغر (۴) زندی (۵) عصب متوسط کا اندرونی سرا

پچھلی ڈوری سے   (۱) دواصل (۲) تحت الکتف (۳) عضلی ملولب (۴) منعطف

عصب متوسط کی شاخیں، (۱) فروع عضلیہ مقدمہ (۲) فرع بین العظمین مقدم (۳) راحی جلدی (۴) فروع اصبعیہ۔ شمار میں پانچ ہوتی ہیں، چنانچہ پہلی اصبعی شاخ انگوٹھے کے بیرونی کنارے پر پھیلتی ہے تیسری شاخ بیچ کی انگلی کے بیرونی [illegible] دو شاخوں میں منقسم ہو کر سبابہ کی اندرونی

اور دوسری انگلی کی بیرونی سطح میں پھیلتی ہے اور پانچویں شاخ [illegible] کے اندرونی جانب اور بنصر کی اندرونی جانب پھیلتی اور عصب زندی [illegible] سے ملتی ہے۔

اس نوٹ سے یہ واضح ہوگیا کہ قدماء علم تشریح سے نابلد نہ تھے ان کے معلومات نہایت ہی وسیع اور صحیح تھے۔ اگر ان کے معلومات صحت پر مبنی نہ ہوتے تو آج کے دن بھی علم تشریح اتنا ہی اندھیرے میں رہتا جتنا کہ آج سے دس سو سال پہلے تھا، کیونکہ آج کی ترقی کی بنیاد ان ہی قدماء کے کارناموں کی رہین منت ہے۔ (مترجم)

في الثالثة من المواضع   اعضاء آلمہ کے تیسرے حصہ میں
الآلمة قال واما السكات   جالینوس نے کہا کہ رہے سکات
فانه لما هو غلب من   (سکتہ) جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے
الحدوث بغتة يدل على   اچانک یک لخت واقع ہو تو
ان خلطا باردا غليظا او   اس بات پر دلالت کرتا ہے سرد
لزجا بملأ واستوحت   غلیظ اور لزج (چکنے) خلط کا
بطون الدماغ واستدل   غلبہ ہے اور بطون دماغ ممتلی
على شدته وضعفه بمقدار   ہوگئے ہیں، اس خلط کی زیادتی
الخطأ من النفس بشدة   اور کمی کا اندازہ نفس کی تیزی اور
النفس الذي له وقفات   سستی کے معیار سے لگایا جاسکتا
وفترات ويكون دخوله   ہے جو مختلف وقفوں سے اور
وخروجه بكد واستكراه   مختلف معیار سے آتا ہے اور
شديد واذا كانت الآفة   سانس کے داخل ہونے اور خارج
في السكات في الدماغ   ہونے میں کس قدر تکلف اور
فتل سهو يعالان التنفس   تکلیف ہوتی ہے،
سهل واعضاء الوجه في   مگر سکات کا سبب دماغ
هذا الا تحرك، واما ان   میں کوئی خرابی ہو تو وہ موت ہلاکت
حدث في النخاع الذي   کا باعث ہوتا ہے، کیونکہ عمل
في العنق نقيت جميع   تنفس باطل ہو جائیگا اور اس صورت
اعضاء الوجه متحركة   میں چہرے کے اعضاء حرکت
واسترخى ما دونها، وان   نہیں کریں گے۔
كان اسفل من العنق   اگر سکات کا باعث گردن
بقي التنفس سليما وبطل   کے حرام مغز کی خرابی ہو تو چہرے
ماسواه وان حدث   کے تمام اعضاء کی حرکت [illegible]

في جانب من النخاع استرخت في ذلك الجانب، وبالجملة فالاعصاء التي تنال عصبها آفة.

اور اس کے سوا سب مسترخی ہو گئے اور اگر گردن کے نیچے کا حرام مغز متاثر ہوا ہو عصب میں کوئی خرابی نہ ہوگی تنفس کے سوا دوسرے افعال میں خرابی پیدا ہو جائیگی اگر علت کے ایک پہلو میں اور واقع ہو تو اسی طرف استرخاء ہوگا ... عصاب ... جس کے اعصاب میں آفت پہنچی ہو

المرابعة منه لبس متى وجدت العليل بحى لا يحس ولا يتحرك فهى سكتة، لان التباس ... لكن ادا وجدته ... ذلك يعظ ويشكو عسد ... فلك سكتة وفي الاكثر تحل بقالج يحدث لى تال متى استرخى عضو من الاعضاء نضع الادوية على منبت عصبه فانا ... قد سعنا قوما قد استرخت ارجلهم قليلا قليلا بالادوية ووضعناها على القطن ... على ... منبتها

اسی طرح ... جب تم مریض کو اس حالت میں پاؤ کہ وہ بے حس و حرکت ہے تو یہ ضروری نہیں کہ وہ سکتہ ہی ہو بلکہ ... اس حالت میں ... ہے ... یا کہ اس کے ساتھ ... اور سانس میں اگر ... ہی ہو تو اس کو سکتہ لیں گے ... اس کا کام فالج ... سے۔

رازی: جالینوس نے کہا ہے ... کے عضو ... آہستہ ... پیدا ... کے اعصاب کے اور نکلنے کے مقام پر دوائیں لگا کر ... ہم نے ایک گروہ کو جن کے پاؤں میں آہستہ آہستہ استرخاء پیدا ہو گیا تھا صرف کمر پر دوائیں لگا کر آرام ہو گیا ہم نے ان کے پاؤں پر کوئی دوا نہیں لگائی۔

... كان به ... ضعف في الاعلاج ... فيمت ... ركبته ... تعلمنا ... الذي ... كان منه بقية في ضعف ... الاعصاب ... الادوية تحلل ... الاسترخاء ... المواضع التي هي منابت تلك الاعصاب فان فيها اخلاطا باردة فان كان ... صرده ... فاخرجنا ... ولم ترجع الحركة منه ... بقية فان العصب ... الا حركة ... على الايام فاستعملنا ... ووضع عليه الحلبة والملينة

ہٹ گیا تھا اس کو جب آرام ہوا تو اس کے پاؤں کی حرکت میں دقت پیدا ہو گئی ہم نے اپنے ذہن رسا سے معلوم کر لیا کہ اصل اس مقام پر کچھ ورم باقی رہ گیا ہے، ہم نے ورم کو تحلیل کرنے والی دوائیں اس جگہ لگائیں، مریض چنگا ہو گیا۔

رازی: ... کسی مرض ... استرخا لاحق ہو تو ان مقامات کو گرم کرو جہاں اعصاب نکلتے ہیں کیونکہ ان میں بارد اخلاط ہیں اور اگر استرخا ... کرنے کے بعد لاحق ہو تو غور کرو اگر ... اور کسی طرح حرکت ... حرکت ... کٹ گیا ہے تو اس طرف توجہ مت کرو اور اگر اس عضو میں کچھ حرکت باقی ہے اور تم دیکھتے ہو کہ دن بدن حرکت بڑھ رہی ہے تو سمجھو کہ اس عصب میں ورم ہے ... علاج اور ملین ادویہ استعمال ...

قال واخر ... السمك في ... فرددنا منه المواضع التي هي دبره ومثانته ... ارادة ولولا كان ... بعد ارادته ... علته ... الادوية

ایک اور ... جالینوس نے کہا کہ ایک اور شخص ... مچھلی کا شکار کرتا تھا ... اس کے سرین اور مثانہ کے متعلق اعضاء میں سردی لاحق ہو گئی ... کے ... بول و براز خطا ہونے لگا گرم دواؤں کے استعمال سے وہ

اور آخر کار ... الحقة في اليتيه

ایک ... ایک آدمی کے سرین پر زخم تھا علاج میں ...

مسخنة ووضعها على
العضو الذی منه كانت
العلة، واذا كان
العصب الذی العلة
منه غائرة كان الضماد
للانضاج واحتاج الى
ادوية اقوى لی وخاصة
اذا كان فی العصب
الذی منشأه من العظم
الاعظم
قال ورجل اصابته
راسه ضربة وبرد شديدا
شديدا اذهب حس
جلدة راسه وكان
الاطباء يسخنون جلدة
راسه فاما انا فطليت

جلد اپنی بیماری سے صحت یاب
ہوگیا حالانکہ ہم سے یہ دوائیں ان
عضلات پر لگائیں جو سردی سے
متاثر ہوگئے تھے، یاد رکھو کہ اگر
متاثر عصب گہرا ہو تو کامیابی میں
دیر لگتی ہے اور اس وقت بہت
تیز ادویہ کے استعمال کی ضرورت
ہوتی ہے
... خصوصاً ...
عصب میں ہو جو کسی بڑی ہڈی سے ...
ایک واقعہ ... ہے
کہا کہ ایک آدمی کا سر ...
پر ہلکی ... اس کو سخت
سردی لگ گئی اس کے سر کے
کی حس جاتی رہی اطبا اس کے سر
کی جلد کو گرمی پہنچاتے تھے مجھے

الرأس يقبل الحس من
ادمغة اعصاب تخرج
من الفقرة الاولى من
فقار الصلب ذات
تلك المواضع فبرأ لی
ذلك انما كانت الآفة
بهذه المواضع لا بنبات
الاعصاب فانظر فيه
قال وبالجملة فان من
عرف منابت العصب
الجائی الى كل عضو من
الاعضاء سهل علاجه
من اسقم بمواضع الاعضاء
الآلمة

معلوم تھا کہ سر کی جلد ان چار
اعصاب سے حس کو قبول کرتی ہے
جو ریڑھ کے پہلے مہرے سے
نکلتے ہیں ان جگہوں کا میں نے
علاج کیا اور وہ اچھا ہوگیا
رازی کا اعتراض: جالینوس
کا یہ بیان قابل غور ہے کیونکہ سردی
تو سر میں پہنچی تھی نہ کہ اعصاب
کے نکلنے کے مقامات میں، یہ محل نظر
ہے۔ جالینوس نے بیان کیا کہ بہر
حال جو شخص ان عصب کے نکلنے کے
مقامات سے واقف ہوگا جو کسی
عضو میں آتا ہے، تو علاج میں آسانی
ہوگی
رازی نے اس سلسلہ میں جالینوس
کی کتاب مواضع اعضاء آلمہ کے حوالہ

منتخبات

از مقالہ

ابنِ سینا

مصنفہ

حکیم سید عبدالکریم صاحب قریشی

طبیب ماہر (نظامیہ طبی کالج حیدرآباد)

طبیب دواخانہ یونانی قصبہ آور

فہرست

مسلمانوں میں علومِ دخیلہ کی مختصر تاریخ

حکمیہ نے لغت، مدرسے شروع کرتے ہوئے [illegible] ہی دیر میں وسط ایشیا تک کے حالات کا ایک جائزہ ذہن میں سمایا ہے تو اب ہمیں اختصار کے ساتھ یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ علوم و فنون ممالکِ اسلامیہ میں کس کس راستے سے پہنچے۔ کن صورتوں میں پہنچے اور اس سلسلہ میں کس کس قوم نے حصّہ لیا

جب روم، یونان اور مصر و ایران جیسی متمدن اور مہذب قوموں اور حکومتوں سے مسلمانوں کے تعلقات قائم ہوئے تو انہوں نے مصداق

الحکمۃ ضالۃ المؤمن اخذہا حیث وجدہا

غیر قوموں کی ہر اچھی چیز کو اپنانے کی کوشش کی اسی کوشش کے نتیجہ میں وہ سارے علوم جو کسی زمانہ میں اپنا سرمایہ افتخار سمجھے جاتے تھے لیکن چند دنوں سے غفلت اور بے قدری کے ہاتھوں زد لیا و زوال تھے مسلمانوں کے حصے میں آگئے ابتداءً ان سے متمتع ہونے میں زبان کا اختلاف ایک حائل تھا روم و فارس کی زبانوں سے عربوں کی ناواقفیت نے ان کو سریانی اور یونانی زبان سیکھنے اور غیر مسلم علماء و مترجمین سے امداد لینے پر مجبور کیا۔ یہ کام اجتماعی اور انفرادی دونوں حیثیتوں سے ہوا۔ چنانچہ سب سے پہلی یونانی کتاب جس کا ترجمہ عربی میں کیا گیا وہ "کناش" ہے۔ باب کی ابتداء میں اس کا ذکر آچکا ہے کہ مروان بن حکم خلیفہ اموی کے درباری طبیب ماسرجویہ نے اس کا ترجمہ کیا تھا اور عمر بن عبدالعزیز نے اس کی نقلیں کرا کے ملک میں پھیلا دی تھیں لیکن ترجمہ کا باقاعدہ اور مستقل کام بنو عباس کے دور سے شروع ہوا۔ اس دور میں ترجمے کے ماخذ یونانی، سریانی اور ہندی کتابیں تھیں۔

یونانی اور عربی طب و حکمت کے درمیان یہ سلسلہ ایرانی اور ہندی زبانوں کے سریانی زبان نے بہترین اور موثر واسطہ کا کام دیا اگرچہ عرب حملوں سے چند صدی پیشتر ہی مصر کے دارالسلطنت میں جان پڑتی نظر آتی ہے۔ جالینوس کی خاص خاص کتابوں کے خلاصوں نے [illegible] نظام پڑھتی علوم کے لیے [illegible] مواد [illegible] کی تفاصیل سے مسودہ تحریروں کے خلاصے اسکندریہ میں کر دیئے گئے تھے۔ لیکن [illegible] امرائیوں کے تعصب اور [illegible] کی شمولیت کاری کو [illegible] علمائی دستور ارتقاء [illegible] ان اسباب کی [illegible] ہو کر واسطہ کا کام دینے میں [illegible] کو سریانی بولنے والی دنیا کی طرف نظر ڈالنا چاہیئے تیسری صدی عیسوی [illegible] اور اس کے بعد سے [illegible] زبان [illegible] یونانی [illegible] کے ترجمے [illegible] ابتدائی علمی حلقوں میں یونانی زبان کی جگہ لے لی تھی۔ [illegible] یونانی مدرسے کا اس علم دار نسطوری تھے اور [illegible] فرقہ کی سار قسطنطنیہ کے بطریق نسطور [illegible] رکھا تھا ۴۳۱ء میں ایک منعقدہ مجلس نے اس فرقہ کو بے دین قرار دیا تھا اس لئے یہ لوگ ترک وطن کر کے مقام الرھا آئے اور ۴۸۹ء میں [illegible] نصیبی تہنشاہ زینو نے جب ان کو یہاں سے نکال دیا تو ایران ہجرت کر گئے جہاں اس وقت ساسانیوں کی حکومت تھی یہاں ان کا جوشی خوشی استقبال کیا گیا[1]

مشہور مستشرق علامہ براؤن کی کتاب "تاریخ ادبیات ایران" کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم ایران میں بھی علمی آثار پائے جاتے تھے ہخامنشیوں کا دور جو ایران کا قدیم ترین

[1] لیجے سی آف اسلام

دور تسلیم کیا جاتا ہے اس میں بھی علوم کافی ترقی پر تھے چنانچہ اس دور میں بڑے بڑے حساب داں موجود تھے۔ کتاب اوستا جو متر جمہ علوم و فنون کی جامع ہے ۴۰۰ قبل مسیح میں لکھی جا چکی تھی۔ ایرانی اس سے واقف تھے کہ علاج نفسانی اور علاج بدنی میں گہرا تعلق ہے

ایران میں یونانی فلسفہ اور طب کے اثرات ایران پر سکندر کے حملوں کے بعد تقریباً چوتھی، پانچویں صدی عیسوی سے نمایاں طور پر ملتے ہیں ۳۵۰ء مقام جندی شاپور (جندی سابور) ایک یونیورسٹی قائم کی گئی تھی۔ جو فلسفہ و طب کی تعلیم کے لحاظ سے بہت مشہور تھی۔ چھٹی صدی عیسوی میں قسطنطنیہ کے بادشاہ نے جن علماء کو بے دینی کے الزام میں شہر بدر کر دیا تھا وہ ۵۲۹ء میں ساسانی بادشاہ نوشیرواں کے زمانہ میں ایران پہنچے نوشیرواں بڑا علم دوست بادشاہ تھا اس نے ایسے بعض ماہر طبیبوں کی مدد علوم کی تحصیل کے لئے … تھا غرض اس بادشاہ کے زمانہ میں جندی شاپور میں ایرانی، یونانی، ہندی … علوم مخلوط ہو گئے تھے۔ ایران کا یہ مدرسہ دور اسلامی میں چوتھی صدی ہجری تک رہا اسلامی تمدن کے پیدا کرنے میں اس مدرسہ کو اسکندریہ کے مدرسے سے زیادہ دخل ہے۔

… یعقوب بن طارق … عباسی کے دربار کا مشہور ستارہ شناس محمد بن موسیٰ خوارزمی ماہر … ابن فرحان طبری نجم اور فضل بن نوبخت … کے کتب … کا ترجمہ اور ستارہ شناسی کا ماہر … ایران کے باشندے اور … کے ترجمے ہوئے تھے … جن سے فضل بن نوبخت اور ابن فرحان طبری نے مختلف زبانوں سے عربی میں ترجمے بھی کئے گئے [1]

باقاعدہ تراجم کا اسلامی دور اصلاً ۱۵۰ھ سے شروع ہو کر ۳۰۰ھ تک ختم ہو جاتا ہے جس میں عرب اور غیر عرب مسلم اور غیر مسلم ہر قسم اور ہر قوم و ملت کے لوگ شامل ہیں [2]

اس دور میں زیادہ تر عیسائی اور بختیشوع کا خاندان بہت مشہور رہے۔

سب سے پہلے منصور عباسی عارضہ شکم میں مبتلا ہوا تو جنوب مغربی ایران کے قدیم شہری جندی سابور سے اس نے جبرئیل بن بختیشوع بلایا گیا جس کے خاندان کو مسلسل کئی پشتوں تک خلفاء عباسی کی مصاحبت نصیب رہی۔ اس ایرانی خاندان کے بعض افراد نے سریانی سے بہت سی کتابوں کے عربی میں ترجمے کئے اور ہابت نائل قدر طبی خدمات انجام دیں منصور کے زمانے ہی سے ترجمہ کا کام شروع ہو چکا تھا چنانچہ ۱۵۶ھ میں ایک ہندوستانی سیاح نے بغداد میں سدھانتا (سند ہند) کا نسخہ لایا جو ہندوؤں کے علم ہیئت کا خلاصہ تھا منصور کے حکم سے محمد بن ابراہیم الفزاری نے اس کا ترجمہ کیا۔ اسی زمانہ میں ابن المقفع نے کلیلہ و دمنہ کا فارسی سے عربی میں ترجمہ کیا [3]

غرض اس کے بعد بہت تیزی اور کثرت کے ساتھ ترجموں کا کام ہونے لگا یہاں تک کہ ہارون اور مامون نے بیت الحکمت اور دارالترجمے قائم کر کے اس کام کو انتہائی عروج پر پہنچا دیا۔ حنین ابن اسحاق مامون کے زمانے کا بہت مشہور مترجم گذرا ہے مامون کے پاس اس کی قدر کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ اس نے بعض ترجموں کے معاوضہ میں اپنے جسم کے وزن کے برابر سونا پایا۔ [4]

ذیل میں مختلف زبانوں سے ترجمہ کرنے والے مشہور مترجمین کے نام درج ہیں جن کی کوششوں اور محنتوں کی بدولت قدما کے تمام علوم نے عربی لباس پہن لیا۔

(۱) یونانی اور سریانی سے ترجمہ کرنے والے

(۱) حنین ابن اسحاق اور اس کا خاندان (حیرہ کے نصرانی)

(۲) قسطا بن لوقا (شام کے نصرانی)

(۳) آل ماسرجویہ یہودی۔

(۴) موسیٰ بن خالد۔

---

[1] محمد رور کار فارسی

[2] اخبار الطوال ص ۱۸۹

[3] ابن ابی اصیبعہ۔

[4] " " "۔

(۵) یحییٰ بن عدی۔
(۶) ابوبشر متی بن یونس۔
(۲) فارسی کے مترجمین۔
(۱) ابن المقفع
(۲) آل نوبخت
(۳) حسن بن سہل
(۴) اسحاق بن یزید
(۳) سنسکرت کے مترجمین
(۱) منکہ الہندی
(۲) ابن دھن الہندی

ترجمہ کا یہ دور ختم ہو جانے کے بعد خود مسلمانوں میں ایسے لوگ پیدا ہوئے جنھوں نے ذاتی تحقیقات و اکتشافات کے میدان میں خوب سرگرمیاں دکھائیں چنانچہ سنہ ۳۰۰ھ سے سنہ ۴۰۰ھ تک ذکریا رازی علی بن عیسیٰ مجوسی۔ حسن بن نوح القمری جیسی شہرہ آفاق ہستیاں ظہور پذیر ہوئیں اور تقریباً اسی زمانہ میں مشرق کے یہ علوم سرزمین اندلس پہنچ کر اوج عروج اور مدارج ترقی کے اعلیٰ ترین مدارج پر فائز ہوئے اس دور کے اندلسی اطبا میں ابن جلجل ابن الجزار اور ابوالقاسم خوبطلی وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

غرض تاریخ فلسفہ اور طب کے مطالعہ سے یہ اندازہ کرنے میں دیر نہیں ہوتی کہ مسلمان نہ صرف عادل حکمران اللہ کا نام طول و عرض کائنات میں پھیلانے والے اور اچھے ادیب و شاعر ہی نہ تھے بلکہ ان میں الکندی فارابی ابن سینا امام ابوالحسن اشعری۔ امام غزالی ابن باجہ ابن طفیل اور ابن رشد جیسے مفکرین بھی ملتے ہیں جنھوں نے یونانی فلسفہ اور طب کو ایک منظم اور سلجھی ہوئی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا اور جن میں اپنی خداداد قابلیت اور کاوش دماغی سے فکر و نظر کی ایسی راہیں پیدا کیں کہ ایک زمانہ تک بلکہ آج تک مشرق و مغرب کی ایک کثیر تعداد ان کے علمی خزانوں سے مستفید ہو رہی ہے

ولادت اور ابتدائی حالات

ابن سینا کا جد اعلیٰ سینا سلسلہ نسب میں پانچویں پشت پر ہے اس بارے میں ہماری معلومات بہت محدود ہیں ابن سینا کی عالمگیر شہرت اور ناموری نے اپنے نام کے ساتھ ساتھ اپنے جد امجد سینا کو بھی زندہ جاوید بنا دیا لیکن تعجب کی بات ہے کہ ایسی مشہور و معروف شخصیت کے حالات سے انساب اور رجال کی تمام کتابیں خالی پڑی ہیں ابن سینا کے تذکرہ نویس اور سوانح نگار بھی اس مقام پر خاموش نظر آتے ہیں۔ اور اگر کسی نے اس خصوص میں توجہ کی اور کچھ لکھنے کی زحمت گوارا فرمائی ہے تو ان کے قلم سے ایسی غلط سلط باتیں نکل گئیں جو عقل و فطرت کسوٹی پر بھی پوری نہ اتر سکیں چنانچہ قطب الدین لاہجی ابن سینا کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ سینا مجد الدولہ دیلمی کا ... ہم تاریخ کے مطالعہ سے ہم اس روایت کو غلط سمجھنے پر مجبور ہیں کیونکہ سینا اور مجد الدولہ کے زمانہ میں ایک سو سال سے زیادہ کا فرق ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ سینا کا زمانہ سلاطین سامانیہ کا دور[1] تھا ... جو علم و فضل ... عبداللہ سامانی حکومت کے پایہ تخت بلخ میں رہتا تھا۔ ابن خلکان اور ابن ابی اصیبعہ کی روایت کے مطابق نوح بن منصور سامانی کے زمانے میں بخارا آیا جہاں اس کو حکومت نے بخارا کے ایک حلقہ خرمیثن میں صیغہ محصولات کا افسر[2] اعلیٰ مقرر کیا تھا ابن سینا کے باپ کے عقائد اور مذہبی خیالات کے متعلق یہ بات بہت مشہور ہے اور خود ابن سینا کا بیان ہے کہ وہ حسن بن صباح کے متبعین میں سے یعنی فرقہ اسماعیلیہ سے تھا اس فرقے کے مبلغین ہی اس کے پاس ہمیشہ آمد و رفت ہوتی تھی وہ اپنی فرصت کے اوقات میں رسائل اخوان الصفا[3] کا اکثر مطالعہ کرتا تھا ابن سینا اپنے باپ کے

---

[1] رسالہ حسن

[2] ابن خلکان تذکرہ ابن سینا [3] یہ ایک ۵۲ رسالوں کا مجموعہ ہے جس کو بغداد کی ایک خفیہ ناصحی جماعت نے حکومت کے خوف سے اپنے ناموں کو چھپا کر ناظرین کی تعلیم اور اشاعت کے لیے شائع کیا تھا

عقائد سے متعلق یوں رقم طراز ہیں کہ میرا باپ اور چھوٹا بھائی محمود عقل و نفس کے متعلق جو اس زمانہ میں فرقہ باطنیہ کے اہم مسائل میں سے تھے آپس میں بحث کرتے تھے۔ ان کی عقول اور مذہبی گفتگو میں باطنیہ کی جھلک صاف طور پر نظر آتی تھی وہ مجھے بھی اس کی ترغیب دیتے تھے لیکن ان کی یہ باتیں میرے دل کی تسلی کا باعث نہیں ہوتی تھیں[3] ابن سینا کے مذہبی خیالات و معتقدات کے بارے میں مورخین کا اختلاف ہے جس کو ہم آئندہ بالتفصیل بیان کریں گے۔ لیکن اس کے باپ اور بھائی کے شیعہ ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

جس زمانے میں ابن سینا کا باپ بخارا میں تھا۔ اس نے قریب کے ایک گاؤں افشنہ میں ستارہ نامی عورت سے شادی کی اس عورت کے بطن سے پہلے ابن سینا پھر پانچ سال بعد اس کا چھوٹا بھائی محمود پیدا ہوئے۔ ابن سینا کا نام حسین کنیت ابوعلی خطاب شیخ الرئیس ہے ابوعلی سینا، شیخ الرئیس اور ابن سینا مشہور ہے یورپ کے علمی دنیا میں ابن سینا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے سن ولادت ۳۷۰ھ ہے بعض مورخین نے ۳۷۳ھ بھی لکھا ہے لیکن ابن سینا کی خود نوشت سوانح میں جو اس نے اپنے شاگرد رشید ابوعبید کو لکھائی تھی اور جو ابن ابی اصیبعہ اور ابن خلکان کی روایت سے ہم تک پہنچی ہے اس میں سن ولادت وہی ملتا ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

ابن سینا کی تعلیم و تربیت!!

ایسے معزز، ذی ثروت اور صاحب اقتدار خاندان میں جس کا ذکر ابھی ہوا ہے ابن سینا نے تربیت پائی۔ اس زمانہ میں تعلیم کا طریقہ یہ تھا کہ بچہ کو پہلے قرآن شریف پڑھایا جاتا پھر نحو صرف ادب معانی و بیان اور منطق و فلسفہ کی تعلیم دی جاتی تھی چنانچہ ابن سینا نے اپنے زمانے کے مروجہ طریقہ تعلیم کے مطابق پہلے قرآن حفظ کیا اس کے بعد اپنے گھر ہی میں صرف و نحو اور ادب کی ابتدائی تعلیم پانچ برس کی عمر میں ختم کی اور اعلیٰ تعلیم اور فلسفہ و طب کی تحصیل کے لئے اپنے خاندان کے ساتھ بخارا کا رخ کیا جو اس زمانے میں اسلامی تعلیم کا مرکز اور علمی ترقی اور مذہبی خصوصیات کی وجہ سے قبۃ الاسلام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔[4]

جیسا کہ ہم نے گذشتہ باب میں لکھا ہے اس زمانہ میں جبکہ ابن سینا پیدا ہوا تھا علوم و فنون کی تعلیم کا طریقہ ہمارے موجودہ طرز تعلیم سے بالکل جداگانہ تھا۔ آج کی طرح اس دور میں باقاعدہ مدارس نہیں تھے۔ جب کالج اور مدارس ہی نہیں۔ تو مقررہ نصاب تعلیم کا کیا ذکر عموماً طلبا ایک ہی وقت میں مختلف علوم کی کتابیں پڑھتے تھے جس کے لئے انہیں ایک یا زیادہ اساتذہ کی شاگردگی کرنی پڑتی تھی چنانچہ ابن سینا نے بھی بخارا میں آنے کے بعد ایک ہی ساتھ کئی کتابیں شروع کیں محمود مساح سے جبر و مقابلہ اور ہندسہ کی تعلیم حاصل کرتا تھا تو ابو اسماعیل زاہد سے جو اس زمانے کے مشہور اور نامور فقیہوں میں شمار ہوتے ہیں فقہ کی تعلیم پاتا اور علم المناظرہ کے اصول و قواعد سے واقفیت بہم پہنچاتا پھر اپنے گھر میں عبداللہ ناتلی سے جو ایک بہت بڑا فلسفی تھا منطق طبعیات ریاضی اور الہیات کی کتابوں کا درس لیتا تھا۔[5] عبداللہ ناتلی کے تفصیلی حالات ہمارے موضوع سے خارج ہیں اس کا مختصر حال ہمارے اس مضمون سے ضرور متعلق ہے کہ حدود ایران میں ایک ماہر فلسفی اور متبحر ریاضی داں تھا اس کے متعلق ایسی شہرت ہو گئی تھی کہ جب وہ بخارا آیا تو ابن سینا کے والد نے اپنے بیٹے کی تعلیم کے خیال سے اسے اپنے گھر میں مہمان رکھا ابن سینا نے کتاب "مجسطی" اور "اقلیدس" کے ابتدائی حصے اس استاد سے پڑھے اس وقت ابن سینا کی عمر دس سال سے زیادہ نہیں تھی لیکن بمصداق ۔ سالے کہ نکو است از بہارش پیدا۔ ابن سینا نے قدرت سے عجیب و غریب دماغ پایا تھا۔ اس قدر کم عمری میں اس کی اعلیٰ دماغی قوت اور ذہنی بلندی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جب استاد نے جنس کی یہ تعریف پڑھائی کہ وہ ایک ایسی کلی ہے جو مختلف الحقائق انواع پر ماہو کے جواب میں صادق آئے تو اس ہونہار شاگرد نے اپنے

---

۴ عیون الانباء جلد دوم تذکرہ ابن سینا
۵ تاریخ الحکماء از علامہ قفطی ۶ ابن ابی اصیبعہ

استاد کی تعریف پر شکوک و شبہات کا ایک انبار سا کھڑا ہو جاتا۔ یہاں تک کہ استاد کسی ایک اعتراض کا بھی تشفی بخش جواب نہ دے سکا۔ استاد کی درماندگی اور اس کے مبلغ علم کا جائزہ لینے کے بعد ابن سینا نے خود ہی اپنی قوت فکر اور جودت ذہن سے تمام شبہات نہایت مدلل طریقہ سے دور کر دئے۔ اس کے بعد اقلیدس شروع کی گر یہی حال اس کا بھی ہوا کہ سوائے ابتدائی پانچ اشکال کے باقی تمام شکلوں اور اس فن کے سارے اصول و قواعد اس نے خود اپنے طور پر پڑھ لئے۔[۲]

تعلیم اس نوبت پر پہنچی۔ جب عبداللہ ناتلی ابن سینا کے دل میں علوم عقلیہ سے دلچسپی پیدا کر کے خوارزم کی طرف چلا گیا اس کے بعد معقولات کی مزید تعلیم کے لئے ابن سینا نے کسی دوسرے استاد کے آگے زانوئے ادب تہہ نہیں کیا وہ اپنے طور پر فلسفہ ارسطو کے شروح و حواشی کا مطالعہ کرتا تھا۔ فلسفہ کی وہ تمام گتھیاں اور وہ [illegible] مشکلات جو بغیر استاد کی مدد کے حل نہیں ہو سکتے تھے ابن سینا [illegible] غور و فکر سے حل کر لیا کرتا اور جب کبھی کوئی بات مشکل [illegible] اور کوشش کے باوجود کوئی مسئلہ لاینحل رہ جاتا تو وہ استاد کے پاس جانے کے بجائے اپنے شہر کی جامع مسجد کی طرف چلا جاتا جہاں وہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھتا اور خلوص و عاجزی کے ساتھ [illegible] مشکل کے آسان ہو جانے کی دعا کرتا۔ [illegible] کی انتہا نہیں تھی بلکہ وہ اپنی امکانی جد و جہد سے [illegible] جب وہ مسجد سے گھر آتا تو پھر [illegible] قوت و ذہانت کی بدولت [illegible] کے مطالعہ [illegible] حالت میں اس پر [illegible] غنودگی طاری ہو جاتی [illegible] مسائل جو بیداری میں حل نہ ہو سکے تھے خواب کی صورت میں اس پر منکشف ہو جاتے تھے۔[۳]

ذاتی محنت اور فطری شوق کی بدولت آخر علوم عقلیہ میں اس نے کافی مہارت اور قابلیت پیدا کر لی تاہم اس کے لئے ایک علم ضرور مشکل تھا [illegible] اور فلسفہ

الطبیعات و ریاضیات پر کافی عبور رکھنے اور ایک زمانے تک بے انتہا جد و جہد اور امکانی کوششوں کے باوجود کسی مسئلہ کو نہیں سمجھ سکا ہے تو وہ فلسفہ مابعد الطبیعات ہے۔ چنانچہ اپنے تذکروں میں وہ خود بیان کرتا ہے کہ اس نے ارسطو کی کتاب "مابعد الطبیعیہ" کو سمجھنے کی بڑی کوشش کی۔ ایک ہی کتاب کو اس نے چالیس مرتبہ پڑھا۔ کتاب حفظ ہو گئی مگر اس کتاب کی غرض و غایت سمجھ میں آئی اور نہ مابعد الطبیعاتی مسائل اس پر واضح ہو سکے۔ اس کے بعد [illegible] ہمت پست ہو گئی اور یہ سمجھ کر کہ شاید [illegible] اور اسرار کے سمجھنے کی قابلیت نہیں رکھتا [illegible] ہو کر اس نے اس فن سے [illegible] اور اس فن میں [illegible] کا مطالعہ چھوڑ دیا۔ اسی اثنا میں اتفاق [illegible] ایک دن بازار سے گذر [illegible] ایک کتب فروش سامنے آیا اس نے مابعد الطبیعات [illegible] کتاب پیش کی [illegible] اس فن [illegible] سمجھتا [illegible] خریدنے سے انکار کیا۔ کتب فروش نے [illegible] اور کہا [illegible] مجھے شدید ضرورت ہے اس لئے میں یہ کتاب تین درہم میں بیچ دیتا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کتاب [illegible] ابن سینا کی [illegible] کے عالم میں [illegible]

[۱] تذکرہ ابن سینا
[۲] [illegible]

[۳] ابن ابی اصیبعہ تذکرہ ابن سینا
[۴] [illegible] ابن سینا

ثانی کی تصنیف تھی جس میں اس نے اپنے خاص انداز میں ارسطو کی کتاب "مابعد الطبیعیہ" کی شرح و تفسیر کی تھی اس کتاب کے مطالعے نے ابن سینا کے دل میں صاحب کتاب کی عزت و عظمت اس قدر جاگزیں کر دی کہ آئندہ سوائے چند مسائل کے ثانی نام نظریات میں فارابی سے اختلاف یا اس کے خیالات سے انحراف کی ہمت نہیں پیدا ہو سکی ابن سینا کے فلسفہ کے باب میں ہم بیان کریں گے کہ فلاسفہ مشرق میں ان دونوں کا فلسفہ کہاں کہاں مشترک ہے اور کن کن مسائل میں وہ ایک دوسرے کے ہم نوا ہیں

بس مابعد الطبیعی مسائل کو سمجھنے میں ہی ایک رکاوٹ تھی جو اتفاقی حادثہ سے دور ہو گئی اس کے بعد ابن سینا کے لئے کوئی مرحلہ دشوار گذار نہ رہا اس طرح منقولات و معقولات میں اساتذہ کی معمولی امداد اور رہنمائی اپنی ذکاوت ذہن اور دماغ سوزی سے کافی دسترس حاصل کر لینے کے بعد ابن سینا نے طب کی طرف اپنی توجہ منعطف کی تاریخ کی صحیح روایتوں کے مطابق اس فن میں اس نے کچھ دنوں تک ابو سہل مسیحی یا عیسیٰ المسیحی اور ابو المنصور حسن بن نوح القمری سے استفادہ کیا آخرالذکر درباری بلند پایہ طبیب تھا طبابت میں ید طولیٰ رکھنے کے علاوہ اس دور کے دوسرے علماء کی طرح منطق و فلسفہ ریاضی اور طبیعات سے بھی بخوبی واقف تھا غنی و منی اس کی مشہور طبی تصنیف ہے جس میں اس نے مشہور متقدمین اور معاصرین اطباء کی آراء جمع کر کے پھر آخر میں اپنی رائے بیان کی ہے اس کی علاج معالجہ میں بڑی شہرت تھی تلامذہ دور دور سے [illegible] کے لئے اس کے پاس جمع ہوتے تھے ابن سینا بھی ان میں شامل ہو جاتا تھا۔ استاد نے شاگرد کی فہم و فراست سے واقف ہونے کے بعد [illegible] سمجھانے میں دریادلی سے کام لیا جب کبھی وہ کسی مریض کے معائنہ یا علاج کے لئے جاتا تو ابن سینا کو اپنے ساتھ لے جاتا تھا۔ وہ اپنے لئے ابن سینا کا استاد بننا باعث فخر سمجھتا تھا خداداد ذکاوت اور اعلیٰ دماغی قوت کی بدولت ابن سینا نے چند ہی دنوں میں دوسرے علوم و فنون کی طرح اس فن میں بھی کافی مہارت پیدا کر لی کیونکہ وہ شخص جو فلسفہ الٰہیات ریاضی اور طبیعیات جیسے اہم اور دقیق ترین علوم میں ملکہ پیدا کر چکا ہو جس کے فلسفہ کو بڑے بڑے علماء و فلاسفہ حل نہ کر سکیں اس کے لئے علم طب میں کیا دشواری پیدا ہو سکتی ہے ابن سینا کے لئے علم طب کوئی مشکل فن نہیں تھا اپنی بعض تالیفوں میں اس نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ طب سب سے زیادہ آسان اور عام فہم علم ہے[1]

اس کا عملی ثبوت (ابن سینا کے بیان اور تاریخی معتبر شہادتوں کی بنا پر) یہ ہے کہ ابھی وہ اپنی عمر کی سولہویں منزل ہی میں تھا کہ اس نے بقراط و جالینوس کی ترجمہ شدہ کتابوں سے اور علی بن عباس مجوسی اور زکریا رازی جیسے شہرہ آفاق اسلامی حکیموں کی تصنیفوں سے بہترین طبی معلومات کا بہت بڑا ذخیرہ اپنے پاس جمع کر لیا۔ نیز اس چھوٹی سی عمر میں تشخیص امراض اور علاج معالجہ میں اسے ایسی مہارت حاصل ہو گئی تھی کہ دور دراز ملکوں اور بادشاہوں کے درباروں تک اس کی شہرت پہنچ گئی اور چاروں طرف اس کی مہارت اور کمالات کے ڈنکے بجنے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اطراف و اکناف سے نہ صرف طلباء بلکہ اس دور کے اچھے اچھے کامل اطباء بھی بغرض تحصیل فن اور اکتساب فیض یہاں آتے اور اس نوجوان نوعمر منطقی طبیب کے حلقہ تلامذہ میں شریک ہوتے تھے[2]

عہدہ طبابت اور دربار کے تعلقات

دنیا میں قابل اور بڑے لوگوں کی کمی نہیں ہے ہر فن کے امام گزرے ہیں۔ ایسے بھی گذر چکے ہیں جن کو ہر حیثیت سے ابن سینا پر تفوق حاصل تھا اور جن کے فنی خصوصیات اور علمی کمالات نے ابن سینا کے علم و فضل کی شاطگی کی ہے لیکن متقدمین متاخرین اور خود اس کے معاصرین میں ہمیں کسی ایسے عالم یا فلسفی یا طبیب کا پتہ نہیں چلتا جس کو اس کی زندگی میں قبول خاص و عام کا شرف حاصل ہوا ہو۔

سولہ سال کی قلیل عمر میں شیخ الشیوخ بن گیا ہو بڑے بڑے عالم اس کی شاگردی کو اپنے لئے موجب فخر و مباہات سمجھتے ہوں۔

ہوسکتا ہے کہ بعض خصوصیات میں ابن سینا ذکریا رازی اور اپنے معاصر بیرونی[1] سے ایک روایت کے مطابق کمتر درجہ رکھتا ہو۔ لیکن وہ مقبولیت دوام جو ابن سینا کو خود اس کی زندگی میں نصیب ہوئی اور اب تک باقی ہے کسی کو حاصل نہ ہوسکی اس کی شہرت عظمت اور قابلیت کا اندازہ اس سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ عام لوگوں سے گزر کر اس کے تذکرے شاہی درباروں میں ہونے لگے تھے چنانچہ اس کی عمر کے سولہ سال ابھی پورے بھی نہیں ہوئے تھے کہ اس کو نوح بن منصور کے علاج کے لئے دربار میں مدعو کیا گیا نوح کوئی معمولی بادشاہ نہیں تھا۔ اس زمانے کی تمام خود مختار اسلامی حکومتوں میں سب سے زیادہ وسیع خطہ ایران پر اس کی حکومت تھی یہ بڑا علم دوست اور علم پرور بادشاہ تھا اس کے دربار میں جیسا کہ ہم نے پہلے باب میں بیان کیا ہے بڑے بڑے شعرا ادبا انشا پرداز فلسفی اور طبیب موجود تھے[2]

بادشاہ بیمار ہوا تو درباری وغیر درباری تمام طبیبوں نے انتہائی دلچسپی سے علاج کیا مگر وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوسکے چونکہ اس وقت ابن سینا کی شہرت چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی لہٰذا ابن سینا کو مدعو کیا گیا اور اس نے باہمی مشورہ سے علاج شروع کیا۔ یہ نہیں بتایا جاسکا کہ نوح کا مرض کیا تھا صرف اس قدر معلوم ہے کہ وہ نہایت پیچیدہ مرض تھا جس کے علاج سے بڑے بڑے تجربہ کار اطبا عاجز آگئے تھے

ایسے مشکل اور خطرناک مرض کا علاج کمسن ابن سینا کے سپرد کیا گیا اور اس نوجوان زیرک طبع حکیم نے اپنی احتیاط دور اندیشی اور بلیغ جدوجہد سے علاج میں کامیابی حاصل کرلی اور بالآخر بادشاہ تندرست ہوگیا[3]

ابن سینا کی زندگی میں یہ پہلا واقعہ تھا جس کی بدولت شاہی دربار سے وابستہ ہونے میں اسے کامیابی ہوگئی۔ نوح بن منصور نے اسے اپنے دربار میں ممتاز عہدہ عطا کیا۔ اور بے بہا انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا اس درباری تعلق اور اعزاز کی وجہ سے اس کی شہرت میں چار چاند لگ گئے اور ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ بادشاہ نے اپنے خاندانی نادر اور بے نظیر کتب خانہ کی کنجیاں ابن سینا کے حوالہ کردیں[4]

یہ کتب خانہ بہت سی حیثیتوں کے لحاظ سے بے مثل خیال کیا جاتا تھا علامہ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ اس عدیم المثال کتب خانہ میں ہر علم و فن کی کتابیں تھیں اور ان میں سب سی ایسی تھیں جن کا پتہ ان کتب خانوں کے سوا کہیں نہیں مل سکتا تھا۔ ابن سینا نے اس کتب خانہ کی صورت یوں بیان کی ہے کہ ایک بہت بڑا مکان ہے جس میں بہت سے کمرے ہیں۔ ہر کمرے میں صندوق صندوق ہیں جن میں کتابیں اوپر تلے رکھی ہوئی ہیں، ہر فن کے لئے جدا جدا کمرے ہیں[5]

---

[1] آثار الکرام [2] آثار الکرام

[3] تاریخ الحکماء

[4] یہ کتب خانہ نوح بن نصر سامانی کا قائم کردہ تھا (آثار الکرام) [5] ابن خلکان تذکرہ ابن سینا

غرض علم وفن کے شیدائی نے اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور اس نعمت غیر مترقبہ سے اس قدر مستفید ہوا کہ اس کے بعد مزید تحصیل علم سے بے نیاز ہو گیا ابن سینا اپنے حال میں لکھتا ہے کہ فلسفہ وغیرہ کی کتابیں میں نے یہاں دیکھیں وہ نہ کہیں دیکھنے میں آئیں اور نہ اوروں نے ان کو دیکھا ہو گا سرکاری کتابوں میں سے ایک ایک نسخہ اس نے اپنے کتب خانہ میں منتقل کیا اور جن کتابوں کا صرف ایک نسخہ تھا اس کی نقل لے کر اپنے کتب خانہ میں رکھا۔ اسی زمانہ میں اتفاقاً اس کتب خانہ میں آگ لگ گئی۔ آگ کس طرح لگی اور کس نے لگائی اس بارے میں تمام مورخین ساکت ہیں لیکن ابن سینا کی بڑھتی ہوئی شہرت اور ناموری سے جلنے اور اس پر حسد کرنے والوں نے اس کی بے جا تہمت ابن سینا پر لگا دی یہ عجب بات ہے کہ دنیا بالاتفاق کسی سے خوش نہیں رہی اہل علم اور صاحب کمال لوگوں کے بارے میں دنیا والے ہمیشہ مختلف الرائے رہے ہیں جہاں کسی میں کچھ خوبیاں ہوں اور بعض لوگ تعریف کرنے لگیں تو ساتھ ہی ساتھ خواہ مخواہ برائیاں بیان کرنے والے بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ مقدس اولیاء، انبیاء کرام اور دیگر برگزیدہ ہستیاں بھی جب ایک وقت ساری مخلوق کو اپنی موافق اور ہمنوا نہ بنا سکیں اور ایک کثیر التعداد مخلوق اب تک ان کی مخالف اور دشمن ہے تو بے چارہ ابن سینا کس طرح اپنے دشمنوں اور حاسدوں کی نکتہ چینی اور الزاموں سے محفوظ رہ سکتا تھا۔ اس کے دشمنوں نے اس واقعہ سے فائدہ اٹھایا ابن سینا کو بدنام کرنے اور بادشاہ منصور کی نظروں میں اس کی روز افزوں وقعت اور عظمت کو گھٹانے کے لئے یہ مشہور کر دیا کہ آگ ابن سینا نے لگائی ہے تاکہ ان نایاب اور قیمتی کتابوں کے جل جانے کے بعد علوم وفنون کے ان بیش بہا خزانوں کو جو اس نے اس کتب خانہ سے حاصل کئے ہیں لوگوں کے سامنے یہ کہہ کر پیش کر سکے اور اپنی بڑائی جتا سکے کہ یہ تمام چیزیں خود اس کی ایجاد ہیں کسی اور سے اس نے بالکل نہیں سیکھا یہ کوئی نئی بات نہیں اس سے پہلے علم طب کے موجد نامور فلسفی بقراط پر بھی اسی قسم کی تہمتیں اور بہتان تراشے گئے تھے پھر یہ خبریں بادشاہ تک پہنچائی گئیں لیکن زیرک طبع اور انصاف پسند بادشاہ کے پاس ان بے [illegible] خبروں [illegible] کم ہونے کے بجائے اور زیادہ بڑھ گئی[1]

جب تک ابن سینا سلطان بخارا کے دربار سے وابستہ رہا مطالعہ کتب اور تدریس و تعلیم کے اچھے مواقع سے تشنگان علم کی پیاس بجھانے اور خود اپنے دل و دماغ کو باران علم سے سیراب کرنے کے سوا اور کوئی کام نہیں تھا اسی زمانہ میں اس نے اب تک اپنی تمام معلومات پر نظر ثانی کی اور اس کے لئے کامل ڈیڑھ سال کی مدت صرف کی اس عرصہ میں اس کا بیان ہے کہ سوائے کتب بینی کے اس نے کوئی کام نہیں کیا۔ تمام دن اور رات کا بیشتر حصہ پڑھنے میں ہی گذرتا تھا اس طرح وہ اٹھارہ سال کی عمر کے اندر اندر صرف و نحو فقہ حدیث تفسیر فلسفہ منطق، ریاضیات وغیرہ تمام مروجہ علوم سے فارغ ہو گیا اس کے بعد پھر کبھی اس نے نہ تو کسی نئی چیز کی تحصیل کی اور نہ ہی اس کا موقعہ ملا اس کے علم و فضل کا سرمایہ جو کچھ ہے وہ وہی جو اس نے اس قلیل ترین مدت میں حاصل کر لیا تھا[2]

اس کے گھر میں شاگردوں کی ایک کثیر جماعت ہمیشہ رہتی تھی اور بے حد دلچسپی اور شوق کے ساتھ تعلیم دیتا تھا تدریس کے لئے دن اور رات کی کوئی قید نہیں تھی۔ بلکہ جہاں کہیں اور جب کہیں موقعہ ملتا یہ دلچسپ مشغلہ فوراً شروع کر دیا جاتا خصوصاً راتوں میں یہ مصروفیت بہت دیر تک جاری رہتی تھی، ابھی اس کی عمر اکیس برس ہی کی تھی کہ اپنے تلامذہ اور بعض ہم محلہ لوگوں کی فرمائش پر اس نے مختلف علوم میں تصانیف کا سلسلہ شروع کر دیا[3]

---

[1] ابن خلکان تذکرہ ابن سینا
[2] عیون الانبا حصہ دوم
[3] عیون الانبا حصہ دوم

"قانون" کی خصوصیات اور اسکے متعلق مستشرقین کے

آرا و خیالات

مستشرق ڈی بور نے لکھا ہے کہ "یورپ میں ابن سینا کو ساحر (جادوگر) سمجھا جاتا تھا" جب ہم ابن سینا کے حالات کا مطالعہ اور اس کی فلسفیانہ اور طبی تصانیف کا جائزہ لیتے ہیں بالخصوص جب ہم اس کی شہرہ آفاق طبی تصنیف "القانون فی الطب" کو پڑھتے اور اس کے متعلق علمائے مشرق و مغرب کے تاثرات کو معلوم کرتے ہیں تو مستشرق مذکور کے قول کی تصدیق میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔

چونکہ اس مقالہ کا موضوع دراصل ابن سینا کی سوانح بیان کرنا اور اس کے آرا و نظریات پر بحث جزوی اور ضمنی حیثیت رکھتی تھی اس لئے زیادہ دن ابن سینا کی دوسری خصوصیات اور اہم حالات کو بتانے اور بیان کرنے میں صرف ہو گئے اور اب مقالہ کی مدت قریب الختم ہونے کی وجہ سے اتنا وقت نہیں ہے کہ ابن سینا کے طبی آرا و نظریات اور اس کی کتاب "قانون" پر تفصیلی بحث اور مکمل تبصرہ پیش کیا جا سکے لہٰذا اس سلسلے میں ایک مختصر سا بیان لکھ کر مقالہ کی اس آخری کڑی کو پورا کیا جائے گا تاکہ یہ تذکرہ ابن سینا کی تمام خصوصیات (نامکمل ہی کیوں نہ ہوں) پر حاوی رہے۔

تیسری اور چوتھی صدی ہجری کا زمانہ تاریخ اسلام میں نہایت شاندار سمجھا گیا ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جس میں دور تراجم ختم ہو گیا تھا اور مسلمان نقالی اور تقلید یونان سے گذر کر تمدن کی اس اونچی منزل پر پہنچ گئے تھے کہ اب خود ان کے اندر سے ایسے افراد ظہور پذیر ہونے لگے تھے جو بجائے خود ارسطو اور افلاطون کہلانے کے مستحق تھے۔ دوسرے تمام علوم و فنون کو چھوڑ کر صرف طبی ترقیوں کے لحاظ سے جب غور کیا جائے تو بلا مبالغہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس دور میں فن طب نے جس قدر ترقی کی اور عروج پر پہنچا مسلمانوں نے اس میں جتنی وسعت پیدا کی اور تحقیقات و اکتشافات کے دریا بہائے اس سے ماقبل و مابعد کے زمانے خالی نظر آتے ہیں۔ اس دور میں اس علمی بیداری کے سردار مشرقی ممالک میں زکریا رازی اور علی بن عباس مجوسی اور مغرب (اندلس) میں ابن جلجل، ابن الجزار اور ابوالقاسم قرطبی جیسے مشہور اطباء تھے۔ زکریا رازی کی "حاوی کبیر" اور "المنصوری" اور علی بن عباس مجوسی کی کتاب "کامل الصناعۃ" یہ ایسے شاہکار ہیں جو یورپ کی طبی ترقیوں میں کافی دخل رکھتے ہیں اور اب تک قلمی اور مطبوعہ صورت میں مغربی کتب خانوں میں موجود ہیں چوتھی صدی سے چھٹی صدی کے درمیان ابن جزلہ، ابن بطلان، اور ابن التلمید جیسی ہستیاں پیدا ہوئیں۔

لیکن ان سب میں صرف ایک نام ایسا ہے جو اپنی خصوصیات اور فضیلتوں کے اعتبار سے ان سب پر چھایا ہوا ہے اور وہ بہت ہی معروف "ابن سینا" ہے گویا ابن سینا درحقیقت خاتم الاطباء اور اپنے دور میں طبی ترقیوں کا منتہی ہے اس کی کتاب "قانون" ایک ایسا انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں علم طب کے انتہائی معلومات ایجادات اور اکتشافات پر حاوی ہے جو اس کے زمانے تک یونان اور عرب کے اطباء نے پیدا کئے تھے اس کے علاوہ اس میں ایسی ہی چیزیں بھی ملتی ہیں جن سے متقدمین بالکل ناواقف تھے اور جن کے متعلق بلا خوف تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی ایجاد و اختراع کا سہرہ ابن سینا ہی کے سر ہے۔ قانون میں ہر مسئلے و ہر نظریہ کے متعلق جس قدر تفصیلی معلومات درج ہیں طب یونانی کی کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتے۔ ایک عجیب بات یہ ہے کہ ابن سینا کو فراغت خاطر اور سکون کے ساتھ تصنیف و تالیف کا کبھی موقعہ نصیب نہیں ہوا۔ تاریخ گواہ ہے کہ وہ کبھی قلمدان وزارت سنبھالتا اور پُر آشوب زمانہ میں جملہ انتظامات ملک میں مصروف رہتا تھا اور کبھی ناگزیر حالات کے تحت آفاق گردی اور مختلف شہروں کی خاک چھانتا پھرتا تھا۔ ظاہر ہے کہ ان حالات کی موجودگی میں

کوئی یادگار عظیم اور کارآمد تصنیف بہت مشکل ہے مگر ابن سینا کی دماغی قوت کا ہمیں اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ایسے مضطرب حالات میں بھی اس نے جو کچھ لکھا وہ آج بھی اپنی اپنی حیثیت سے لاجواب سمجھا جاتا ہے اس کی متعدد تصانیف اس قدر مقبول ہوئیں کہ ہر زمانہ میں داخل نصاب رہیں۔ طب قدیم کی ممتاز اور بہترین کتاب "قانون" بھی ابن سینا کی اسی پریشان حالی اور بے اطمنانی کے زمانہ میں لکھی گئی تھی جبکہ وہ حرمان رہے اور ہمدان کے مسلسل سفروں میں مصروف تھا اس کے باوجود قانون کی، مقبولیت اور شہرت کا یہ عالم ہے کہ مرتب ہوتے ہی مقبول خاص و عام ہوگئی۔

قانون کے مقابلہ میں ذکریا رازی کی کتاب "حاوی کبیر" اور علی بن عباس مجوسی کی کتاب "کامل الصناعۃ" پیش کی جا سکتی ہے خود ابن سینا کو بھی اس بات کا اندیشہ تھا کہ "حاوی کبیر" قانون کی مقبولیت میں رکاوٹ پیدا کر سکتی ہے۔ ابن سینا نے اپنی کتابوں میں مسائل پر بحث کے دوران میں اکثر مقامات پر جالینوس اور رازی کی مذمت اور حقارت بیان کی ہے اور ان کے مقابلہ میں ہمیشہ ارسطو کو قابل سند مانا اور اس کی بات کو قابل ترجیح قرار دیا ہے۔ یہ محض ابن سینا کے اس اندیشہ کی وجہ سے تھا کہ مستقبل میں فن طب کی سرداری کے بجائے اس کے کہیں ان دونوں میں سے کوئی ایک مستحق نہ ہو جائے۔ فی الحقیقت اگر اس بارے میں فیصلہ کو ابن سینا کی ذاتی عظمت اور بڑھائی سے متاثر نہ کیا جائے تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ حاوی کبیر بعض امتیازات کی بنا پر ابن سینا کے قانون سے زیادہ مفید اور کارآمد ہے لیکن صاحب "کامل الصناعۃ" کی تصریح کے مطابق اس کی ترتیب کا نقص اور پیچیدگی اس کی مقبولیت میں سب سے بڑی رکاوٹ ثابت ہوئی۔

دوسری کتاب "کامل الصناعۃ" کے متعلق مشہور ہے کہ جب خود ابن سینا نے اس کتاب کو دیکھا تو کہا کہ اگر میں اس کتاب کو پہلے دیکھ لیتا تو پھر قانون کی تصنیف کی ضرورت ہی نہ سمجھتا[1] تاہم قانون کو جو مقبولیت نصیب ہوئی وہ حاوی اور کامل الصناعۃ کو حاصل ہوئی [illegible] طب قدیم کی کسی دوسری کتاب کو [illegible] اس کی سینکڑوں تعلیمی ملک کے طول و عرض میں [illegible] اساتذہ علم نے دوسری تمام کتابوں کا مطالعہ چھوڑ دیا [illegible] کامل الصناعۃ کو نکال کر رجوع اس وقت تک کہ [illegible] تھی) قانون کی درس و تدریس شروع کر دی اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد اس کے مختصرات اور شروح مرتب ہو گئے قانون کے سوا طب یونانی کی کوئی ایسی کتاب نہیں جو اتنی مقبولیت حاصل کی ہو اور اس کی اتنی شرحیں لکھی گئی ہوں۔ اگرچہ قانون کی اکثر شرحیں نابید ہو چکی ہیں پھر بھی علامہ علاؤالدین قریشی کی شرح حیات محمود آملی اور علی جیلانی کی شرح کلیات سے معرف موجود بلکہ چھپ بھی چکی ہے اس کے علاوہ قطب الدین شیرازی ملا سدید کازرونی اور محمود بن مسعود کی شرح بھی مکمل اور ناقص دونوں صورتوں میں یورپ اور ایشیا کے کتب خانوں میں موجود ہیں[2]

جب ایک بار اس ضخیم کتاب کا خلاصہ کر لیا گیا تو اس کے بعد لوگ اکثر ان ملخصات کے مطالعہ اور شرح در شرح کرنے میں مصروف ہوگئے۔ چنانچہ قریشی نے "موجز القانون" مرتب کی تو ملا نفیس بن عوض کرمانی شیخ سدیدالدین گازرونی اور فاضل جمال الدین اقصرائی جیسے اجلہ اطبا نے موجز اور قانونچہ جیسی کے بے شمار شرحیں لکھ ڈالیں۔ غرض مشرق میں قانون کی عظمت اور شہرت کی انتہا یہ ہے کہ آج بھی طبی درسگاہوں کے نصاب میں شامل ہے۔

مشرق والوں نے قانون کی جو عزت کی اور اس سے [illegible] استفادہ کیا اس کا ایک سرسری خاکہ پیش کر دیا گیا۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ممالک مغرب یعنی یورپ میں اس کی کیا قدر و منزلت ہوئی اور باشندگان یورپ نے اس سے کس قدر استفادہ کیا۔ قانون اور ابن سینا کی دیگر طبی و غیر طبی کتابوں نے یورپ کے افکار و آراء پر کیا گہرا اثر ڈالا ہے اس کا تذکرہ تفصیلی طور پر تیسرے باب میں کیا جائے گا یہاں صرف قانون کے [illegible]

---

[1] مقدمہ کتاب الکلیات از قریشی

[2] مقدمہ کتاب الکلیات و دیگر فہرست کتب خانہ [illegible]

Abu Alial Husan Ibn Sina Knowa universsally to the west as (Avicenna (980-1037) was one of the greatest — Scholars of the Islamic world, though less remarkble as a physician than as a 'philosophy and physicist. Nevertheless his influence on European medicine has been overhelining. Ibn Sina concenterahed the legecy of Greek medical knowledge with the addition of the Arabs contribution in his gigantic canon of Medicine (al, Qanoon fil-Tib) which is the cumination and masterpiece of Arabic systematization. This medical encyclopeadia deals with drugs disease affecting all parts of body from the hand to the feet special pathalogy and pharmacopocia. The book was translated into Latin by Gerard of cremone in the 12th celuary and his version exists in innumerable manuscripts. The demand for it may be gleaned from the fact that in

مستشرقین کے بعض اقوال وآرا درج کیے جاتے ہیں پھر اس کے بعد ہم اپنے طور پر قانون کے علوم اس کی خوبیوں، اور مکز ویلیوں پر روشنی ڈالیں گے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے ڈاکٹر میکس مئرھاف کی تصدیق پیش کی جاتی ہے۔ موصوف نے "عربی طب اور مغرب کے قرون وسطیٰ پر اس کے اثرات" کے نام سے ایک طویل مضمون لکھا ہے جس میں انہوں نے ابن سینا کے بیان کے ذیل میں اپنے خیالات ان الفاظ میں ادا کئے ہیں۔

ابوعلی حسین ابن سینا اس (ولادت ۹۸۰ء وفات ۱۰۳۷ء) جو مغرب میں عام طور پر اوی سینا کے نام سے مشہور ہے اسلامی دنیا کا بہت بڑا حکیم مانا گیا ہے اگرچہ اس کی شہرت طبیب سے زیادہ حکیم و عالم طبعیات ہونے کی حیثیت سے ہے لیکن اس کے باوصف یورپی طب پر اس کا زبردست اثر پڑا ہے۔ ابن سینا نے طب یونانی کے عطیہ میں عربی مدآت کے اضافہ کو جمع کرکے اپنی معرکۃ الآرا کتاب "القانون فی الطب" میں پیش کی جو درحقیقت اسلامی تدوین کی معراج اور شاہکار سمجھی جاتی ہے اس طبی مقالہ میں علم طب ادویہ سر سے پاؤں تک تمام اعضاء کی بیماریاں خاص امراض اور دوا سازی پر اصولی بحث کی گئی ہے آگے چل کر لکھا ہے کہ جیرارڈ کریمونی نے لاطینی میں اس کا ترجمہ بارھویں صدی میں کیا اور یہی نسخہ متعدد مخطوطوں کی صورت میں موجود ہے۔ اس کی مانگ کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ پندرھویں صدی آخری کے تین دھوں میں بھی یہ کتاب سولہ مرتبہ شائع ہوئی۔ پندرہ نسخے لاطینی میں اور ایک عبرانی میں اور پھر سولھویں صدی میں یہ بیس سے زائد مرتبہ طبع و شائع ہوئی۔ کتاب کے ایسے حصے جو جز جز علیحدہ شائع ہوئے وہ اس کے علاوہ تھے۔

لاطینی عبرانی اور مقامی زبانوں میں اس کی جو شرحیں لکھی گئیں اور جو مطبوعہ اور قلمی دونوں شکلوں میں موجود ہیں۔ ان کی تو کوئی حد و انتہا نہیں۔

اصل کتاب تو سترھویں صدی کے نصف آخر تک بھی چھپی اور پڑھی جاتی رہی۔ غالباً طب

رکھی ہوئی کسی کتاب کا
اتنا مطالعہ آج تک
نہیں کیا گیا اور مشرق
میں آج بھی یہ کتاب ترکیب
درس اداری ہے۔

The last thirty
years of the
15th century
was issud
sixteen times
fifteen edition
being in Latin
and one in
Hebrew,
and that it was
re-issued more
than twenty
times during
the sixteen
century. These
figures do not
include edition
of parts of the
work.
commentries
on it in Latin,
Hebrew, and
the vernaculars
both in manus-
cript and print
are without
number, and
the book
continued to
be printed
and read info
the second

half of the
seventeenth
century.
probably on
medical work
ever written
has been so much
studied and it is
still in current
use in the Orient.

یہ قول اس قدر جامع ہے اور قانون کی یورپ
میں اشاعت کو ایسا حاوی ہے کہ مزید تائید کے لئے کسی
دوسرے قول کو پیش کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ صدیوں تک یورپ کے طلبا اور اطبا
قانون کے مطالعہ میں مصروف تھے۔ اس کے علاوہ بقول
ڈاکٹر لیسان ایک طویل زمانے تک مانٹ پلیر اور لودین جیسی
بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں یہ کتاب داخل نصاب رہی اور اسی
کی بنیادوں پر طب جدید کی عالی شان عمارت تیار کی گئی۔
اسی بنا پر ڈاکٹر ولیم آسلر نے کہا ہے کہ:۔

It has remaind a
medical Bible
for a long period
than any other
work.

وہ بہ نسبت کسی اور
تصنیف کے زیادہ
مدت تک طبی بائبل
بنی رہی [1]

یہ استشہادات اور بیانات قانون کو بہتر ثابت کرنے
کے لئے بہت کافی ہیں حقیقت یہ ہے کہ قانون یونانی اور
عربی علوم کا لب لباب ہے یہ قوانین کا مجموعہ ہے جس میں
ہر ایک کے ثبوت کے لئے واقعات اور شاہدات کا ایک
سلسلہ ملتا ہے اس کے اصول ایسے مستحکم ہیں کہ مرور زمانہ
سے اس میں کسی قسم کا تزلزل اور انقلاب نہیں آیا آج بھی

---

[1] اولیوشن آف ماڈرن سائنس صفحہ (۶۸)

ان کے نظریات ویسے ہی اٹل ہیں جیسے پہلے تھے۔ موجودہ طب انہی کے اساس پر بنائی گئی ہے اور موجودہ نظریات تمام کے تمام وہی ہیں یا ان ہی نظریات سے ماخوذ ہیں جو اس کتاب میں بیان کئے گئے ہیں۔ خود بعض ڈاکٹروں نے اس کا اعتراف کیا ہے۔

اس میں دوران خون قلب اور نبض سے مفصل بحث کی گئی ہے اور بتایا ہے کہ نبض کس طرح قلب کے حالات دریافت کرنے کا بہترین ذریعہ ہے اور کس طرح اغراض نفسانی مثلاً بیداری نفسانی اضطراب اور رنج و یاس اس پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ نظام بول کے سلسلے میں ابن سینا نے بتایا ہے کہ پیشاب میں کمی زیادتی کے کیا اسباب ہیں اور صحیح کیمیائی پیشاب امراض کی تشخیص میں کس لئے ضروری ہے اور وہ کیا چیزیں ہیں جو ایک طبیب کو مریض کے قارورہ سے معلوم ہوسکتی ہیں یا معلوم کی جانی چاہئیں مثلاً قارورہ کا رنگ رسوب اور ان تمام کی قسمیں یہ وہ چیزیں ہیں جو طب جدید میں بعینہ پائی جاتی ہیں۔ "قانون" میں صحت کے فلسفہ پر کافی بحث کی گئی ہے اس میں صحت کا ایک مکمل پروگرام ملتا ہے یعنی یہ بتایا گیا ہے کہ آدمی کو اس کی عمر کے مختلف زمانوں میں کس قدر اور کتنی دیر سونا چاہیئے پھر پیٹ اور پیٹھ کے بل سونے میں کیا کیا فوائد مضمر ہیں۔

مشرق میں مصنفات ابن سینا کی نشر و اشاعت

یوں تو مسلمانوں میں بے شمار فلاسفہ اور اطباء گذرے ہیں مگر ان میں دو فلسفی سب سے مشہور اور نیک نام ہوئے۔ ایک ابن سینا دوسرا ابن رشد۔ ابن سینا نے مشرق پر غلبہ حاصل کیا اور ابن رشد نے مغرب پر۔ جس زمانے میں علمائے مغرب (اندلس) ابن رشد کی شرح و تفسیر میں مشغول تھے عین اسی زمانہ میں ابن سینا مشرق کی علمی انجمنوں کے صدر نشین اور رہنما کی حیثیت رکھتا تھا۔ مشرق میں ابن سینا فلسفہ کا معلم ثانی اور شیخ الرئیس مشہور ہے اس کی قدر و منزلت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اس کی کتابیں کثرت سے پڑھی پڑھائی جاتی ہیں۔ اس کے حالات زندگی عام طور پر زبان زد ہیں۔ علماء نے اس کی کتابوں کی بکثرت شرحیں لکھیں۔ اس کا خود اپنا ایک اسکول تھا جو ان کے کلام کو ترقی سے کسی طرح فروتر نہ سمجھتا تھا۔ محقق نصیر الدین طوسی نے ابن سینا کی کتابوں کی خاص خدمات انجام دی۔ امام فخر الدین رازی کے مقابلہ میں ابن سینا کی طرف سے دفاع کیا اور ان کے اعتراضات کے ترکی بہ ترکی جوابات دیئے اور ابن سینا کے فلسفہ کو تمام دنیا میں مشہور کردیا[1]

مسلمانوں میں ابن سینا کی شہرت کی یہ حالت تھی کہ جب غزالی نے فلسفہ کی طرف توجہ کی ہے تو مجبوراً اس کو ابن سینا کی کتابیں پڑھنا پڑیں اگرچہ فارابی نے فلسفہ اور طب میں ابن سینا کی بڑی رہبری کی۔ اس کے اثرات ابن سینا کے فلسفیانہ نظریات میں بدرجہ اتم موجود ہیں اور اسی بنا پر بعض لوگوں کے خیال میں فارابی ابن سینا سے زیادہ فلسفہ کا واقف کار تھا لیکن جو شہرت اور قدر و منزلت ابن سینا کو حاصل ہے فارابی کو کبھی نصیب نہ ہوئی اور سینائی آفتاب علم کے سامنے فارابی کو ٹمٹماتے ہوئے چراغ سے زیادہ اہمیت نہیں دی گئی کیونکہ فارابی کی کتابیں قریب قریب معدوم ہوگئی تھیں اور اس وقت ابن سینا جامعیت اور اپنے خاص انداز کی وجہ سے علمی طبقہ میں شہرت حاصل کرچکا تھا[2]

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ابن سینا کی شہرت اور مقبولیت میں طوسی کا خاص حصہ ہے۔ طوسی ہلاکو خاں کے دربار میں عہدہ وزارت پر ممتاز تھا۔ نہ صرف اپنے عہد کا مشہور فلسفی اور مہندس تھا بلکہ طلباء کا حلقہ ہمیشہ اس کے گرد رہتا اس کے تلامذہ میں قطب الدین رازی بہت مشہور ہوئے بغداد جو علوم و فنون کا مرکز تھا ہلاکو کے ہاتھوں برباد ہوا تو علم و فن نے تاتاریوں کے دامن میں پناہ پائی۔ چنانچہ طوسی کے حلقہ درس نے بتدریج کافی وسعت اختیار کرلی، ترکستان و ایران میں قطب الدین رازی، سعد الدین تفتازانی اور سید شریف جرجانی وغیرہ کے ذریعہ علم کا چرچا پھیل گیا۔ ان علماء کے بعد میر باقر داماد اور جلال الدین دوانی نے شہرت حاصل کی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ ایران کے تمدن کے ساتھ ساتھ ہندوستان بھی اسی سلسلہ

---

[1] الغزالی شبلی نعمانی مقدمہ ... اور طوسی کے دور
[2] ابن رشد، محمد یونس انصاری

زیر اثر آگیا۔ ہندوستان میں فتح اللہ شیرازی نے سب سے پہلے دوانی کے قدیمہ و جدیدہ اور طوسی کے شرح اشارات (ابن سینا کی کتاب کا نام) وغیرہ سے یہاں کے علماء کو روشناس کرایا[۱]

غرض ابن سینا کو مشرق میں جو شہرت حاصل ہوئی اس کے زیادہ تر باعث طوسی اور اسی کے تلامذہ ہیں جن کا حلقہ درس رفتہ رفتہ ایران و ہندوستان سے حدود شام تک وسیع ہو گیا تھا۔

نہ صرف فلسفہ میں بلکہ طبی دنیا میں بھی ابن سینا کو خاص امتیاز حاصل تھا۔ اطباء اسلام میں زکریا رازی اور علی بن مجوسی کی "حاوی اور کامل الصناعۃ" نہ دو ایسی کتابیں ہیں جو بعض خصوصیات کے لحاظ سے ابن سینا کی کتاب "قانون فی الطب" پر فضیلت رکھتی ہیں۔ خود ابن سینا بھی ان کتابوں کی اہمیت کا معترف تھا۔ اس کا خیال تھا کہ قانون لکھنے سے پیشتر اگر کامل الصناعۃ کی موجودگی کا علم ہو جاتا تو وہ قانون تصنیف نہ کرتا[۲] اس کے علاوہ ابن جزلہ، ابن بطلان اور ابن التلمیذ ہبۃ اللہ وغیرہ اجلہ اطباء کی بیکن باوجود ان عظیم الشان کارآمد کتابوں کی موجودگی کے قانون کو جو شہرت نصیب ہوئی طبی دنیا میں شاید ہی کسی کتاب کو نصیب ہوئی ہو۔ اسلامی دور میں طبی ترقیاں بھی تحقیقات و اکتشافات قانون پر ختم ہو گئیں۔ ابن سینا کے بعد آنے والے اطباء نے سوائے تقلید کے کوئی دوسرا نمایاں کام نہیں کیا اور نہ اپنی طرف سے کوئی جدت پیش کی۔ ان کی کوششوں کا منتہی قانون کی شرح اور مختصر و تلخیص کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ چند مشہور شارحین ابن سینا اور قانون کے اختصار نگاروں کے نام حسب ذیل ہیں[۳]

(۱) علاء الدین علی بن حزم القرشی المعروف بہ ابن النفیس متوفی ۶۸۷ھ یہ ابن سینا کے بعد مشہور عربی طبیب گذرا ہے دمشق میں ابن الدخوار سے تعلیم پائی تھی۔ اس نے قانون کے حصہ تشریح کی شرح لکھا سکے علاوہ قانون کا خلاصہ "موجز القانون" کے نام سے لکھا جو دو جلدوں میں ۱۲۴۴ھ میں کلکتہ میں چھپی ابن النفیس کے اس خلاصہ موجز کی اتنی شہرت اور قدر ہوئی کہ بعد آنے والے اطباء کی ایک کثیر جماعت نے اس خلاصہ کے خلاصے اور شرحیں کیں۔ چنانچہ سدید الدین کازرونی نے جو آٹھویں صدی کا طبیب ہے موجز القانون کی شرح لکھی جو کلکتہ میں ۱۸۳۲ء اور ۱۲۶۱ھ میں چھپی پھر محمد بن محمد الاقصرائی نے "حل الموجز" کے نام سے آٹھویں صدی میں اور نفیس ابن عوض کرمانی نے نویں صدی میں اس کی شرح لکھی جو ہندوستان میں محمد عبد الحلیم اور شیخ انور علی کے حاشیوں کے ساتھ دو مرتبہ شائع ہوئی[۴]

(۲) امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ

(۳) قطب الدین محمد بن مسعود الشیرازی متوفی ۷۱۰ھ

(۴) قطب الدین بن ابراہیم بن علی المصری متوفی ۶۱۸ھ

(۵) ابو الفرج یعقوب بن اسحٰق المعروف بابن القف الکرکی متوفی ۶۸۵ھ

(۶) یعقوب بن الغنائم المعروف بالموفق السامری متوفی ۶۸۱ھ

(۷) یعقوب بن ابی اسحاق الطبیب

(۸) محمد بن محمود آملی

(۹) داؤد الانطاکی المتوفی ۱۰۰۶ھ

(۱۰) نجم الدین محمد بن عبدان اللبقی المتوفی

(۱۱) فخر الدین الخجندی

یہ تو صرف قانون کے بعض شارحین اور مختصر نویسوں کے نام ہیں کتاب الشفاء، کتاب الاشارات اور ابن سینا کی دیگر تصنیفات کے شارحین کا تذکرہ ہم طوالت کے خوف سے چھوڑتے ہیں۔ اور تفصیلات میں گئے بغیر یہ کہہ دینا کافی سمجھتے ہیں کہ ابن سینا نہ صرف اپنے زمانہ میں بلکہ ہر دور میں اور ہر ملک میں نابغہ روزگار تسلیم کیا جاتا رہا۔ اگرچہ اہل مغرب نے کچھ دنوں سے ابن سینا اور تمام عربی تصانیف سے اپنی نظریں پھیر لی ہیں تاہم طب جدید کے ہر شعبہ و شاخ میں زبان حال سے اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ ابن سینا کے قانون ہی کی رہبری نے اسے ان منزلوں پر پہنچایا اور اب بھی بعض نظریات میں وہ بالکل ابن سینا ہی کے نقش قدم پر چل رہی ہے

---

[۱] ابن رشد از محمد یونس انصاری

[۲] مقدمہ کتاب الکلیات از قرشی

[۳] اکتفاء القنوع بما ہو مطبوع

[۴] اکتفاء القنوع از ادورڈ فانڈیک و کشف الظنون ص ۲۱۶

مشرق میں اس کی سیادت اب تک برقرار ہے۔ ایران اور بالخصوص ہندوستان میں آج بھی اسی کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔

یورپ میں ابن سینا کی قدر و منزلت

ابن سینا کی موت کے بعد یورپ میں اس کی کتنی قدر ہوئی اور اس کی تصانیف نے یورپ کی دماغی حالت میں کتنا انقلاب پیدا کیا۔ یہ ایک بہت بڑی داستان ہے جو عجیب تاریخی اور اصلاحی مواد کے علاوہ اپنے اندر نصیحت کے بیش بہا ذخائر رکھتی ہے۔ اس داستان سے ایک طرف تو اس سوسائٹی کی دماغی حالت کا اندازہ ہوتا ہے جو ایک عرصہ تک منازل تمدنی طے کرنے کے بعد انحطاط اور جمود کے تنگ و تاریک غاروں میں گر جاتی ہے اس کے تمام قویٰ دماغی شل اور بیکار ہو گئے ہیں اس کے افراد کی دماغی حالت بہت پست ہو گئی ہے مگر چونکہ شباب کا اثر ابھی پورے طور پر زائل نہیں ہوا ہے اس لئے بعض افراد کی قوت عزیمت اور قوت اجتہاد کے ذریعہ اس کی دماغی قوتیں ابھرنے اور حرکت کرنے کی کوشش کرتی ہیں لیکن سوسائٹی اپنی پست دماغی اور کورانہ تعصب کی وجہ سے اس حالت پہنچ گئی ہے کہ ان پر خاک ڈالتی ہے جن لوگوں کو ہوا دے کر ان کے شعلوں میں التہاب پیدا کر سکتی ہے اور نہ ان شعلوں کی دھیمی دھیمی آنچ سے جلب حرارت کر سکتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ مخفی طاقتیں بھی جواب دے بیٹھتی ہیں۔ چھٹی صدی ہجری میں بعینہ یہ حالت مسلمانوں پر طاری تھی۔ ان کے لباس کہن کے ایک ایک تار بوسیدہ تھے اور ان کی پست دماغی حالت اس درجہ تک پہنچ گئی تھی کہ امام غزالی اور ابن رشد کی اصلاحی تصنیفات سے وہ نفرت کرنے لگے تھے۔

لیکن دوسری طرف ایک اور سوسائٹی کا مرقع پیش نظر ہوتا ہے جس کی پست دماغی اور اخلاقی حالت گو انتہائے زوال کو پہنچ گئی ہے تاہم اس کے سینے کسب کمال اور جلب منافع کی تمناؤں سے معمور ہیں اور کسب و عمل کی خواہش ان کا فطرۃً معیار بنی ہوئی ہے۔ یہ قوم اٹھتی ہے تعصب و تقلید کے لباس کہن کو اتار دیتی ہے اور دوسری قوموں کے خزینہ معلومات کو ٹٹول کر اس میں جواہر ریزے تلاش کرنے لگتی ہے

مسلمانوں کی مغربی حکومت اندلس یورپ میں اسلامی علوم و فنون کی اشاعت کا سب سے بڑا واسطہ اور ذریعہ ہے اگرچہ مشرقی اسلام بھی یورپ پر اس اثر اندازی میں اندلس سے کچھ کم نہیں ہے۔ تاہم چونکہ سب سے بڑا راستہ جس کے ذریعہ اسلامی علم و حکمت کے خزانے یورپ کی سرزمین میں پہنچے وہ اندلس ہی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ کو ملانے کے لئے مختصر طور پر یہ بتا دیا جائے کہ اس زمانہ میں علم و فن کے لحاظ سے اندلس کی کیا حالت تھی اور اس سرزمین میں علوم کہاں سے پہنچے۔ کب پہنچے اور اہلیان اندلس نے اس میں کیا سرگرمیاں دکھائیں۔

اندلس میں علوم و فنون کی اشاعت تیسری صدی ہجری کے اواخر اور چوتھی صدی کی ابتدا میں ہوئی وہ اس بارے میں مشرق کا خوشہ چیں ہے چوتھی صدی ہجری کا زمانہ مشرق میں ذہنی اور دماغی ترقیوں اور علمی سرگرمیوں کے لحاظ سے انتہائی شباب اور عروج کا زمانہ ہے۔ یونانی کتابوں کے ترجموں کا دور ختم ہو چکا تھا تقلید سے گذر کر اب یہاں فارابی گویا ساری اور یہاں بیسیوں ہی ابن عباس مجوسی اور ابن ہیثم جیسے صاحب جمال و کمال ہستیاں موجود تھیں جن میں سے ہر ایک اپنے زمانے کا امام اور موجد کہلانے کا مستحق تھا اور ان کی تحقیقات و اکتشافات کی روشنی دور دور ملکوں تک پہنچ گئی تھی۔ اطراف و اکناف سے تشنگان علم و حکمت جوق در جوق یہاں آتے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے تھے۔ ان سے فیض اٹھانے والوں میں ہر قوم و ملت کے افراد شریک تھے چنانچہ اندلس کے باشندوں میں بھی اس سرچشمہ سے فیض یاب ہونے کا شوق پیدا ہوا اور سب سے پہلے سنہ ۳۲۳ھ میں احمد اور عمر درھانی تحصیل علم کی غرض سے بغداد آئے اسی طرح ایک اور فاضل محمد بن عبدون الجیلی نے بھی اس غرض سے سنہ [illegible] میں ممالک مشرقیہ کا سفر کیا اور ابو سلیمان ظاہر سجستانی بغدادی سے جو اس زمانہ میں سب سے بڑا عالم سمجھا جاتا تھا علم حاصل کیا ان لوگوں نے اپنے وطن واپس ہو کر یہاں علوم کی اشاعت کی اس کے بعد اندلس سے مشرق کی طرف تحصیل علم کی غرض سے آنے والوں میں ایک سلسلہ جماعت نظر آتی ہے

غرض اس طرح طب اور فلسفہ کی شعاعیں بغداد سے قرطبہ پہنچیں۔ اس وقت اندلس میں بنو امیہ کے ایک فرد عبد الرحمن کی اولاد زیر حکومت تھی۔ یہ خاندان بڑا ہنر پرور اور علم دوست تھا۔ اس خاندان کے بعض خلفاء نہ صرف علم دوست تھے بلکہ خود بھی علم و فضل کے لحاظ سے یگانہ روزگار تھے۔ اندلس کی اسلامی حکومت طب اور فلسفہ کی نشر و اشاعت میں بہت ممتاز مانی جاتی ہے ان ہی شاہان اندلس کی علمی دلچسپیوں کا نتیجہ ہے کہ وہاں ابن ماجہ، ابن طفیل، ابو العلاء بن زہر اور ابن رشد جیسے شہرہ آفاق طبیب اور فلسفی پیدا ہوئے۔ ان ہی کی شاگردی کا اثر ہے کہ آج یورپ آسمانِ ترقی پر پہنچا ہوا ہے۔

اندلس کے مسلمان حکمرانوں نے اندلس فتح کرنے کے بعد وہاں کے عیسائی اور یہودیوں کی دشمنی کو دوستی اور رواداری میں بدل دیا۔ مسلمانوں کے سلوک کی وجہ سے یہودیوں اور عیسائیوں کی قدیم دشمنی جاتی رہی وہ آپس میں شیر و شکر ہو گئے اور ایک دوسرے کو بھائی سمجھنے لگے مسلمانوں کے اس میل جول سے فائدہ یہ ہوا کہ عربی زبان کا دائرہ وسیع ہو گیا اور تمام قومیں عربی جاننے اور اسی میں شعر و شاعری کرنے اور عربی علوم و فنون سے اپنی ذہنی ترقی میں اضافہ کرنے لگیں غرض تمام قوموں میں ایک مشترک تمدن پیدا ہو گیا۔ قرطبہ کی مسجدیں ہزاروں لاکھوں طالب علموں سے بھری ہوتی تھیں یہاں فلسفہ اور سائنس کی تعلیم ہر قوم کے طلباء حاصل کرتے تھے قرطبہ اپنے علوم و فنون کالجوں اور یونیورسٹیوں کی بدولت یورپ میں مشہور تھا جہاں تحصیل علم کے لئے یورپ کے طلباء آتے اور یہاں سے علمی برکات اور فیوض سے متمتع ہو کر اپنے اپنے ملکوں کو واپس جاتے تھے

اسلامی فتوحات سے پہلے یہودیوں میں ایک طرح کا فلسفہ رائج تھا جس کو فلسفہ قبالہ کہتے ہیں۔ اس کی ماہیت یونانی فلسفہ سے بالکل مختلف تھی کیونکہ یونانی فلسفہ کی بنا عقل انسانی اور اس کے حاصل کردہ معلومات پر تھی لیکن یہودی فلاسفہ کے ذریعہ معلومات وحی، الہام اور مذہبی روایات تھے مسلمانوں نے یہودیوں میں ایک نئی روح پھونک دی چنانچہ دسویں صدی عیسوی میں بغداد کے قریب بمقام سورا فلسفہ کے ایک نئے کالج کی بنا ڈالی گئی اس نئے اسکول نے قدیم یہودی فلسفہ کے بجائے فلسفہ ارسطو کا درس دیا۔ ابن جبرول، موسیٰ بن میمون وغیرہ اس دور کے مشہور فلسفی ہیں۔

اس طرح مسلمانوں نے یہودیوں کے توہمات کو دور کر کے ان کے ذہنوں اور دماغوں کو علم کی روشنی سے منور کر دیا پھر ان ہی یہودیوں کی بدولت مسلمانوں کے علوم یورپ میں پھیلے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موحدین کے دور حکومت میں عربوں اور عیسائیوں کی فیصلہ کن جنگوں سے متاثر ہو کر بہت سے یہودیوں کے تعلیم یافتہ خاندان ترک وطن کر کے فرانس چلے گئے تھے۔ اور کچھ عیسائی ملکوں میں رہنے لگے۔ فرانس اور اسپین کے ان ظلمت کدوں میں ان یہودیوں نے آباد ہو کر علم و فن کی روشنی پھیلانا شروع کی۔

چنانچہ پراونس، سارا گوسا، بارسلونا اور ناربون مسیحی اسپین میں اور مانٹ پلیر لیونل اور مارسیلی فرانس میں ان یہودیوں کی وجہ سے علم و فن کے خاص مرکز بن گئے۔ دور اول کے مترجمین میں ابن طبون کا خاندان بہت مشہور ہے۔ یہ لوگ اندلس کے باشندے تھے اور لیونل میں آکر اقامت پذیر ہو گئے تھے۔ خاندان طبون کے علاوہ فریڈرک کے دربار میں جو یہودی علماء ترجمہ پر مامور تھے ان میں پراونس کا ایک یہودی یعقوب ربن ابی مریم بن ابی سمسون بہت نامور مترجم تھا۔ اس نے فریڈرک کے حکم سے تیرھویں صدی میں ابن رشد کی بہت سی کتابوں کے ترجمے کئے اس دور کے ترجموں کا طرز یہ تھا کہ ترجمہ لفظی کیا جاتا تھا اور اکثر جگہ عربی الفاظ بھی رکھے جاتے تھے چودھویں صدی میں عبرانی تراجم کے دور ثانی کا آغاز ہوا اس دور کے ترجمے دور اول کے ترجموں سے روانی سلاست اور فصاحت میں زیادہ ممتاز تھے

ان ہی یہودی علماء نے عربی بنیادوں پر آکسفورڈ میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جہاں راجر بیکن اور فرانسس بیکن جیسے فلاسفہ پیدا ہوئے یہ اسلامی علوم سے خاص دلچسپی رکھتے تھے ازمنہ متوسط میں جبکہ مسلمانوں کا آفتاب ترقی نصف النہار پر پہنچ چکا تھا اس وقت یورپ میں گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا سوائے جہالت کے ان کے پاس اور کوئی چیز نہیں تھی۔ تہذیب و تمدن سے وہ کوسوں دور اور تاریکی کی وبائے عام میں مبتلا تھے۔ مسیحیت کی جہالت نے فلسفہ کو تباہ کر دیا تھا مثلاً ایک عورت جو یونانی فلسفہ کی آخری معلم تھی اسکندریہ کے

...سائنس کے فرمان کے بموجب اس بنا پر قتل کر دی گئی کہ عیسائیت کے مقابلہ میں وہ ارسطو کے فلسفہ کی اشاعت کرتی تھی ہیپیشیا کو ایک عرصہ تک قید میں اذیت پہنچانے کے بعد جلا دیا۔ عیسائیوں کے نزدیک اس کا جرم یہ تھا کہ اس نے جسم انسانی میں دوران خون کا پتہ چلایا تھا حالانکہ یہ جرم بعد میں ہاروے نے بھی کیا تھا۔ اس ہولناک واقعہ کے بعد سے کچھ آپ سے آپ اور کچھ جاہل پادریوں کی متعصبانہ کارروائیوں کی بدولت فلسفہ کی تعلیم بالکل بند ہو گئی تھی مصر میں ۴۱۲ء میں یہ اعلان کر دیا گیا کہ جو شخص فلسفہ کی تعلیم میں مہنمک پایا جائے گا اس کو سخت سزا دی جائے گی ایتھنز میں بھی شاہی فرمان کے موجب فلسفہ کے تمام مدارس بند کر دئے گئے تھے ۵۱۹ء میں جسٹس نے فلسفہ کے مدارس بند کر دیئے اور تمام فلاسفہ کو شہر بدر کر دیا تو یہ اپنے مشغلے کو جاری رکھنے کے لئے جندی شاہ پور واقع ایران چلے آئے۔

یورپ کا یہ آسمان تھا اور یہ زمین اس حالت میں اگر کوئی قوم صداقت اور علم کی علمبردار تھی تو وہ عربوں کی قوم تھی۔ قرطبہ غرناطہ اور اشبیلیہ کی یونیورسٹیاں جو اندلس کے اسلامی دارالحکومتوں میں واقع تھیں براعظم یورپ کے طلباء کے لئے کھلی تھیں جہاں سے طلباء جوق در جوق فیض یاب ہو کر اپنے اپنے گھروں کو واپس جاتے اور عربوں کی علمی اور تمدنی عظمت کا جو چرچا اپنے ہم مذہبوں میں کرتے تھے۔ یورپ جس زمانہ میں مسلمانوں سے صلیبی لڑائیاں لڑ رہا تھا اس وقت یورپ مسلمانوں کو بے رحم اور خونخوار سمجھ کر خوف کرتا تھا۔ لیکن ان لڑائیوں کے دوران میں یورپ کے جتنے تعلقات بڑھتے جاتے تھے اسی قدر یورپ کی جہالت اور ناواقفیت کا پردہ چاک ہوتا جاتا تھا۔ چنانچہ جب ان کا گذر اسلامی ممالک میں ہوا تو مسلمانوں کی علمی اور تمدنی ترقیاں دیکھ کر اہل یورپ کی آنکھیں کھل گئیں اور وہاں سے واپس ہو کر مسلمانوں کے خوان کرم سے زلہ ربائی شروع کر دی۔

اس عہد کے ان ماہرین میں جو عربوں کے فضل و کمال کے خوشہ چیں تھے۔ پاپائے جربرٹ بہت مشہور شخص گذرا ہے جو اندلس کی تعلیم گاہوں کے علاوہ فرانس اور اسپین کے اسکولوں...

کے ملکوں میں یہودی علماء بھی کثرت سے آباد تھے جو عربی لٹریچر کی اشاعت میں خاطر خواہ حصہ لے رہے تھے یہ لوگ اسپین جا کر طب کی تعلیم حاصل کرتے تھے اور یورپ میں پیشہ طبابت کے سلسلہ میں ملازمت کرتے تھے اس وقت یورپ میں خواندہ اشخاص کی تعداد کم تھی اس لئے ان کی قدر بڑھنے لگی ان لوگوں نے سسلی سلرنو میں اسکول اور کالج بھی قائم کئے جہاں فلسفہ اور سائنس کی تعلیم دی جاتی تھی اس کے علاوہ مانٹ پلیر میں بھی ان کی ایک یونیورسٹی تھی۔ خود روم میں بھی متعدد یہودی اطباء مطب کھول رکھے تھے اور ایک مشہور یہودی طبیب ابی اسحاق پوپ انوسینٹ ہشتم کے دربار میں ملازم تھا[۵]

یہ یہودی علماء عربی فلسفہ کو عبرانی زبان میں پہلے ہی سے منتقل کر چکے تھے اب ان کی دیکھا دیکھی عیسائیوں کو بھی شوق ہوا چنانچہ پہلا شخص جس نے عربی سے لاطینی میں کتابوں کا ترجمہ کیا وہ کاسینو کا پادری قسطنطین تھا اس نے تمام مشرق کی سیاحت سے واپس ہو کر اس نے اپنی بقیہ زندگی مشرقی علوم و فنون کے ترجمے اور اشاعت کے لئے وقف کر دی سلرنو میں ۱۰۱۵ء سے قسطنطین افریقی نے ترجموں کا کام شروع کیا جو اس کی وفات ۱۰۸۷ء تک جاری رہا[۶] قسطنطین کے لاطینی ترجمے مسخ شدہ متعلق عربی اصطلاحوں کے غلط ترجموں سے پُر اور بعض مقامات پر ناقابل فہم ہیں غرض قرون وسطیٰ کے بربری لاطینی ادب کا صحیح نمونہ ہیں۔ ڈاکٹر میکس مئیرہاف نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ وہ ترجمہ کرنے کے بعد اصل کتابوں کو اپنے نام سے منسوب کر لیتا تھا اور مصنف کتاب کا نام بالکل حذف کر دیتا تھا چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

> قسطنطین ایک بے حیا سارق تھا اس لئے کہ
> عربی سے لاطینی میں ترجمہ کرکے اس نے کتابوں کو
> اپنے نام سے منسوب کیا (لی جے سی آف اسلام)

قسطنطین کے تراجم کے باعث رازی اور ابن سینا کی کتابوں سے اہل یورپ آشنا ہوئے[۷]

---

[۵] تاریخ فلاسفۃ الاسلام محمد لطفی جمعہ [۶] ابن رشد
[۷] ابن رشد از محمد یونس انصاری بحوالہ لی جے سی آف اسلام

قسطنطین نے عرب اساتذہ سے تعلیم پاکر سلرنو کے طبی مدرسہ کی بنیاد ڈالی جہاں ابن سینا اور رازی ہی کی کتابوں کے لاطینی ترجمے نصاب تعلیم میں داخل تھے پھر مانٹ پلیر پیرس لندن اور آکسفورڈ وغیرہ میں یہ کتابیں رائج ہوئیں۔[۱]

۱۱۳۰ء میں لاطینی طلبا طلیطلہ میں آنے لگے سب سے پہلا ممتاز یورپی عالم جو طلیطلہ آیا اس کا نام اڈے لارڈ باتھری تھا یہ ایک ریاضی داں منطقی تھا اس کے علاوہ الفونسی نامی یہودی جو نصرانی ہو چکا تھا انگلستان پہنچا اور وہاں ہنری اول کا طبیب بن گیا طلیطلہ میں سب سے پہلے اسی عالم نے اسلامی علوم کی نشر و اشاعت کی چنانچہ ان دونوں عالموں نے بارھویں صدی کے نصف اول میں ہیئت و ریاضی کی عربی کتابیں لاطینی میں ترجمہ کیں اس کے بعد ان کی تقلید میں مترجمین کی ایک جماعت پیدا ہو گئی۔[۲]

ان شخصی اور انفرادی کوششوں کے علاوہ بعض مقامات پر ترجمہ کے باقاعدہ محکمے بھی تھے۔ ان محکموں نے وہی کام انجام دیئے جو خلیفہ مامون کے بیت الحکمت اور دارالترجمہ سے مسلمانوں میں یونانی علوم کی ابتدائی اشاعت کے وقت انجام پاتے رہتے تھے۔ ان محکموں کے ارکان یہودی اور نصرانی علماء ہوتے تھے اور سب کا افسر کوئی مشہور پادری مقرر کیا جاتا تھا جو نگران کی حیثیت سے ترجموں کی جانچ کرتا تھا چنانچہ بارھویں صدی میں اس قسم کا سب سے پہلا دارالترجمہ لارڈ بشپ اسقف اعظم ریمانڈ نے قائم کیا اس محکمے کے ارکان دو یہودی علماء تھے جو اشبیلیہ کے رہنے والا تھا جو کام بعد دس سعت زبان العبرانیہ اور ہسپانیوں نے کیا تھا وہی کام یہاں یہودیوں نے انجام دیا اس محکمہ کا افسر قسیس اعظم گوندی سالمی مقرر کیا گیا تھا۔ اس محکمہ نے ابن سینا کی بہت سی کتابیں ترجمہ کیں کچھ زمانہ کے بعد جیرارڈ کریمونی اور الفرڈ ڈی مورلائی نے فارابی اور کندی کی بعض تصنیفات کے ترجمے شائع کئے۔[۳]

۱ معارف ۱۹۲۵ء جلد نمبر ۱۵، ص ۲۹۴
۲ ایولیوشن آف ماڈرن سائنس ص ۳۲
۳ ابن رشد بیان و ابن رشد مولوی انصاری فرنگی محلی

اس کے علاوہ ابن سینا کی کتاب [illegible] الادویۃ المفردہ کے ترجمے بھی مختلف زبانوں میں کئے [illegible] جس طرح ثابت بن قرہ نے یونانی کتابیں عربی میں ترجمہ کیں اسی طرح نوبہودا ابن داود نے ہندسہ ہیئت اور نجوم کی متعدد کتابیں لاطینی میں ترجمہ کر ڈالیں۔ اور جیرارڈ کریمونی نے لاطینی جاننے والوں کے لئے وہی کام کیا جو حنین ابن اسحاق نے فلسفیوں، ریاضی دانوں اور طبیبوں کی کتابیں عربی میں ترجمہ کرکے کیا تھا۔ جیرارڈ کریمونی ۱۱۱۴ء میں بمقام کریمونہ واقع اطالیہ پیدا ہوا۔ بطلیموس کی کتاب "مجسطی" کی تلاش میں طلیطلہ آیا اور ایک یہودی کی مدد ملنے سے وہ بہت جلد ایک ممتاز اور سب سے زیادہ فائدہ رساں مترجم ہو گیا۔ بیس سال کے دوران میں اس نے تقریباً اسی ترجمے تکمیل کو پہنچائے جن میں سے بعض حد درجہ اہمیت رکھتے ہیں۔ یونانی اور عربی علوم کا دروازہ کھول کر اس نے اپنے بعد آنے والے میں اپنی قائم کردہ مثال کی تقلید کرنے کا شوق پیدا کر دیا یورپ میں عربیت کا حقیقی بانی جیرارڈ ہی ہے بقراط جالینوس حنین ابن اسحاق کندی ابن سینا اور ابوالقاسم زہراوی کی اہم اور بالاتر کتابوں سے لاطینی تراجم اسی کے ممنون احسان ہیں۔[۱]

فریڈرک دوم شہنشاہ جرمنی کے عہد سے عربی کتابوں کا ترجمہ نہایت تیزی سے شروع ہوا یہ بادشاہ علم پرور اور فلسفہ عرب کا دلدادہ تھا۔ طبیبوں کا یہودی خاندان جس نے ابن رشد کی کتابوں کے ترجمے کئے ہیں اسی دربار سے وابستہ تھا۔ ایک عرب طبیب تقی الدین بھی فریڈرک کے دربار میں تھا۔[۲]

صقلیہ جب پورے ایک سو تیس سال تک مسلمانوں کے قبضہ میں رہنے کے بعد ۱۰۹۱ء میں نارمن بادشاہوں نے اس پر قبضہ کر لیا تو طلیطلہ کی طرح یہاں بھی ایک کثیر جماعت نے یونانی اور عربی متعدد کتابوں کے ترجمے کئے تھے زیادہ تر ہیئت اور ریاضی سے متعلق تھے۔ اسکاٹ لے جو سر فریڈرک کا محبوب ترین آدمی تھا عربی و عبرانی نسخوں سے

۱ بی جے سی آف اسلام ۲ ابن رشد انصاری صاحب
۳ بی جے سی آف اسلام

مائیکل نے ان تمام کتابوں کے ترجمے کر ڈالے جو حیاتیات و حیوانیات سے متعلق تھیں خصوصاً کتاب الحیوان کا وہ حصہ جس کی شرح ابن سینا نے لکھی تھی اور جسے اسکاٹ نے ۱۲۳۲ء میں فریڈرک کے نام سے معنون کیا۔

بارھویں اور تیرھویں صدی میں عموماً اصل عربی سے لاطینی میں ترجمہ کیا جاتا تھا لیکن کچھ عرصہ بعد جب یہودیوں نے عربی خزانہ سے عبرانی زبان کو مالا مال کر دیا تو اس وقت سے عبرانی زبان کے ترجمے کئے جانے لگے پہلے پہل ۱۲۸۴ء میں مانٹ پلیر کے ایک طبیب نے ارجوزۂ ابن سینا کی اس شرح کا جو ابن رشد نے کی تھی ترجمہ کیا اس کے بعد چودھویں صدی میں اس کے متعدد تراجم ہوئے[1] آرمے گنڈس نے ۱۲۷۴ء میں مصنفات ابن سینا کے بعض اجزاء کا ترجمہ لاطینی میں کیا[2]

لاطینی ترجموں کی صورت میں ایسی کتابیں بھی ہیں جو گمنام شائع ہوئیں جن میں میموئیر ابن سینا۔ جابر بن حیان ذکریا رازی اور ابن ہیثم کے رسالے شامل ہیں ترجموں کا کام سولھویں صدی تک بھی ہوتا رہا اس طرح ابن سینا کے قانون اور رسالہ نفس کے نمایاں مترجم کی حیثیت سے اطالیہ کے مانتوسے اپاگو کا نام پیش کیا جاسکتا ہے[3]

محولہ ترجموں کے علاوہ اس نے ابن رشد کے بعض رسالوں کے بھی ترجمے کئے ۱۲۳۶ء میں موسیٰ بن طیبون نے اپنے اہل مذہب کے سامنے ابن رشد کی شروح خصوصاً اس کی طبی تصنیفات مثلاً شرح ارجوزۂ ابن سینا کا ایک مکمل ترجمہ پیش کیا[4] الگزنڈر ہیلیس ابن سینا کا بہت معتقد تھا اس کی پیدائش بارھویں صدی کی ہے اس نے پیرس میں تعلیم پائی تھی یہ اپنے عہد کا بے نظیر فلسفہ داں تھا اس نے ارسطو کی کتاب مابعد الطبعیہ کی ایک شرح لکھی تھی جس میں عربی فلسفہ کا اثر صفحہ صفحہ پر نمایاں ہے چنانچہ یہ جا بجا غزالی اور ابن سینا کے اقتباسات خلوص اور عقیدت کے رنگ میں نقل کرتا ہے الگزینڈر کے بعد اس کے شاگرد

[1] ابن رشد رینان [2] تاریخ ادبیات ایران ص۶ از براؤن
[3] لیگیسی آف اسلام [4] رینان
[5] ابن رشد از انصاری ص۳۴

شاگرد رشید جانڈی لا روشیل نے فلسفہ میں وہی روش اختیار کی جو اس کے یگانۂ روزگار استاد نے کی تھی یعنے اس نے بطلانیہ ابن سینا کی پیروی کی اور علم النفس اس نے لکھا وہ سب کا سب ابن سینا سے ماخوذ تھا[1]

شہرۂ آفاق مؤلف "فرادی" کی تصنیف جو ۱۴۷۱ء میں طبع ہو کر سب سے پہلے شائع ہوئی اس میں عربوں کے اثر و اقتدار اور شان و عظمت کا پتہ چلتا ہے کہ اس نے اس کتاب میں ابن سینا کا تین ہزار اور رازی و جالینوس کا ہزار مرتبہ حوالہ دیا ہے[2]

ابن سینا کا اثر سب سے زیادہ فرانسسکن فرقہ میں نظر آتا ہے یہ ایک مذہبی جماعت ہے جس کے بانی سنٹ فرانسس نے تیرھویں صدی عیسوی میں پوپ اور چرچ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا۔ سنٹ فرانسس ۱۱۸۲ء میں پیدا ہوا اس کی ولادت کے متعلق عجیب و غریب معجزات و کرامات بیان کئے جاتے ہیں اس کی زندگی بھی اسی قدر پُر اسرار تھی کہ اس کی طرف لوگوں کا میلان روز بروز بڑھتا چلا جاتا تھا چنانچہ ۱۲۱۹ء میں جب کہ سنٹ فرانسس بہت کمسن تھا اس کے پیروؤں کی تعداد پانچ ہزار سے زیادہ تھی یہ روپیہ جمع کرنا حرام خیال کرتے تھے چرچ کے پیروؤں کے برعکس مذہب کے اصول اور رسوا داری پر سختی سے عمل کرتے تھے باوجود اس کے چونکہ ان لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ سینٹ فرانسس مسیحیت کی اصلاح کے لئے خدا کی جانب سے مبعوث ہوا ہے اس لئے یہ اپنے پیر کو مسیح کا ہم رتبہ سمجھتے تھے اور پوپ کی روحانی حکومت کے سخت مخالف تھے چنانچہ چرچ کی مخالفت کی پاداش میں ہزاروں کی تعداد میں قتل بھی کر دیئے گئے اس زمانہ میں عربوں کا اثر ترقی پذیر تھا اس لئے یورپ کے آزاد خیال لوگ جو چرچ کے روحانی اقتدار کی مخالفت پر علانیہ کمربستہ رہتے تھے قدرتاً عربی اثر کے دامن عافیت میں پناہ لینے پر مجبور ہوگئے تھے اس فرقہ کا سنگ بنیاد اگرچہ مذہبی اصول پر رکھا گیا تھا اور اس لئے اس کو فلسفہ سے کوئی لگاؤ نہ تھا تاہم

[1] ایولیوشن آف ماڈرن سائنس لنڈیم آرل
[2] ابن رشد رینان

آزاد خیالی کی بدولت ان لوگوں کو بھی عربی فلسفہ کی جانب متوجہ ہونا پڑا اس فرقہ کا بانی الگزینڈر ابیلس تھا جن کا اوپر ذکر آ چکا ہے اس سلسلہ میں راجر بیکن فرانسس فرقہ کا پہلا شخص ہے جو علانیہ طور پر عرب فلاسفہ خصوصاً ابن رشد اور ابن سینا کے اقوال نقل کرتا ہے[1]

راجر بیکن کا فلسفہ عربی فلسفہ سے بہت ملتا جلتا ہے اس زمانہ میں فرانسسکن اور ڈامینیکن فرقوں کے مابین جن علمی مسائل پر مناظرہ ہوتا تھا ان میں ایک یہ مسئلہ بھی تھا کہ عقل فعال نفس ناطقہ کا کوئی اعلیٰ مرتبہ کمال ہے یا انسان سے الگ مستقل بالذات جوہر ہے عربوں کے مشائی فلسفہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عقل فعال نہ صرف انسان سے علاحدہ مستقل بالذات جوہر روحانی ہے بلکہ وہی اصل میں خدا ہے عرب فلاسفہ عقل فعال کو خدا تو نہیں کہتے تاہم یونانیوں کی طرح وہ اس کو مستقل بالذات جوہر مانتے ہیں ڈامینیکن فرقہ عربی فلسفہ کے اثر کو مٹانا چاہتا تھا لیکن فرانسسکن فرقہ عربی فلسفہ کا حامی تھا اس بنا پر یہ مسئلہ بھی ان دونوں فرقوں میں زیر بحث تھا[2]

راجر بیکن کی تصنیفات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عربی فلسفہ اور فلاسفہ سے بخوبی واقف تھا اور اس کے دل میں عرب فلاسفہ خصوصاً ابن رشد کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ اپنی کتابوں میں جہاں کہیں وہ ابن سینا اور ابن رشد کا نام لیتا ہے بڑی عزت اور تعظیم کے ساتھ لیتا ہے اور اکثر ان کے خیالات کی اتباع کرتا ہے وہ ابن رشد کو ابن سینا پر فضیلت دیتا تھا۔ چنانچہ ایک موقع پر لکھتا ہے۔

> ابن سینا پہلا شخص ہے جس نے ارسطو کے فلسفہ کو دنیا میں شہرت دی لیکن سب سے بڑا فلسفی ابن رشد ہے جو ابن سینا سے اکثر اختلاف کرتا ہے[3]

ایک دوسرے موقع پر کہتا ہے کہ ابن سینا کے بعد ابن رشد نے

---

[1] ابن رشد رینان

[2] ابن رشد رینان

[3] ابن رشد از ... انصاری

لگے فلاسفہ کے خیالات کی تردید اور [illegible] خود اس کے خیالات کی تفہیم و تکمیل کی بھی ضرورت ہے تاہم بحیثیت مجموعی اس کی نظر بہت گہری جاتی ہے اور رائے سب سے زیادہ صائب ہوتی ہے[1]

اسی طرح ولیم آورگنے بھی ابن سینا کا مخالف تھا یہ ابن سینا پر ملحدانہ الزام قائم کرتا تھا اس کے برخلاف البرٹس میگنس متوفی ۱۲۲۱ء ابن سینا کا بہت مداح تھا اور ابن رشد کی اس بنا پر تردید کرتا تھا کہ اس نے ابن سینا کی مخالفت کی۔ اس نے وحدت عقل کے خلاف جو ابن رشد کی ایجاد ہے ایک مستقل رسالہ بھی لکھا تھا۔

برنارڈ ڈی ٹریلا نے مسائل نفس میں مسائل عرب کی طویل تفصیلات ہی کو اختیار کیا ہے البرٹ اعظم کا استاد ابن سینا ہے اس کی شرح کرنے کا ڈھنگ بھی ابن سینا سے ماخوذ ہے اپنی تصنیفات کے ہر صفحہ پر وہ اسی کا کلام نقل کرتا ہے غرض وہ ہر شئے میں ابن سینا کا مرہون منت نظر آتا ہے[2]

غرض دور تراجم کے ختم ہونے کے بعد اہل مغرب سراسر ان چیزوں کے بحث و مباحثہ میں مصروف نظر آتے ہیں جو کبھی مسلمان فلاسفہ و اطباء کے پیش نظر تھیں تیرھویں صدی میں راجر بیکن اور ایانڈلی جیسے عالم پیدا ہوئے انہوں نے اہل یورپ کو سمجھایا کہ فلسفہ اور سائنس کے لئے مشرقی زبانوں کا سیکھنا نہایت ضروری ہے۔[3]

مذکورہ بالا بیان سے یہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ ابن سینا یورپ میں فلسفی اور طبیب ہونے کی حیثیت سے کئی صدیوں تک چھایا رہا۔ مشرق و مغرب کے تمام فلسفیوں اور طبیبوں سے جو بعض ابن سینا سے پہلے گئے بھی ہیں کسی کو اتنی شہرت اور مقبولیت عام حاصل نہیں ہوئی فلسفہ میں اس کا حریف ابن رشد تھا۔ یہی دو ایسے فلسفی ہیں جن کے فلسفہ نے یورپ کی دماغی دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا اگرچہ اکثر لوگ ابن رشد کو ابن سینا پر بعض حیثیتوں سے ترجیح دیتے ہیں گذشتہ

---

[1] ابن رشد از انصاری

[2] رینان [3] تاریخ ادبیات ایران براؤن ص ۹۷

[illegible] یہ بات عجیب ہے کہ فضیلت کا لحاظ کرتے ہوئے جب ہم یورپ کی تاریخ فلسفہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ فلسفہ میں جتنی قدر یورپ والوں نے ابن رشد کی وہ ابن سینا کو کبھی نصیب نہ ہوئی تاہم ابن سینا کی فضیلت اس بنا پر ضرور ماننی پڑتی ہے کہ اسی کی کتابوں نے یورپی اذہان کو سب سے پہلے فلسفہ کی تحصیل اور نشر و اشاعت کی طرف مائل کیا۔

"He had the gift of popular writing and could make a subject his own and explain it briefly and succinctly to the world, so that he was justly regarded as representative of the best Arabian philosophic thought before the rise of Averroes in the west"

LEGACY OF ISLAM (Page 257)

۱۲۰۹ء میں جبکہ ابن رشد اور اسکی کتابوں کو کوئی جانتا بھی نہیں تھا۔ لوگوں میں فلسفہ کی طرف دلچسپی بہت بڑھ گئی تھی اور اس کا باعث سوائے کتب ابن سینا کے دوسرا نہیں ہو سکتا جس کی تصدیق اس واقعہ سے ہو سکتی ہے کہ فلسفہ سے اس بڑھتی ہوئی دلچسپی کو روکنے کے لئے پیرس میں ایک مجلس منعقد ہوئی جس نے فلسفہ اور کتب ارسطو کے مطالعہ کو حرام قرار دیا اور امور ی اور داود ڈینو کی کتابیں جلا دیں لیکن اس کے باوجود فلسفہ کی تعلیم نہ رکی تو ۱۲۱۵ء میں ایک اور مجلس منعقد ہوئی جس نے صراحت کے ساتھ ارسطو اور ابن سینا کی کتابوں کے متعلق دوبارہ فتویٰ جاری کیا۔ اس وقت ابن رشد کا کوئی تذکرہ نہ تھا[1]

غرض تیرھویں صدی میں عوام الناس کی نگاہوں میں

---

[1] فلسفہ ابن رشد رینان

ابن رشد کا مرتبہ ابن سینا کے نیچے تھا اور ۱۲۹۱ء میں ہیرشلڈ کی پردلی جب ارسطو کے مابعد الطبیعات کی شرح ابن رشد کا تذکرہ کرتا ہے تو اس میں وہ ابن رشد کو چوتھے درجے پر جگہ دیتا ہے[1] اور البرٹ مذریلیس اپنی کتاب "المجموعہ" میں موصوم طور پر ابن رشد کا ذکر کرتا ہے[2]۔

لیکن طبی شہرت اور اثرات کے لحاظ سے نہ صرف ابن رشد بلکہ تمام اطبائے اسلام پر ابن سینا کو فضیلت اور فوقیت حاصل ہے۔ ابن رشد کی طبی تصانیف کا تہوار اس کی فلسفیانہ کتب کی معرفت کے بعد ہوا[3] برخلاف اس کے ابن سینا بیک وقت دونوں حیثیتوں سے مشہور ہوا اور اس کی طبی کتابیں خصوصاً "قانون فی الطب" کی قدر و منزلت سترھویں صدی تک برابر رہی۔ چنانچہ ڈاکٹر میکس میرہاف کہتا ہے کہ

اس سینا نے طب یونانی کے عطیہ میں عربی مدرسہ کے اضافے کو جمع کر کے اپنی معرکۃ الآرا کتاب قانون فی الطب پیش کی ہے۔

پھر کہتا ہے ―

جیرارڈ کریمونی نے لاطینی میں اس کا ترجمہ بارھویں صدی میں پیش کیا اور یہی نسخہ متعدد مخطوطوں کی صورت میں موجود ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ پندرھویں صدی کے آخری تیس دنوں میں بھی یہ کتاب سولہ مرتبہ شائع ہوئی پندرہ مرتبہ لاطینی میں اور ایک عبرانی میں اور پھر سولھویں صدی میں ― بیس سے زیادہ مرتبہ طبع و شائع ہوئی کتاب کے بعض حصے جو مرتب تھے علیحدہ شائع ہوئے وہ اس کے علاوہ ہیں لاطینی عبرانی اور معاصی رسالوں میں اس کی جو شرحیں لکھی گئیں اور جو مطبوعہ اور قلمی دونوں شکلوں میں موجود ہیں ان کی تو کوئی حد و انتہا نہیں اصل کتاب تو سترھویں صدی کے نصف آخر تک

---

[1] رینان ص ۳۰۵ [2] رینان ص ۲۳۱
[3] رینان ص ۲۱۳

بچھپی اور پڑھی جاتی رہی۔ غالباً طب پر بھی
ہوئی کسی کتاب کا اتنا مطالعہ آج تک نہیں
کیا گیا اور مشرق میں آج بھی یہ کتاب شریک
درس ہے (رسالہ سائنس جولائی ۱۹۴۲ء)

قانون کا ترجمہ سب سے پہلے ۱۴۹۳ء میں روما میں شائع ہوا پھر وینس میں ۱۵۹۰ء میں چھپا یہ کتاب ۱۶۵۰ء تک لوین (بلجیم کی یونیورسٹی) میں داخل نصاب تھی اور مونٹ پلیر (جنوبی فرانس کی یونیورسٹی) میں بھی پڑھائی جاتی تھی[1]

سرزمین یورپ میں ابن رشد اور ابن سینا کے امتیازی خصوصیات اور ان کے باہمی فرق کو ظاہر کر دینے کے بعد ہم پھر ایک بار اپنے اصل مقصد کی طرف لوٹتے ہیں اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اسپین اور اٹلی میں عربوں کی موجودگی اور صلیبی جنگوں کی بدولت یورپ کو علم و فن کی طرف کی جانب خود بخود متوجہ ہونا پڑا اور جب ایک بار یہ شوق پیدا ہو گیا۔ تو پھر خود یورپ کے قلب سے ایسے افراد اٹھنے لگے جنھوں نے یورپ میں علم و فن کی روح پھونک دی تیرھویں صدی سے پیشتر ہی سے یورپ میں عربی طب اور فلسفہ رواج پانے لگا تھا ان کا علمی شغف اور اسلامی علوم سے دلچسپی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ انہوں نے چند ہی دنوں میں مسلمانوں کے علمی ذخائر جو زیادہ تر عربی اور فارسی میں تھے تمام کے تمام اپنی ملکی اور مادری زبان میں منتقل کر لئے اس سلسلہ میں نہ صرف اجتماعی کوششیں کی گئیں بلکہ قوم کے ہر فرد نے عربی کتابوں کے ترجمہ اور اس سے استفادہ کو اپنا نصب العین بنا لیا تھا بعضوں نے تو اپنی زندگیاں اس کے لئے وقف کر دی تھیں۔ اس طرح یونانی عربی ادب کے سیکڑوں ترجمے یورپ کی جنگ اور تحریروں میں داخل ہوئے ان کا اثر ایسا ہی ہوا جیسا کہ رنگ کی بھٹی اور تن کا ہوتا ہے قسطنطین کے ترجموں کے زیر اثر سلرنو میں طبی استادوں کی ایک بڑی جماعت وجود میں آئی بارھویں صدی اور اس کے بعد متعدد کالج اور یونیورسٹیاں قائم کی گئیں اور یہ جدید تعلیم کے مرکز قرار پائے اس قسم کی جامعات میں بولگنا، پڈوا، مانٹ پلیر اور پیرس کی جامعات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان درسگاہوں میں نباتات حیوانات طبیعات فلسفہ طب اور کیمیا کے علوم بالکلیہ یونانی عربی روایات کے ڈھلے ہوئے

ماتھوں پر پٹیاں ہوتے تھے۔ [illegible] وجہ سے تشریح انسانی کے احیاء کی بنیادیں پڑیں۔ جراحت سرجری کی معتبر نصابی کتابیں تیار ہوئیں۔ امراض [illegible] گری جو اب تک صرف نالبندوں کا ٹھیکہ سمجھی جاتی تھی [illegible] موضوع بنے امراض چشم کا علاج کوچہ گرد قداحوں کے ہاتھ سے نکل کر قابل طبیبوں کے ہاتھ میں آ گئے۔

پندرھویں صدی کے نصف آخر میں فن طباعت کی ایجاد کے بعد جب سائنس کی عربی یونانی کتابیں بار بار ذوق و شوق کے ساتھ طبع و شائع کی جاتی رہیں خصوصاً ابن سینا کی طبی کتابیں کثرت سے چھاپی جاتی تھیں۔ بقول ڈاکٹر میکس میرہوف پندرھویں صدی کے آخری تین دہوں میں ابن سینا کا قانون سولہ مرتبہ شائع ہوا۔ اکرماں کا اصرار تھا کہ جس طرح ابن سینا کی عربی کتابیں سب کے حروف میں چھاپی جاتی ہیں اسی طرح ابن رشد کی تصنیفات بھی طبع کرائی جائیں لیکن اس کی آواز کسی نے نہیں سنی۔

اس واقعہ سے ابن سینا کی کتابوں کی قدر و منزلت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

اسی زمانہ میں بعض ایسے حضرات بھی ظہور پذیر ہوئے جو سخت متعصب اور مذہب میں مسلمانوں کے شدید مخالف تھے۔ ان کی متعصبانہ کوششوں اور مخالفانہ پروپگنڈوں کا اثر یہ ہوا کہ ملک میں ایک معتدبہ جماعت ان کی ہم خیال و ہم نوا پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے ۱۵۳۰ء سے ۱۵۵۰ء تک عربیت اور عربی علوم کو طاری ضرب لگی مثال کے طور پر ہم ایمانڈ مارٹینی کا نام پیش کر سکتے ہیں یہ مسلمانوں اور ان کے علوم کا سخت دشمن اور مخالف تھا گویا اس نے عربیت اور اسلام کی تردید اور اسے فنا و برباد کر دینے کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیا تھا۔ پٹرارکا وہ پہلا شخص ہے جس نے لاطینی اقوام میں تہذیب قدیم کے احیاء کا مانک جذبہ پیدا کیا۔ اس کے دل میں دور وسطیٰ اور اس کی سب چیزوں سے نفرت بیٹھ گئی تھی۔ اور اسے اہل عرب کے علوم نمود و نمائش اور مافیات، سفیات نظر آتے تھے۔ چونکہ یہ گوارا نہیں کر سکتا تھا کہ طب عربی کے نسخوں یا جن دواؤں کا عربی نام ہو ان سے اس کا علاج کیا جائے۔ طبیبوں سے نفرت ان کی طرف کا آخر

[1] رسالہ معارف ۱۹۳۵ء جلد نمبر (۳۵) ص ۲۹۴

دیباں ص ۱۲۱

... تھی۔ پاپائے روم کے طبیبوں سے اس نے اس سلسلہ میں خوب مباحثے کئے۔ اُس نے چار کتابیں تصنیف کیں جن میں طبیبوں پر خوب چوٹیں کیں۔ فن طب کی ہجو کی۔ ان ضخیم کتابوں میں فن اندمال الجراحت کے خلاف تمام الزامات جو اس کے ذہن میں آ سکتے تھے جمع کئے اور یہ نتیجہ نکالا کہ دنیا میں ایک طبیب بھی ایسا نہیں ہے جس پر اعتماد کیا جا سکے۔ اپنے ایک خط میں اس نے اپنے زمانہ کے اطباء کی خوب خبر لی ان کو بدنام کرنے اور ان سے لوگوں کو متنفر کرنے میں ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگایا چنانچہ وہ اپنے خط میں لکھتا ہے

"جب یہ حضرات باہر نکلتے ہیں تو بڑے ٹھاٹھ سے، خوب اعلیٰ سے اعلیٰ لباس پہن کر برآمد ہوتے ہیں، بڑے نفیس نفیس گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں، طلائی مُہریں لگاتے ہیں ایک تمغا ... لئے رہتے ہیں اور انگلیوں میں انگوٹھیاں جواہرات سے جگمگاتی رہتی ہیں۔ خود ہی اپنے سر کامیابی کا سہرا باندھ کر ان کے اتراتے پھرنے میں بس تھوڑی ہی کسر رہ جاتی ہے گر درحقیقت ایک طرح پر وہ اس سہرے کے مستحق بھی ہیں اس لئے کہ ان میں ایک بھی ایسا نہ ملے گا جس نے کم سے کم پانچ ہزار آدمیوں کو ملک عدم کا راستہ نہ دکھایا ہو۔ یہ تعداد بے شک ایسی ہے کہ اس سے کامیابی کے سہرے کا استحقاق ضرور پیدا ہو جاتا ہے [1]۔"

ایک دوسرے موقع پر وہ اپنے ایک دوست ڈونڈی سے کہتا ہے کہ:

"میں تم سے ایک رعایت کا خواستگار ہوں یعنی جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تم عربوں کا نام مت لو، یہ سمجھو کہ گویا وہ صفحۂ ہستی پر پیدا ہی نہیں ہوئے۔ مجھے اس قوم کی قوم سے نفرت ہے"

"پٹرارکا" کی اس جنگ کا اثر یہ ہوا کہ پیڈوا کے اطباء اس سے بےحد متاثر ہو گئے۔ اُس کی اس تبلیغ و اشاعت اور لوگوں میں اس کی مقبولیت کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُس کے انتقال کے بعد پیڈوا کا ایک شخص اس شرط پر پٹرارکا کا مجسمہ بنانا چاہتا ہے کہ اس پر یہ الفاظ کندہ کرنے کی اجازت دی جائے [2]

"فرانسس پٹرارکا کے نام جو طبیبوں کا سخت ترین دشمن تھا، پیڈوا میں اندر ول شروع میں ہسپین کی وقت بندی کا بےحد معترف تھا وہ ایک موقع پر اپنے کسی دعوے کے ثبوت میں کہتا ہے کہ یہ بات عربوں میں ملے گی، ابن رشد میں ملے گی، جو مستقل نزاع اور ناقابل شکست ہے، الفارابی میں ملے گی جو متین اور پختہ کار ہے، ابن سینا میں ملے گی جو ربانی اور افلاطونی المذہب ہے [3]"

وہ ابن سینا، ابن رشد، افلاطون اور ارسطو کے باہمی اختلافات کو دور کرنے کی کوشش کرتا تھا لیکن آخر عمر میں اس کے خیالات بدل گئے تھے، اپنے ایک خط میں جو اُس نے ارمولا باربرو کو لکھا تھا اپنے خیالات اس طرح ظاہر کرتا ہے:

"میں اس قدر بےچین ہوں کہ مجھے اپنے مطالعۂ حکمت سے شرم اور بیزارگی معلوم ہوتی ہے اب چھ سال ہو گئے ہیں کہ میں ان کے ہمراہوں کا ... کم سے کم ایسے باخبر اور بے حقیقت اشیاء پر اتنی کوشش نہ کی ہوتی۔ مجھے اقرار ہے کہ میں نے اپنی عمر کا اچھا خاصا سرمایہ ... کر دیا تھا ... اسکاٹس البرٹ اور ابن رشد کے مطالعہ میں شب بیداری کر کے سب ضائع ہوا۔ اگر میں اس زمانہ کو اچھے علم اور ... کے مطالعہ میں صرف کرتا تو ممکن تھا کہ مجھے کچھ حاصل ہوتا [4]"

غرض پندرھویں یا سولھویں صدی میں یہی حالت رہی کہ حکماء ہسپین کے خلاف جو پروپیگنڈے کئے گئے۔ نوجوان طالب علم یونین کے معلوم تراجم کو چھوڑ کر صرف یونانی زبان پڑھنے کا خواب دیکھنے لگے تاکہ ارسطو کا کلام اصل متون سے پڑھ سکیں [5]۔ جیسی ہرکاریس شام پر مقدمہ مجموعۂ ملت ابن رشد میں جو ١٥٢٣ء کی تصنیف ہے یہ کہتا ہے کہ اس کے زمانہ کے نوجوان طلباء عربی طبیبوں سے نفرت کرتے اور ان کے اقوال و ارکان، معرفت کی پرواہ نہیں کرتے تھے [6]

اس طرح عربیت کے خلاف ایک محاذ قائم کر دیا گیا جس کی بدولت مسلمانوں کے علوم سے ایک عام نفرت پیدا ہو گئی اور تعلیم و

---

١ ابن رشد رینان ص ٣٢٠ ٢ رینان ص ٣٢١

٣ رینان ص ٣٤١ ۔ ٤ رینان ص ٣٤٢

٥ ، ص ٣٨٠ ، ٦ ، ص ٣٤٣

تھم کی بات عربی سے ہٹ کر یونانی زبان کی طرف مڑ گئی چنانچہ ۱۵۹۷ء میں نکولس لیانی تھیومس، جو پیڈوا میں سربرآوردہ علوم قدیمہ رہتا کہ یونانی زبان میں تعلیم دیتے تو خوشی میں تہنیتیں اور نظمیں لکھی گئیں [۱]۔

اس کے علاوہ سولہویں صدی میں کوپرنیکس، پیراسلیسوس اور ویسلیاس جیسے باکمال پیدا ہوئے جنہوں نے ہیئت، کیمیا، طبیعیات اور تشریح میں بعض جدتیں اور انقلاب پیدا کئے۔ پیراسلیسوس اپنے شاگردوں کو برابر نصیحت کرتا تھا کہ جالینوس اور ابن سینا کو ترک کردیں۔ اور راست فطرت کا مطالعہ کریں [۲]۔

باایں ہمہ عربیت یکایک ختم نہیں ہوئی۔ ۱۶۱۲ء میں مقام ویانا اور ۱۵۸۸ء میں دریائے اوڈر کے کنارے فرانکفورٹ میں بھی نصاب بہت بڑی حد تک ابن سینا کے قانون اور رازی کی المنصوری نامی کتابوں پر مبنی ہوتا تھا۔ سترہویں صدی میں بھی جرمنی اور فرانس کے بعض عالم عربیت سے چمٹے رہے۔ عربی علم الادویہ بیسویں صدی کی ابتدا تک بھی زندہ رہا۔ طب کی بعض شاخوں میں یونانی عربی ترائیاں زمانہ دراز تک عملیات کی حد تک بھی زندہ رہیں [۳]۔

ڈاکٹر لیبان کہتے ہیں:۔

بوعلی سینا کی تصنیفات کا ترجمہ ساری دنیا کی زبانوں میں ہوگیا۔ اور دس صدی تک طب کا دارومدار انہی پر رہا۔ فرانس اور اطالیا کے دارالعلوموں میں طبی تعلیم کی بنا انہی تصنیفات پر رہی۔ اٹھارویں صدی تک ہی یہ تصنیفات طبع ہوتی رہیں۔ اور فرانس میں ان کو متروک ہوئے پچاس سال سے زیادہ کا زمانہ نہیں گذرا [۴]۔

خلاصہ یہ کہ مسلمانوں نے مسلسل پانچ چھ صدیوں تک مدنیت کے ہر گوشہ اور علم کی ہر شاخ میں یورپ کی رہبری کی لیکن جدید فلسفہ و سائنس کی بنیادوں پر ۱۶۳۷ء میں بونارڈ ڈووائی وینلے کے مدرسہ کی بنیاد اور روز سلی اس، مارٹن سکین، ڈیکارٹ، برونو، نیوٹن اور گیلیلیو وغیرہم کے ظہور سے قرون متوسطہ کی تمام علمی عمارتیں زمین پر آرہیں۔ اور طب و فلسفہ کے تمام قلعے منہدم ہوگئے۔ یہ طوفان ایسا سخت تھا کہ ابن سینا کی تمام کتابوں کو بہالے گیا۔ لیکن باوجود اس کے اس میں کوئی شک نہیں کہ جدید فلسفہ و سائنس کی عمارت جن بنیادوں پر قائم کی گئی اُس کا مصالحہ اسی خس و خاشاک کے اندر سے فراہم کیا گیا تھا۔ اس بنا پر قدیم اطبا و فلاسفہ تذلیل و تحقیر کی بجائے اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ انہیں عزت و احترام کی نگاہوں سے دیکھا جائے۔ مشہور مستشرق ڈاکٹر میکس میرہاف نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے:۔

Looking back we may say that Islamic medicine and science reflected the light of the hellenic sun when its day had fled, and they shone like a moon, illuminating the darkest night of the european middle ages, that some bright stars alike faded at the dawn of a new day - the renaissance. since they had their share in the direction and introduction of that great movement, it may reasonably be claimed that they are with us yet. *

ترجمہ۔ ماضی پر نظر ڈال کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یونانی آفتاب کی ضیاپاشی کا زمانہ ختم ہوجانے کے بعد اسلامی طب و حکمت اس سے کسب نور کرکے چاند کی طرح روشن ہوئی اور انہوں نے یورپی قرون وسطیٰ کی انتہائی تاریکیاں دور کیا۔ اور بعض تابناک ستاروں نے خاص اپنے نور سے دوسروں کو روشنی بخشی اور بالآخر یہ چاند اور تارے ایک نئے روز روشن (نشاۃ ثانیہ) کے ظہور سے ماند پڑگئے۔ چونکہ اس عظیم الشان تحریک کی ابتدا اور اس کی رہنمائی میں ان کا بھی حصہ تھا اس لئے معقول حد تک یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ وہ آج بھی ہمارے ساتھ ہیں۔

تحفہ آپ کا ہے اس کا استحکام آپ کا فرض ہے

* Legacy of Islam, Page 354.

---

[۱] رینان ص ۳۷ [۲] بی جی سی آف اسلام
[۳] لیگیسی آف اسلام [۴] تمدن عرب از لیبان

اقتباس

از مقالہ

جابر بن حیّان

مصنّفہ

جناب حکیم محمد عبد الوہاب صاحب ظہوری

طبیب ماہر (نظامیہ طبی کالج حیدرآباد)

فہرست

ولادت و ابتدائی حالات

خاندان | جابر بن حیان عرب کے جس خاندان میں پیدا ہوا، وہ بہت معزز خاندان شمار کیا جاتا ہے، پشہا پشت سے اس خاندان میں سیادت، امارت اور حکومت چلی آتی تھی، قدیم زمانہ میں ملک عرب میں دو خاندان بستے تھے، ایک عرب عاربہ یعنی قحطان جو یمن کے باشندے تھے، دوسرا عرب مستعربہ یعنی عدنان جو حضرت اسماعیل ؑ کی اولاد تھے، قحطان کا اصلی گہوارہ یمن تھا، ان کے مشہور قبیلے حمیر، کہلان اور ازد ہیں، یہ قحطان وہ تھے جو سلطنت حمورابی کے زمانہ کے دوران میں ترک وطن اور ہجرت کر کے یمن چلے آئے، اسی کو اپنا وطن ٹھہرایا، یہاں انہوں نے معینیہ، سبائیہ، قتابنیہ اور حمیریہ کے نام سے مملکتیں قائم کیں، جو بہ نسبت دیگر عرب قبائل کے زیادہ متمدن و مہذب تھیں، ان ہی میں صناع، زراعت پیشہ اور مہندسین گذرے ہیں، جنہوں نے عالی شان قصر تعمیر کئے اور چشموں کے بند باندھے، ان میں سے سب سے بڑا بند شہر مارب کا تھا، یہ تین پہاڑوں کے درمیان واقع تھا، جہاں بہت سے چشموں کا پانی آ کر جمع ہوتا تھا۔ ایک مدت کے بعد پانی کے زور سے کمزور ہو کر ٹوٹ گیا، جس سے یمن میں ایک بڑا سیلاب آگیا (سیل عرم) اس تباہی کی وجہ سے وہاں کے اکثر خاندان نکل کر عرب کے مختلف مقامات میں جا کر آباد ہو گئے، چنانچہ غسانیہ نے شام میں، مناذرہ نے عراق میں اور کندہ نے نجد میں اپنی اپنی جداگانہ حکومتیں قائم کر لیں، یہی قبائل جو وطن چھوڑ کر مختلف جہات میں بس گئے تھے، وہ تعداد میں کل اٹھائیس تھے، ان میں سے ایک قبیلہ ازد کا بھی تھا جس کی طرف جابر بن حیان منسوب کیا جاتا ہے ان میں سے بہت سی شاخیں حجاز، بنا بر بحرین اور عمان میں جا کر آباد ہو گئی تھیں۔

اسلام کی شعاعیں شہر مکہ سے ہوتی ہوئی سر زمین یمن پر پڑیں تو باشندگان یمن نے ہجرت کے دسویں سال اسلام قبول کیا اور آنحضرت کے پاس وفد کی شکل میں حاضر ہوئے، آپ نے معاذ بن جبل کو ان کا سرپرست و والی مقرر کیا، رفتہ رفتہ عرب کے تمام قبائل اسلام کے فیضان اثر سے باہم متحد و منظم ہو گئے اور اسلامی فتوحات کا سیلاب حدود عرب سے گذر کر دور دور ملکوں تک ہو جانے لگا۔

عہد فاروقی میں عراق سے جو لوگ مدینہ آئے تھے، حضرت عمر ان کے رنگ کو متغیر اور ان کے جسم کو کمزور پاتے تھے، دریافت سے معلوم ہوا کہ سواحل دجلہ کی آب و ہوا اہل عرب کو راس نہیں آئی، اس لئے سعد کو حکم بھیجا کہ سلمان اور حذیفہ کو بھیجو کہ وہ دریائے فرات کے مغرب میں کوئی ایسی جگہ تلاش کریں جو عربوں کے لئے مناسب ہو اور میرے اور ان کے درمیان پانی اور پل حائل نہ ہو۔

چنانچہ وہ لوگ اس مقام پر پہونچے، جہاں کوفہ آباد کیا گیا ہے یہ ریتلی زمین تھی جس میں سنگ ریزے ملے ہوئے تھے، انہوں نے سعد کو مطلع کیا، انہوں نے خلیفہ کو لکھا، اور حضرت عمر نے ابوالہیاج کو بھیجا کہ وہ اینٹ اور گارے سے شہر کے مکانات تعمیر کرائیں، بیچ وسط شہر میں ایک جامع مسجد بنائی جس میں چالیس ہزار آدمی نماز پڑھ سکتے تھے اس کے چاروں طرف شہر کی تعمیر شروع کی گئی اور اس کا نام کوفہ رکھا گیا

جابر کا باپ حیان اور اس کے بعض سیاسی اعمال، تبلیغی سرگرمیاں اور وفات

کوفہ میں عرب کے بہت سے قبائل آ کر آباد ہو گئے تھے، کوفہ کی آبادی کا ایک چوتھائی حصہ قبیلہ ازد کے افراد کا تھا، جو جنوبی عربستان کا ایک معزز ترین قبیلہ شمار کیا جاتا تھا، جابر کا باپ حیان جو اسی مشہور و معروف خاندان کا ایک فرد تھا، ساتویں صدی عیسوی کے اواخر میں نمودار ہوا ہے، یہ کوفہ میں عطار کا پیشہ کیا کرتا تھا، آٹھویں صدی عیسوی کے اوائل میں وہ زندگی کے مختلف نشیب و فراز سے گذر چکا تھا۔

سنہ ہجری میں جب یزید بن عبد الملک تخت خلافت پر بیٹھا، تو اس نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبد الملک کو عراق و خراسان کا گورنر مقرر کیا یہ ادب و کمال اور علم و فضل میں یکتا تھا، صائب الرائے بھی تھا، اس نے سعید بن عبد العزیز بن الحکم کو خراسان کا والی بنایا یہی وہ زمانہ تھا جس میں عباسی سلطنت کی تبلیغ و اشاعت کا آغاز ہوا، اسی سال شیعہ کا ایک وفد امام محمد بن علی کی خدمت میں حاضر ہوا جن کا مستقر ملک شام میں مقام حمیمہ تھا، اس وفد میں

میسرہ عبدی، ابو عکرمہ سراج، محمد بن خنیس اور حیان العطار جیسے افراد شریک تھے، انہوں نے محمد بن علی کے ہاتھ پر بیعت کی، کہ بنو امیہ کا تخت سلطنت الٹ کر عباسی خلافت کی داغ بیل ڈال دیں گے اور عدل و انصاف کو رواج دے کر کے ظلم و جور کا خاتمہ کر دیں گے، محمد بن علی نے اس عہد و پیمان کو اور مضبوط کرنے کے لئے اپنی خوشی آئیند توقعات، اور تجاویز پیش کیں، پھر ان کو دعوت تبلیغ کے سلسلہ میں مختلف شہروں میں جانے اور پوشیدہ طور پر لوگوں کو بنو امیہ کے خلاف بغاوت پر ابھارنے اور عباسیہ کی تائید و حمایت کے لئے اٹھ کھڑے ہونے کا حکم دیا، اس مقصد کے لئے میسرہ اور محمد بن خنیس کو عراق اور عکرمہ، و حیان کو خراسان روانہ کیا، اس وقت خراسان کا حاکم سعید بن عبد العزیز بن الحکم تھا، یہ دونوں خراسان کے ایک شہر سے دوسرے شہر میں پھرتے، لوگوں کو محمد بن علی کی بیعت کی طرف بلاتے رہے اور بنو امیہ کے ظلم و استبداد اور ان کے برے کرداروں سے آگاہ کر کے سلطنت کے خلاف بغاوت پھیلانے کے جذبہ کو بیدار کرتے رہتے، خراسان کے اکثر لوگوں نے ان کی دعوت قبول کر لی، رفتہ رفتہ ان کی تبلیغ و اشاعت کا بازار گرم ہو گیا، حاکم وقت کے کان بھی ان کے پروپیگنڈے سے آشنا کرائے گئے، اس نے ان کو طلب کیا، ان کی حقیقت کی بابت دریافت کیا، انہوں نے کہا ہم تاجر پیشہ ہیں، تجارت کی غرض سے تمہارے شہر میں آئے ہیں، اس نے کہا، تمہارے متعلق یہ کیا خبریں مشہور کی جارہی ہیں، انہوں نے حیران ہو کر پوچھا وہ افواہیں کیا ہیں؟ کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم بنو عباس کے مبلغ بنا کر یہاں بھیجے گئے ہو، انہوں نے کہا ہم کہاں اور تبلیغ کا کام کہاں ہم تو صرف سوداگر ہیں، اتنا کاروبار سے ہی فرصت کہاں کہ ایسے اہم کاموں میں حصہ لے سکیں، سعید نے ان کو رہا کر دیا، یہ دونوں مردِ سپاہی اس کے بعد بھی خراسان کے دوسرے شہروں، صوبوں اور قریوں میں کوچ کرتے اور وہاں کے لوگوں کو محمد بن علی کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی دعوت دیتے رہے، دو سال تک اپنی تبلیغوں کا سلسلہ جاری رکھنے کے بعد ملک شام میں محمد بن علی کی خدمت میں حاضر ہو کر اطلاع دی کہ انہوں نے سرزمین خراسان میں ایسے بیج بوئے ہیں، جن کا بہترین پھل اپنے وقت پر نمودار ہوگا، کچھ عرصہ بعد محمد بن علی نے عکرمہ اور حیان کو شیعی دعایہ کے سلسلہ میں دوبارہ خراسان اور سمرقند کو بھیجا، اس کے بعد ان کو خط لکھا کہ دعوت و تبلیغ

سے جو کہ بکیر بن ہامان شیعی مبلغ کا رفیق کار تھا، اعتدال و متانت برتیں، بغاوتوں کا سیلاب روز بروز ترقی پر تھا جس کی روک تھام والیان خراسان نہ کر سکے، حاکم وقت کی کوششیں اس کی مدافعت میں ناکام ثابت ہوئیں تو یزید بن عبد الملک نے اپنے بھائی مسلمہ کو عراق و خراسان کی گورنری سے معزول کر کے اس کی جگہ خالد بن عبد اللہ القسری کو گورنر بنایا، خالد نے اپنے بھائی اسد بن عبد اللہ کو خراسان کا والی مقرر کیا، جب اسکو ابو عکرمہ اور حیان العطار کی سیاسی تبلیغی سرگرمیاں اور حکومت کے خلاف رسیشہ دوانیوں کی اطلاع ملی تو ان کی گرفتاری کا حکم نافذ کر دیا، چنانچہ یہ گرفتار ہو کر اس کے پاس آئے اور اس نے ان کو قتل کرنے کا حکم دے دیا، سنہ ۱۰۷ ہجری میں ان دونوں کو سولی پر لٹکا دیا گیا۔

یہ ہیں جابر کے باپ حیان العطار کی زندگی کے بعض حالات اور اس کے بعض تبلیغی کارنامے جن کو بسنہ قریب العہد مورخ ابو حنیفہ احمد بن داؤد الدینوری (المتوفی سنہ ۲۸۲ھ) نے اپنی تاریخ "اخبار الطوال" میں اجمالی طور پر بیان کیا ہے

حیان کی اس سے ماقبل و مابعد زندگی کے مزید حالات باوجود تلاش و جستجو کے کسی تذکرے میں ملتے ہیں اور کسی تاریخ میں، کہا جاتا ہے کہ حیان کا باپ اور جابر کا دادا عبد اللہ تھا، اس کے بعد کا سلسلۂ نسب مجہول الکسر تاریکی میں ہے

جابر کی زندگی کے متعلق بہ نسبت کسی اور قدیم مشہور ہستی کے اگرچہ بہت کچھ حالات فراہم ہوگئے ہیں تاہم اس کے مولد اور سن ولادت کے بارے میں کچھ قطعی رائے اور یقینی شہادت دستیاب نہیں ہوئی مشرقی و مغربی ذرائع تو کافی جمع ہوچکے ہیں، پھر بھی کچھ ایسے دشوار مرحلے درپیش ہیں کہ آسانی سے طے نہیں کئے جاسکتے، جو عرب مورخین اور مصنفین کے اقوال اور بیانات ہیں تاہم اتنے متعارض ہیں کہ کوئی صحیح نتیجہ اخذ کرنا مشکل ہو گیا ہے، کوئی فیصلہ کن امر پیش کرنے سے قبل ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ عرب مورخین اور قاموس نگاروں کے وہ بیانات تحریر کریں جن کی بنیاد پر جابر کی سوانح حیات، اس کا مولد اور سنہ ولادت اسکیں وضع کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد ہم اس قابل ہو جائیں گے کہ ہر ایک روایت پر ناقدانہ نظر ڈال کر جابر کی شخصیت اور زمانہ کا صحیح تعین کرسکیں۔

فاضل مقالہ نگار نے اس کے بعد وہ تمام اختلافی بیانات

[illegible] ابن ندیم کے اقوال" "جلدکی کی روایت" "حاجی خلیفہ کی روایت" "جمال الدین قفطی کا قول" "زرکلی کا بیان" شامل ہے نہایت ہی تفصیل سے تحریر کیا ہے لیکن بوجہ عدم گنجائش ہم اس تفصیل کو نظر انداز کرنے پر مجبور ہیں ——— ادارہ

جابر بن حیان کی تعلیم و تربیت اور اساتذہ

طوس میں جب حیان انتقال کر گیا، تو جابر اپنے اصل قبیلہ ازد کے پاس بھیج دیا گیا، تاکہ اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے جابر کی تعلیم و تربیت بھی اسی ماحول کے مطابق ہوئی۔ اس نے قرآن، ریاضی اور دوسرے علوم اپنے ایک استاد حربی الحمیری کے ذریعہ حاصل کئے۔ اس پراسرار ہستی اور اس کی شخصیت کے حالات کے متعلق بدقسمتی سے ہمیں بہت کم معلومات ہیں، عام طور سے گرو وحدت اور سلسلہ اولیاء میں ان کا نام ملتا ہے، یہ بھی مشہور ہے کہ انہوں نے چار سو سال کی عمر پائی، ہجرت کے دو سو سال قبل پیدا ہوئے اور ہجرت کے ایک سو ستر سال بعد ہارون رشید کے دور حکومت تک زندہ رہے

جابر کی سوانح کے درمیان اکثر تذکروں میں جابر کو امام جعفر صادق (۸۰ھ/۱۴۸ھ — ۶۹۹ء/۷۶۵ء) کا شاگرد اور عقیدت مند بتلایا گیا ہے تاریخی حیثیت سے اس رشتہ کو ثابت نہیں کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ مسئلہ دو پہلوؤں سے غور کا محتاج ہے (۱) جابر نے امام جعفر صادق سے صرف علوم باطنیہ سیکھے (۲) امام جعفر صادق کو علم کیمیا سے کیا تعلق تھا۔ یہ دونوں پہلو مورخین کی روایات میں اتفاقی رنگ میں اجاگر نظر آتے ہیں، لیکن جولیس رسکا (Ruska J.) کو دوسرے پہلو سے انکار ہے۔ پہلے جز کے بارے میں اس کا بیان یہ ہے کہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہ ہیں (۱) شیعہ (۲) سنی۔ شیعہ اکثریت میں ایرانی ہیں، اور یہ لوگ علی بن ابی طالب کو مقدس اور برگزیدہ ہستی مانتے ہیں اور حضرت علی کی ذات کے متعلق مختلف معتقدات رکھتے ہیں، ان کے اکثر و بیشتر صوفیا باطنی ہیں۔ چونکہ جعفر صادق علی بن ابی طالب کے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے شیعہ ان کا بڑا احترام کرتے ہیں، گمان غالب یہ ہے کہ جابر ابتدائی شیعہ تھا اور صوفی بھی تھا، اس نے جعفر صادق سے تعلق پیدا کر لیا، پھر ان دونوں میں گہری دوستی اور محبت تھی

صرف یہی ایک حیثیت ہے جس سے رسکا نے جابر و جعفر صادق کے درمیان علاقہ کو ترجیح دی ہے، دوسرے جز کے متعلق اس کا دعویٰ ہے کہ جعفر صادق کو علم کیمیا سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور نہ اس میں انہوں نے کوئی کتاب تالیف کی اپنے اس دعوے کے ثبوت میں اس نے بہت سے اسباب پیش کئے ہیں منجملہ ان کے یہ ہے

"یہ تصور بعید از قیاس ہے کہ جعفر صادق کو علم کیمیا سے دراصل بھی شغف اور دلچسپی ہو اگرچہ آپ کے دور تک اسکندریہ، بغداد اور دمشق میں کیمیاوی علوم کافی حد تک پہنچ چکے تھے لیکن یہ امر مشتبہ ہے کہ یہ علم مدینہ میں بھی رسائی کر گیا ہو، جہاں سنیوں کے امام اور ایک سرگرم رکن جعفر صادق زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ پھر یہ امر بھی آپ کی شان سے بالاتر ہے کہ آپ تبلیغی تعلیمی سرگرمیوں کو چھوڑ کر طرح طرح کے [illegible] پارہ، گندھک جیسے کیمیاوی اعمال میں یا جابر جیسے شاگردوں کو دھاتوں کی قلب ماہیت کے فن سے متعلق تعلیم دینے میں اپنے آپ کو مصروف رکھیں۔"

رسکا نے صرف جعفر صادق کی کیمیادانی سے انکار کیا ہے بلکہ یہاں تک اپنا شبہ ظاہر کر دیا ہے کہ

جس قدر کتابیں جابر کی طرف منسوب ہیں اور جن میں جعفر صادق کا نام بحیثیت اس کے استاد اور معلم کے لیا گیا ہے، دور مابعد کی پیداوار ہیں جنہیں مختلف مصنفوں نے اپنی طرف سے لکھ کر جابر کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

پروفیسر رسکا کے یہ شبہات حسب ذیل وجوہ کی بنا پر جرح و تعدیل کے محتاج ہیں۔

(۱) جہاں تک ہمارے معلومات کی حد ہے کسی معتبر تاریخ سے کوئی شہادت اس بارے میں نہیں ملتی کہ جعفر صادق نے اپنی تمام زندگی مدینہ میں صرف کی ہو۔

(۲) جولیس رسکا کا یہ قول کہ اس زمانے میں مدینہ میں علم کیمیا کی کوئی درسگاہ کا پتہ نہیں چلتا، اگر یہ صحیح بھی ہو تو اس سے کسی طرح یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جعفر صادق نے کسی اور مقام پر کیمیا کا درس نہ حاصل کیا ہو۔

(۳) رسکا نہ صرف کسی اور مورخ کیمیا، کے اس سے کوئی واقف ہے کہ ایرانیوں ہی کے ہاتھوں سب سے پہلے علم کیمیا پھولا پھلا،

باشندگانِ خراسان اس دور میں بلکہ اس سے پہلے سے بھی ہمیشہ کیمیا سے کافی دلچسپی رکھتے تھے۔

(۴) مروجہ علم و ادب میں ہمیشہ ایرانی ہی کیمیا دان تھے۔ اکثر صوفیاً اپنے باطنی اشعار میں بیشتر مقامات پر کیمیائی اصطلاحات استعمال کیا کرتے تھے۔

(۵) یہی وجہ ہے کہ چونکہ جعفر صادقؑ شیعہ کے ایک بہت بڑے رکن اور امام تھے اور ایرانی شیعہ سے آپ کے گہرے روابط تھے اس لئے یہ سوال قرین صواب معلوم ہوتا ہے اور اس مفروضہ کے سد راہ کوئی ظاہری سبب بھی نہیں، کہ جعفر صادقؑ کو کیمیا سے تھوڑی بہت واقفیت، عملی طور پر نہ سہی، کم از کم نظری کیمیا کے متعلق ضرور تھی۔

(۶) جابر اور جعفر صادقؑ کے درمیان تعلق کو ظاہر کرنے کے لئے اوپر کی دلیل کافی ہے۔ پروفیسر رسکا کے نزدیک کیمیاوی اعتبار سے جابر و جعفر صادقؑ کے مابین تعلق میں شک و شبہ کرنے کا سبب محض اس کا یہ نتیجہ اخذ کرنا ہے، کہ جعفر صادقؑ کیمیا داں نہیں ہو سکتے، لیکن

(الف) ہم اس دعویٰ کو بلا کسی دلیل محکم ہی کے تسلیم کر لیتے ہیں۔ اور

(ب) جابر کے متعلق مورخین کا اتفاق ہے، کہ وہ صوفی تھا نیز اس کا صوفی ہونا خود اسکی کتاب السموم کے مقدمہ سے ظاہر ہوتا ہے، اس دور کے حسب رواج ایک مرید کو کسی مرشد کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو جانا ضروری تھا، امکانی طور پر ہم یہ توجیہہ کرتے ہیں کہ جابر علوم باطنیہ میں جعفر صادقؑ کا شاگرد تھا۔ اگر یہ قابل تسلیم ہے، تو یہ امر بعید از قیاس نہیں کہ اس نے اپنے استاد سے کیمیا کے متعلق تھوڑا بہت علم بھی سیکھ لیا ہو، جب اس سے یہ مسئلہ واضح ہوگیا کہ جعفر صادقؑ کوئی عملی کیمیا دان نہ تھے، لہٰذا ان کے تعلق کی تکذیب کے لئے کوئی معقول وجہ نہیں یا اس مفروضہ سے کہ نہ ہونے کے خلاف کوئی دلیل نہیں ملتی کہ جعفر صادقؑ [illegible] کیمیا دانوں کی اصطلاحوں اور ان کے اشاروں سے نا واقف تھے۔

رسکا کے دوسرے شبہ پر کہ "جابر کی غیر منسوب کتابوں میں جعفر صادقؑ کا نام بحیثیت اس کے استاد کے آیا ہے جس پر ہم آئندہ بحث کریں گے، ہم یہاں جابر و جعفر کے رشتۂ تلمذ کو ثابت کرنے کے لئے ابن خلکان کی روایت پیش کرتے ہیں جس نے اپنی تاریخ میں جعفر صادقؑ کی مختصر سوانح میں پیش کیا ہے۔

"صنعتِ کیمیا، زجر (شگون) اور فال میں امام جعفرؑ کے بعض ارشادات پائے جاتے ہیں، ابو موسیٰ جابر بن حیان صوفی باشندہ طرطوس آپ کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے ایک ہزار ورق پر مشتمل ایک کتاب لکھی ہے جس میں جعفر صادقؑ کے رسائل درج ہیں جن کی تعداد پانچسو ہے۔ آپ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی اور آپ نے شوال ۱۴۸ھ میں مدینہ میں انتقال فرمایا۔" (ابن خلکان)

جابر کی اکثر کتابوں میں بعض مقامات پر صرف جعفر کا نام اور بیشتر مواقع پر محض "سیدی" کہیں کہیں "سیدی جعفر صادق" وغیرہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں چونکہ جابر کا تعلق برامکہ سے تھا اور بالخصوص جعفر بن یحییٰ سے، اس لحاظ سے بعضوں کا خیال ہے کہ حضرت سے مراد "جعفر بن یحییٰ برمکی" ہے۔ شیعہ کہتے ہیں کہ جعفر صادقؑ ہی کو سیدی سے تعبیر کیا ہے۔ لیکن جابر کی تصانیف کے سرسری مطالعہ ہی سے ان دونوں ناموں کے درمیان بخوبی تمیز ہو سکتی ہے بعض جگہ خود جابر نے ان کی تصریح بھی کردی ہے، نیز ان ناموں کے مواقع استعمال اور سیاق و سباق سے شخصیت کا بآسانی تعین ہو سکتا ہے کسی ایک ہی کے تعلق کو ثابت کرنا اور دوسرے کی تردید کرنا صحیح نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ محکم روایات سے ثابت ہو چکا ہے کہ دونوں سے روابط اور تعلقات تھے۔

جابر کی اکسیر

(۱)

نظریہ تولید معادن

مصنفین اور مورخین کے بیانات کے مطابق قدیم علم کیمیا شروع سے آخر تک عطائی تھا، مادہ کی اصلیت و تغیر کے متعلق ان کے نظریات افلاطون و ارسطو کے پیش کردہ اربع عناصر پر منحصر تھے جو مادہ کی ترکیب و ساخت میں داخل ہیں قدیم زمانے میں مظاہر قدرت کی۔

... کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ہے، حقائق و واقعات کو ظاہر کرنے کے لئے جن کو ہم کیمیاوی نام سے موسوم کریں، کوئی نام موجود نہیں تھا، یونانی لفظ "کیمی" کا ظہور لفظاً تقریباً چوتھی صدی عیسوی میں ہوا، اور دھاتوں کے متعلق فنون کو نامزد کرنے اور بالخصوص ادنیٰ دھاتوں سے نقلی سونا اور چاندی بنانے کے لئے استعمال ہونے لگا اس مفروضہ فن سے نہ تو پلینی (Pliny) واقف تھا اور نہ ہی اس کے دور کے دوسرے مصنفین قدیم علمی نسخوں میں مصریان کے دو قرطاس دستیاب ہوئے ہیں جن میں پیشوں (صنائع) کے متعلق بعض ایسے معلومات مہیا کئے گئے ہیں، جو ادنیٰ دھاتوں کو سونے اور چاندی میں تبدیل کرنے کے تصورات کو اجاگر کرتا شروع کرچکے تھے، ان دستاویزوں سے یہ خیال واضح نہیں ہوتا کہ پیشہ وروں اور صناعوں نے تحویل معادن اور قلب ماہیت سے متعلق نظریات پیش کرنے کی کوئی زحمت گوارا کی ہو ان کی تمام تر توجہ اور مصروفیت ہنروں کو بہتر سے بہتر صورت میں آشکارا کرنے پر تھی، اس کے باوجود وہ اس حقیقت سے بے خبر تھے کہ کون ان کے ماحصلات (حاصلات تحریر) تمام تر ظاہری صفات کے ہوتے ہوئے حقیقی سونا، یا چاندی یا جوڑ (ELECTRUM) میں مبدل نہیں ہوتے۔ دھاتوں کے قلب ماہیت کے امکان کا یہ مسلسل اعلیٰ قسم کے تجربے کا موجب ہوا لیکن بدقسمتی سے کیمیا داں ہمیشہ غیر واضح اور مبہم نظریات ہی پیش کرسکتے تھے، اس کے علاوہ اسکندریہ کے غناسطی (باطنی) اور نو افلاطونی فلسفی اور مبہم متعدات نے اجزا و وہ مدات خود کتنے ہی پسندیدہ اور جاذب نظر کیوں نہ ہوں، کیمیائی سائنس پر برا اثر ڈالا اس طرح علم کیمیا تجرباتی حقائق میں کم سے کم ہوتا گیا اور زیادہ سے زیادہ حد تک خیالی اور مافوق الفطرت عملیات کا مجموعہ ہوکر رہ گیا ہے[2]

ایسے ماحول میں جابر بن حیان نے اپنا مطالعہ اور تحقیقی کام شروع کیا، کچھ تعجب نہیں کہ وہ اپنے گرد و پیش کے اثرات سے دور رہنے میں مکمل طور پر کامیاب نہ ہوا ہو، اس کی حرکتیں اس وقت دستیاب ہوئی ہیں، وہ پریشان اور منتشر خیالات پر مشتمل ہیں لیکن جا بجا ان میں ایسے ٹھوس اور محکم حقائق بیان کئے گئے ہیں جو حقیقی معنوں میں جدید کیمیا کا سنگ بنیاد ہیں، باوجودیکہ اس کا رجحان مبہم خیالات اور مافوق الفطرت معتقدات پر ہے، وہ بہت واضح اور صاف طور پر بہ مقابلہ کسی دوسرے قدیم کیمیا داں کے تجربات و مشاہدات پیش کرتا اور ان کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے، اس نے کیمیائی نظریات و عملیات میں قابل لحاظ ترقی کی ہے۔ نظریہ کیمیا میں اس کا سب سے بڑا اضافہ اس کے وہ تصورات ہیں جو اس نے دھاتوں کی ساخت کے متعلق پیش کئے ہیں[1]

جابر نے دھاتوں کی قلب ماہیت کے متعلق جو نظریہ پیش کیا ہے، وہ چند معدنی مفروضات پر مبنی ہے اور یہ مفروضات ایک حد تک دوسرے عرب مصنفین میں بھی ملتے جاتے ہیں[1]۔ ستاروں کے اثرات کے تحت یہ دھاتیں زمین کے اندر تشکیل پذیر ہوتی ہیں اور یہ تکوین پارہ اور گندھک کی مناسب ترکیب پر منحصر ہے، ان میں اختلاف صرف ان کے عارضی خصوصیات کی وجہ سے ہوتا ہے، اس اختلاف کا مدار گندھک کے اشکال پر ہے جو ان کی ترکیب میں داخل ہیں اور ان کبریتوں کا انحصار مختلف زمینی خصوصیات آفتاب کی دائری حرکت اور اس کی حرارت پر ہے، یا پارہ پھونک، یا پارہ خالص اور یا پارہ قیام پذیر گندھک سے کی گندھک ہے (آنکبریت الملتھب) جس کے ساتھ پارہ ایک خاص مرکز حالت میں ترکیب پاکر سونا بناتی ہے اسی تناسب کی وجہ سے سونا اس آگ کا مقابلہ کرتا ہے جس میں جلانے کی طاقت ہوتی ہے، جیسا کہ یہ دوسری دھاتوں کو پگھلا دیتی ہے۔

تمام دھاتیں بہ اعتبار اصل دو سے بارہ سے مرکب ہیں جو معدن کی اس گندھک کے ساتھ پیوستہ ہوگیا ہے جو زمین کی بھاپ سے علیحدہ ہوکر پارہ کے ساتھ مل گئی ہے۔

ان دھاتوں میں اختلاف ان کے مختلف عوارض کی وجہ سے ہے اور ان کے مختلف عوارض ان مختلف گندھکوں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اور ان گندھکوں کا اختلاف ان کی مٹی (تراب احمر) اور ان کے مقامات کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہے، جہاں آفتاب کی حرارت اپنی گردش

---

[2] سونے یا چاندی کی صورت جس کو قدیم یونانی سکوں کے بنانے میں استعمال کرتے تھے اس کا رنگ کہربائی ہوا کرتا تھا[1] داستان بدایا کیمیا" اسحٰق ماں ص۱۲۵

[1] واصعین کیمیا موم پارہ صفحہ ۸۵ تا ۸۶ رسائل اخوان الصفا مطبوعہ بمبئی جلد (۲) صفحہ (۸۰) ابن سینا کتاب الشفا جلد ۱ صفحہ ۲۵۴۔ قزوینی عجائب المخلوقات جلد ا صفحہ ۲۰۴ و مستعمل اکتاب سر الخلیقہ منسوب بلینیس مترجمہ رسکا ہیڈلبرگ ۱۹۲۶ء صفحہ ۱۵۱، ۱۲

سے دوران میں پہونچا کرتی ہے، ان گندھکوں میں سب سے لطیف و
پاکیزہ اور معتدل ہونے کی گندھک ہے، اسی لئے اس کے ساتھ پارہ
معتدل طور پر منعقد (بستہ) ہوگیا ہے، اسی اعتدال کی وجہ سے یہ آگ
کا مقابلہ کرتا اور آگ پر ثابت و قائم رہتا ہے اور آگ اس کو جلا نہیں
سکتی جیسا کہ دوسری تمام دھاتوں کو جلا دیتی ہے اور قدرت اگر کسی
شخص کو یہ قدرت حاصل ہو جائے کہ وہ کبریت (گندھک) کی تدبیر یہاں تک لطیف ... پیدا کر دے
کہ اس سے ایک بہترین جوہر صابغ نمودار ہو جائے، اس کا رنگ
پائیدار اور ... اس کی قوت ... اصلاح ... اس
کی خاصیت ظاہر ہو جائے تو ایسا شخص فلاسفہ ... والوں کے
راز سے واقف ہو گیا، سونے کی گندھک کو اس درجہ تک لطیف ...
محض فلاسفہ کے طریقہ سے اور ان کے اس ... سے ہی بنایا جا سکتا
ہے جس میں ... پائی جاتی ہیں یعنی ... گراں بھی ہے،
ارزاں بھی، حقیر بھی ہے، عزیز بھی، معروف بھی ہے، مجہول بھی، موجود
بھی ہے، معدوم بھی، ظاہر بھی ہے، پوشیدہ بھی، جس شخص کو یہ کچھ
سمجھ ... ہوگی اس کے لئے یہ امر واضح ہوگیا کہ کبریت ...
کا وہ جوہر ہے جس کی ... اور ... کے بغیر کوئی عمل اور
کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی۔ (کتاب الایضاح جابر)

جابر کے مذکورہ بالا نظریات کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے ارسطو تک
چند قدم پیچھے جانا پڑے گا جس کا عام نظریہ اسلامی سائنس
والوں (حکمائے اسلام) میں عام طور پر تسلیم کیا گیا تھا۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے
کہ تمام اشیاء چار عناصر آب، آتش، باد، خاک، سے مرکب ہیں اور
یہ سب عناصر ایک دوسرے میں منتقل ہو سکتے ہیں یعنی تمام اشیاء مختلف
تناسبوں اور مختلف ترکیبوں کے لحاظ سے چار عناصر سے مرکب ہیں
لیکن مادہ اولیٰ (ہیولیٰ) ان سب میں ایک ہی ہے۔ اس لحاظ سے
صورت نوعیہ کی تبدیلی کے ذریعہ سے ایک شئی کی دوسری شئی میں تقلیب
و تحویل ممکن ہے، ایسے تغیر کے پہلے مرحلے کو تعفن (فساد) گلنا،
سڑنا (CORRUPTION) کہا جاتا ہے جس کے معنی
یہ ہیں کہ اصل صورت نوعیہ معدوم ہو گئی، دوسرے مرحلہ کو جو نمود اور نوع
پذیر ہو جانا ہے تکوین (کون) تولید (GENERATION)
کہتے ہیں جس کے ذریعہ مادہ اولیٰ (ہیولیٰ) ایک دوسری صورت نوعیہ
حاصل کر لیتا ہے۔

اشیائے مرکبہ تین بڑے گروہوں میں منقسم ہیں (۱) نباتات (۲)
حیوانات (۳) معدنیات۔ پھر یہ مختلف اقسام اور مختلف انواع و
اشکال میں تقسیم پائے جاتے ہیں، معدنیات کی ایک شکل دھات ہے، اس
لحاظ سے تمام دھاتیں شکل و صورت کے اعتبار سے ایک ہی ہیں وہ
(دیگر اشیاء کی طرح) مادہ اولیٰ سے مرکب ہیں، اسی صورت نوعیہ
کے ساتھ ترکیب پائی ہیں۔

ارسطو کے خیال کے بموجب یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ تمام اشیاء آب
و آتش، باد و خاک سے مرکب ہیں جیسا کہ ہم نے ابھی کہا ہے اور
یہ سب عناصر ایک دوسرے میں منتقل ہو سکتے ہیں، معادن و فلزات
کے اصل بخاری اجزاء دو ہیں ایک زمین کا دھواں (دخان ارضی) دوسرا
آبی بخارات (ابخرۂ مائیہ) اول الذکر جز زمین کے چھوٹے چھوٹے ذرات
پر مشتمل ہے، جو آگ ہے کے دوران میں ہے، برخلاف اس کے
موخر الذکر جز پانی کے چھوٹے چھوٹے ذرات سے مل کر بنتا ہے، جو ہوا
بننے کی طرف مائل ہے کوئی جز کسی دوسرے جز کی موجودگی سے
پوری طرح آزاد نہیں ہوتا، احجار اور دیگر معدنیات اس وقت تشکیل پاتے
ہیں جب کہ دو بخاری اجزاء باہم متحد ہوتے ہیں، لیکن خشک یا
دخانی عنصر غالب ہو جاتا ہے، دھاتیں بھی ایسے ہی حالات کے تحت وجود
میں آتی ہیں بشرطیکہ پانی کا جز متسلط ہو جائے۔

جابر نے دھاتوں کی اصل و نقل کے متعلق اسی نظریہ کو تسلیم کیا
... کے ساتھ اس کا یہ بھی خیال ہے کہ یہ نظریہ حقائق و مشاہدات
کو ... دینے اور دھاتوں کے عملی مبادلہ کے طریقوں کو آشکارا کرنے کے
لئے بہت کم ممد و معاون ہے، اس نے اس نظریئے میں اس طرح
تبدیلی کر دی کہ وہ مبہم اور گول مول دائرہ سے نکل کر ایک حد تک واضح ہو گیا
اور جو نظریہ اس نے پیش کیا وہ چند ترمیموں اور اضافوں کے ساتھ
اٹھارویں صدی عیسوی کی کیمیا "نشأۃ جدیدہ" تک برقرار رہا۔ اس کو
خیال تھا کہ دو اجزاء جب طبقات ارض میں منعقد ہوتے ہیں تو فوراً ہی
دھاتوں (معادن) میں تبدیل نہیں ہو جاتے، بلکہ ان میں پہلے ایک
درمیانی تبدیلی واقع ہوتی ہے، خشک یا دخانی جز گندھک میں
تبدیل ہو جاتا ہے اور آبی جز پارہ میں، اور بعد میں صرف گندھک اور
پارہ کے باہم اتحاد و امتزاج کی وجہ سے دھاتیں تشکیل پذیر ہو جاتی
ہیں مختلف قسم کی دھاتوں کے موجود ہونے کی وجہ یہ ہے کہ گندھک
اور پارہ ہمیشہ خالص نہیں ہوتے اور نیز یہ کہ بجا طور پر ہمیشہ ایک

... کے ساتھ ترکیب میں پیش کرتا کہ وہ پوری طرح خالص ہوں، ... کے ساتھ بہ کمل قدرتی تناسب کے ساتھ باہم ترکیب پا جائیں ... جو چیز اس سے حاصل ہوگی وہ خالص ترین دھات ہوگی جس کو ہم ... کہیں گے، خالص ہونے اور تناسب کے برقرار رکھنے یا دونوں ... کے نتیجہ خوبیاں رہ جاتی ہیں اس کے نتیجہ میں، چاندی، سیسہ، قلعی یا تانبہ جیسی دھاتیں وجود میں آتی ہیں لیکن چونکہ یہ دھاتیں سونے کی طرح ان ہی اصل اجزا سے ترکیب پاتی ہیں اس لئے ترکیب و امتزاج کے باہمی واقع ہونے والے ان حادثات و آفات اور عوارض کا علاج مناسب طریقوں سے کیا جا سکتا ہے، ایسے اصلاحی تدابیر کا اختیار کرنا علم کیمیا کا موضوع ہے۔[1]

جدید العہد علما کے ذہنوں میں یہ خیال گذرتا ہوگا کہ اوپر جو نظریہ بیان کیا گیا ہے اس کو نہایت آسانی کے ساتھ تجربہ کی کسوٹی پر جانچا جا سکتا تھا کہ گندھک اور پارہ کے باہم امتزاج سے دھاتیں حاصل کی جائیں، ہم کو کامل یقین ہے کہ اس قسم کا صریح اور واضح نتیجہ جابر کی نظروں سے اوجھل نہ ہوا ہوگا کیونکہ وہ اپنی ایک کتاب میں اسی قسم کا ایک تجربہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اسے ایک تجربہ کا ... ایک سرخ پتھر تھا جو سائنس دانوں (حکما) میں شنگرف (CINNABAR) کے نام سے مشہور ہے یہ وہ شئے ہے جو جدید کیمیا کی درسی کتابوں میں مرکیورک سلفائڈ (... سلفائڈ) کے نام سے موسوم ہے۔[2]

نظریۂ قلب ماہیت

تحویل معادن میں جابر کا نظریہ یہ ہے کہ ہر دھات چار اساسی کیفیات (گرمی، خشکی، سردی، تری) سے متصف ہے، جن میں سے دو کیفیات خارج جسم میں ہوتی ہیں اور دوسری دو کیفیات کے متعلق یہ خیال کیا گیا ہے کہ وہ اندرون جسم میں رہتی ہیں، جہاں پر وہ عجیب و غریب تدابیر و حیل سے ظہور میں آ سکتی ہیں۔

چنانچہ جابر اپنی کتاب السبعین میں اس طرح لکھتا ہے

"یہ کائنات کی ہر شئی میں خواہ وہ نباتی ہو یا معدنی، حیوانی ہو یا ان تمام سے مرکب، چار کیفیات سودا، صفرا، بلغم اور خون کا بنیادی عناصر ہیں۔ یہ کیفیتیں اپنی مختلف شکلوں اور متضاد صورتوں میں، اسی شئی کے اندر جاگزیں ہوتی ہیں، نیز یہ کیفیات ہر موجود شئی میں یا تو مکمل طور پر ظاہر ہوتی ہیں یا مکمل طور پر پوشیدہ، ہر موجود شئی کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس میں مؤثر یا متاثر (فاعل و منفعل) دو کیفیتیں ظاہر ہیں اور اسی قسم کی مؤثر و متاثر (اثر پذیر و اثر انداز) دو کیفیات باطن میں ہوں، مکمل و ناقص کا مطلب یہ ہے کہ چاندی کا بیرون (ظاہر) فلاسفہ کے نزدیک ناقص ہے اور اس کا اندرون یا باطن مکمل، سونے کا حال اس کے برعکس ہے اس لئے فلاسفہ کے نزدیک یہ آسان ہے کہ قلیل عرصہ میں اجسام کو ان کی کیفیتوں کی طرف لوٹا دیں، لوٹانے کا مطلب یہ ہے کہ اشیاء کی حصوں کو ایک دم بدل کر رکھ دیں چنانچہ فلاسفہ اس مقصد کے لئے باطن کو ظاہر اور ظاہر کو باطن بنا دیتے ہیں

گویا لوہے کا بیرونی حصہ جامد ہے اور اندرونی حصہ ... کیونکہ اس کا ظاہر لوہا ہے جو سیسہ، چاندی و سونے کے حرارت ... اور اس کا باطن پارہ ہے ... سونے اور چاندی کی نسبت حرارت ... حصول سے لوہے کو مناسب دستی میں ... کر دیا تو اس کا ظاہر ... اور ... گرم و خشک ہوگا ... اس کی حرارت کو آشکارا کر دیا اور اس کی ... کو پوشیدہ اس لئے اس کا بیرون گرم ... ہوگیا، یہی سونا ہے اور اس کا اندرون سرد و خشک ہوگیا یہ چاندی بناسپتی کی قلعی ہے کیونکہ بعض لوگوں کا قول یہ ہے کہ سونے کا باطن قلعی ہے، بعض کہتے ہیں کہ اس کا باطن چاندی ہے، یہی قول عمدہ ہے ہم ... کر کرتے ہیں پھر اس کو کس طرح تحویل کیا جائے اس کو بھی بیان کریں گے۔

اصول تعقیب:۔ سب سے پہلے ہم اس اصول کو ذہن نشین کر لو کہ بعض اجسام ایسے ہیں کہ ان کو مکمل اور خالص جسم بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے دو ظاہری عناصر کو باطن میں اور ان کے دو باطنی عناصر کو ظاہری طرف لے آئیں، فلاسفہ کے راز کا یہی مفہوم ہے۔ بعض اجسام کے لئے ضروری ہے کہ ان کا صرف ایک باطنی عنصر ظاہر میں آشکارا کیا جائے اور اس عنصر کا متضاد عنصر اس کے باطن کی طرف لے جایا جائے اب ہم اسی کو یہاں ذکر کریں گے۔

(کتاب السبعین جابر رسالہ ۳۲، مختارات رسائل جابر صفحہ ۴۶۹)

---

[1] واضعین کیمیا، ہومیارڈ، صفحہ ۵۷

[2] " " " ۱۵۸

ذیل کے نقشہ میں وہ تعلقات پیش کئے جاتے ہیں جو دھاتوں کے اور ابتدائی کیفیات کے درمیان پائے جاتے ہیں۔

نمبر شمار	نام دھات	خارج میں (ظاہرا)	داخل میں (باطنا)
۱	جست	سرد و خشک زیادہ گرم	گرم و تر زیادہ سخت
۲	قلعی	سرد و تر نرم	گرم و خشک نرم
۳	لوہا	گرم زیادہ سخت	سرد و تر نرم
۴	سونا	گرم و تر	سرد و خشک
۵	تانبہ	گرم و خشک لیکن لوہے سے بہت کم خشک	سرد و تر
۶	پارہ	سرد و تر نرم	گرم و خشک، سخت
۷	چاندی	سرد و خشک	گرم و تر

ہر دھات اپنے اندر ایک دوسری دھات بھی ہے، جس کی اندرونی کیفیات اس کی بیرونی کیفیات سے بالکل متضاد اور جداگانہ ہوتی ہیں، چاندی کا اندرونی حصہ سونا ہے لیکن معدنی خشکی اور کثافت نے اس کو ناکارہ بنا دیا ہے، اس طرح گویا اس نے سونے کو اپنے داخل سے خارج کر دیا اور وہ طبیعت و حرارت جس نے اس پر قابو پا لیا تھا خارج میں قائم ہو گئی ہے، اس طرح سے چاندی ہو گیا اور اس کا باطن (داخل، اندرون) سونا، اگر کوئی یہ چاہے کہ چاندی کو سونا کر دے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اولاً باطن کے کثائف کو دور کرے جس سے حرارت کا ظہور ہوگا، ثانیاً یہ لازم ہے کہ داخل سے خشکی کو دور کرے جس سے رطوبت ظاہر ہوگی اس طرح سے چاندی سونے میں تبدیل ہو جائے گی۔ دوسری مثال یہ ہے کہ خارج میں لوہا ہے (گرم و خشک) اور داخل میں پارہ (سرد و تر) ہم اسے اس طرح بہتر بنا سکتے ہیں کہ اس کی خشکی کو کم کر دیں، رطوبت کا ظہور ہوگا اور وہ سونے میں تبدیل ہو جائے گا کیونکہ جب اس کی رطوبت خارج میں ظاہر ہو جائے گی تو اس کی یبوست (خشکی) باطن کی طرف چلی آئے گی جس سے اس کی رطوبت ظاہر ہوگی اور برودت کے ظہور پر حرارت اندر کی طرف چلی جائے گی اور اس طرح لوہا چاندی میں تبدیل ہو جائے گا۔

اس طرح دھاتوں کا قلب و انقلاب ابتدائی کیفیات کی سادہ تبدیلی کی طرف ہمارے ذہن کو منتقل کرتا ہے کہ تمام دھاتوں کو سونے کی طبیعت میں تحویل ہو جانا چاہیئے اس اصول کے تحت سونا ایک مناسب مزاج اور ایک موزوں طبیعت کا حامل ہے۔

جابر اور حجر فلاسفہ

جابری کیمیا کا عام تصور اور دوسرے فلسفیانہ اہم تشکیلی خاکوں کو حاصل کرنے کے لئے جن کی بنیادوں پر کیمیا کا عالی شان قصر تعمیر کیا گیا ہے، یہ ضروری ہے کہ حجر فلاسفہ "اکسیر حیات" اور عمل کل اور ان کے اعمال و خواص میں غور کریں، جن کے انکشافات کے متعلق دعوے کئے گئے ہیں۔ مزید یہ دیکھیں کہ یہ دعوے کہاں تک موجودہ کیمیا و طبیعیات کے مسلمات اور حقائق کے مطابق ہیں۔

عام محلول کی تلاش

قلب ماہیت اور تعمیر و استحالہ کے امکان کے تصور اور بحث کو گذشتہ سطور میں پیش کیا جا چکا ہے، ہم خیالات کیمیا والوں کے اصل اہم تشکیلی مسئلہ کو پیش کرتے ہیں، اب ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ تصورات قلب ماہیت کے امکان پر کس طرح اثر انداز ہوئے، بالخصوص بنیادی دھاتیں سونے میں تبدیل کی جا سکتی ہیں، قدیم کیمیا دانوں کے نزدیک جیسا کہ ہم نے مشاہدہ کیا ہے مادہ اولی کا فلسفیانہ نظریہ مقبول رہا جو تمام اشیاء موجودہ کا عنصر ہے، اس سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ بعض ایسے بنیادی مادے بھی ہیں جن کی طبائع و کیفیات درجہ تکمیل تک پہنچ چکی ہیں اور جن میں خاص خاص تاثیریں رکھی ہوئی ہیں اس مادہ کو انہوں نے مختلف کم و بیش مبہم مترادف ناموں سے موسوم کیا، مثلاً عالم مطلق، اکسیر، صالح، جوہر وغیرہ ان کا عقیدہ تھا کہ جب یہ مادہ دوسرے اجسام کے ساتھ آمیز کیا جائے، تو پوری قوت کے ساتھ ان پر عمل کرتا ہے، ناقص اور لوث آمیز دھاتوں سے ان کے نقصوں اور آمیزشوں کو دور کر کے ان کی تحلیل و تطہیر کرتا اور ان کو مکمل دھات یعنی سونے میں تبدیل کر دیتا ہے۔

[illegible] بیانات

قدیم کیمیاداں نے کوئی ... قطعی فیصلہ کن خیال پیش نہیں کیا، کہ یہ مادہ کیا ہے، کس چیز سے ... چونکہ اس کو حاصل کرنے کے لئے انہوں نے مختلف طریقے ... نکال سکے اور اسے مختلف مقامات پر جانچا، دیکھا بھالا، انہوں ... اس کو معدنی ہونا قبول نہیں کیا، بلکہ اس کی تیاری کے لئے خون، ... بال اور انڈے وغیرہ نباتاتی مادوں کو استعمال کیا، یونانی اور بعض ... عرب مصنفین نے نظری طور پر طلب ماہیت کی حقیقت کو بیان کیا ... لیکن کوئی ایسا عامل محول جو اس پر اثر انداز ہو، بیان کرنے کی جسارت ... نہیں کی، جابر ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے اس عامل کا انکشاف کیا ... اور اس کو تیار کر دکھایا، یہاں عربی کتاب اسطامس کی تشریح کتاب ... سے الجر کی تشریح نقل کی جاتی ہے۔

"طالب کو جاننا چاہئے کہ الجر وہ ماء اصلی ہے جو سرزمین ہند میں مدفون ہے، وہ مادہ وہ ہے جو کاشغر کے ملک سے برآمد ہوتا ہے، ایک سرخ تیزابی ہے، جو ملک ایران میں پھروں سے آگ جھاڑتا ہے، یہ وہ درخت ہے جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر اگتا ہے اور وہ ایک نوجوان آدمی ہے جو مصر میں پیدا ہوا، اور یہ ایک شہزادہ ہے، جو اندلس سے آتا ہے"[1]

اسی کتاب میں ایک دوسرا بیان ہے کہ اس حجر اعلم کے کئی نام ہیں، "آب رواں، نار جاودانی، نار محرق، مردہ رس، عرسلیت، جرثیمی، طیران پذیر، ثابت و برقرار، ابیض، لعو دیدیر، درخشاں، آگ کا مقابلہ کرنے والا، آگ سے کشتہ ہو جانے والا" وغیرہ۔ غرض کہ مصنف نے جس قدر نام الجر اور مادہ اولی کے معنی میں لکھے ہیں اس سے وہ جوہر صالح اور وہ روح فعال مراد لیتے ہیں جو مادوں میں سرایت کر جاتی ہے، اور مکمل کیمیات رونما کر دیتی ہے، لیکن اس سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے ایسے مادہ فعال کا انکشاف نہیں کیا اور اس کا رجحان ان تمام رموز کو پیش کرتا ہے جو اس کی توضیح کے سلسلہ میں بیان کئے گئے ہیں[2]۔

بعض ماہرین کیمیا کا یہ دعویٰ ہے کہ حجر فلاسفہ سے مراد مادہ یا سونا ہے، لیکن وہ یہ احتیاط کرتے ہیں کہ ہم ان دھاتوں کی حقیقت و ماہیت سے جاہل ہیں، اگر عامل محول انتہائی درجہ کا خالص نہ ہوگا تو وہ دھاتوں کو محض چاندی میں تبدیل کر دیگا نہ کہ سونے میں، بعضوں نے اس خیال میں اور جولانی دکھائی ہے، اور کہا ہے کہ درحقیقت دو قسم کے عامل ہیں، مقتدر اعلیٰ اور مقتدر ادنیٰ، پہلا سونے کے حصول میں اور دوسرا کسی دھات کو چاندی کے درجہ تک پہونچانے کا کام کرسکتا ہے، اس قسم کے تمام بیانات مبہم ہیں[3]

الجر کی تحقیق

مادہ محول یا عامل مقلب کا مشہور و معروف نام حجر فلاسفہ ہے الجر کے لفظ سے اس کے معنوی و حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ اس کیلئے بہت ہی جاذب اصطلاح اور معنی خیز مفہوم پایا جاتا ہے۔ یہ لفظ مائع، ٹھوس اور بخاری اشیاء پر منطبق ہوتا ہے نیز یہ ہر اس شے پر اطلاق کیا جاتا ہے جس میں محول لاانتہا افزائش قوت موجود ہو، اس واضح نام کا ظہور اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ خالص نظری بیانات نے عجیب و غریب کاوش پسند مستشرقین کی صفات کو واضح کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ عملی کوششوں کو جگہ دی تھی، زوسیموس کیمیائے قدیم کا وسیع النظر مصنف، حجر فلاسفہ کی توضیح اس طرح کرتا ہے۔

"حجر فلاسفہ کی بابت گفتگو کرنے کے سلسلہ میں یہ سمجھ لینا چاہئے، کہ یہ حجر نہیں ہے بلکہ ایک ایسی قیمتی شئی ہے جس کی کوئی قیمت نہیں، اس کی مختلف شکلیں ہیں، لیکن اس کی کوئی خاص شکل نہیں، یہ سب میں مشہور بھی ہے، اور مجہول بھی اس کی صرف ایک نوع ہے، لیکن اس کی قسمیں مختلف ہیں، تمام اشیاء اسی ایک سے برآمد ہوتی ہیں اور سب اسی کی طرف عود کرتی ہیں یہاں ایک سب سے بڑا راز پوشیدہ ہے"[4]

الجر کی تشریحات قرون متوسطہ میں اور اس کے بعد

عام طور سے بیان کیا جاتا ہے کہ الجر ایک سرخ سفوف ہے لولی (Philly)

اس کو سرخ جواہر (carbunculo) کے نام سے یاد کرتا ہے، ہیرکلوس، اس لعل و یاقوت کے رنگ کا ایک ٹھوس جسم تصور کرتا ہے، جو صاف شفاف اور چمکدار ہوتا ہے اور اس کے

---

[1] داستان کیمیاگری "مرکز" صفحہ ۱۳۱ و مابعد

باوجود بلور کی طرح ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے، وان ہلمنٹ لکھتا ہے۔

میں الحجر کو دیکھ چکا ہوں اور اسے حاصل کر چکا ہوں
وہ زعفرانی رنگ کا سفوف تھا، وہ وزنی تھا اور
بہترین خوشنما بلور کی طرح چمکتا تھا۔

بیری گارڈ دی پیسا (Berigard de Pisa)
جس نے اس مادہ کو دوران استحالہ میں مشاہدہ کیا تھا، جو بہت قیمتی
تھا، کہتا ہے کہ یہ مادہ کو کنار کے ہر رنگ تھا اور سونگھنے سے دریائی
نمک کے جلنے کی سی بو آتی تھی، ہیلی ویشس اس مادہ کو گندھک
کے رنگ (Helvetius) کا بیان کرتا ہے، اسٹر یہ
کہ اس کی تشریحات مختلف رنگ اور گوناگوں پیرایہ میں کی گئی ہیں لیکن
اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کوئی ایسا مادہ ممکن نہ ہو جو ان تمام
کو جامع ہو۔ فلالیتھس (Philalethes) نے
اپنی کتاب (Brief guide to the celestial Ruby) میں
حجر فلاسفہ کے متعلق ایک تفصیلی بیان دیا ہے ہم یہاں اس کا اقتباس
پیش کرتے ہیں۔

حجر فلاسفہ ایک قسم کا آسمانی، روحانی، لطیف ذرات اور
قیام پذیر مادہ ہے جو تمام دھاتوں کو سونے یا چاندی کا
کمال عطا کرتا ہے۔ قدرتی طریقوں کے ذریعہ ان کی
طبیعت پر اثر انداز ہوتا ہے، اس کا یہ نام اس لئے
نہیں رکھا گیا کہ وہ ایک پتھر کی طرح ہے، بلکہ صرف
اس کی مستقل طبیعت کے مماثل ہونے کی وجہ سے
رکھا گیا ہے، یہ دوسرے پتھر کی طرح آگ کے
اثر کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ سونے کی
شکل کا ہے، نہایت خالص ہے، وہ پتھر کی طرح
جامد و برقرار اور غیر متغیر ہے، لیکن وہ بہت ہی خالص
سفوف میں ظہور پذیر ہوتا ہے، چھونے میں ملائم،
ذائقہ میں شیریں، سونگھنے میں خوشگوار، قوت تاثیر
میں بہ درست نفوذ پذیر روح ہے، بظاہر خشک
ہے اور کسی دھاتی شیرہ کی آمیزش کو آسانی سے
قبول کر لیتا ہے، اگر ہم یہ کہیں کہ اس کی فطرت
روحانی ہے، (طیران پذیر) تو یہ صحیح نہیں ہوگا، اگر ہم
یہ بیان کریں کہ وہ ایک عنصری جسم ہے تو یہ بیان
بہت درست ہوگا۔

اس بیان سے بھی بحر قدیم رمزیاتی جھلک اور طلسماتی رنگ کے
اور کوئی وضاحت نہیں ہوتی، نیز یہ بیان اس امر پر روشنی ڈالتا ہے
کہ مصنف کو مادی حقائق کی دنیا سے کتنی واقفیت ہے، لیکن یہ بیان
کرنا دشوار ہے کہ حجر فلاسفہ سے ماہرین فن کے دماغوں میں کیا چیز تھی
اور کون سا مادہ مراد لیا جاسکتا ہے۔

جابر نے جو الحجر کی توضیح، اس کی دریافت اور تعلیم
میں اختیار کیا وہ سب سے نرالا اور کیمیائی حقائق سے لبریز ہے
یہاں ہم اس کے معلومات کا قابل قدر سلسلہ شروع کرتے ہیں

الحجر کے سرچشمے

جابر اپنی کتاب اسطقس الاس
الاول میں الحجر کے ذرائع حصول کے
متعلق مختلف گروہ کے آراء پیش کرکے ان پر ناقدانہ نگاہ ڈالتا ہے
وہ کہتا ہے۔

قادر مطلق نے انسان کو جس چیز سے کمال بخشا وہ یہ
ہے کہ اس نے الحجر (مادہ) کو جس سے صنعت کیمیا کی
تکمیل ہوتی ہے، انسانی جسم کا ایک جز قرار دیا، اسی
مادہ سے کیمیا کے وجود کے ساتھ ساتھ اس کی تکمیل و
تکوین وابستہ ہے، نیز اسی جز (مادہ) کے ذریعہ بدن
انسان کے دیگر اجزاء و حصص کے مابین توازن، ہم
آہنگی و اصلاح و درستگی برقرار رہتی ہے۔

لوگوں نے الحجر کی ماہیت و حقیقت کی بابت رمز
و کنایہ استعمال کرنے میں اختلاف کیا ہے، کیمیا دانوں
کے ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ الحجر زردہ بیضہ ہے
دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ انسان کے جز بدن کا ایک
حصہ ہے جن اشخاص کو رموز و کنایات کی تشریح
و توضیح کا علم ہے ان میں سے بہت سے افراد
ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ الحجر زرد بیت ہے جو عام
مرارہ (پتہ) میں رہتی ہے اس لئے کیمیا دانوں
کے قول کے مطابق یہ مختلف رنگ کا ہوتا ہے
مثلاً سرخ، زرد، سبز اور نیلگوں۔

پہلا گروہ (جس کا عقیدہ یہ ہے کہ اکسیر کیمیاتی مادوں سے حاصل کیا جاتا ہے) باعتبار آراء کئی اقسام میں منقسم ہے، ان میں سے ایک جماعت کا خیال ہے کہ وہ مادہ زردہ ہے، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں دوسرا گروہ اس کو بال سے برآمد کرنے کا قائل ہے یہ دونوں طبقے مرتبہ کے اعتبار سے بہت بلند ہیں۔

ایک اور گروہ نے اس مادہ کو لولی برار اور حجر سے حاصل کرنے کی طرف اشارہ کیا ہے جیسا کہ ہم اپنی دوسری کتابوں میں بیان کریں گے ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ اکسیر محض انڈے سے حاصل کیا جاتا ہے، اور اس کے علاوہ کسی اور شئی کے ذریعہ برآمد نہیں کیا جاتا۔ یہ گروہ باعتبار علم و برہان پہلے دو گروہ کے آراء کے مقابلہ میں نہایت کمزور اور حد درجہ لودے ہیں۔

اصحاب صناعت کی دعویٰ ہے کہ کیمیا نباتی مادوں سے حاصل کی جاتی ہے، کہتے ہیں کہ نباتات میں سب سے افضل اشنان ہے شجر احمر، اشخر جوار اسلیں ہم یعنی شجرہ الصلہ گیا م ... اسی قسم کی دوسری نباتی اشیاء۔

جو لوگ عمر یا میاتی اشیاء استعمال کرنے کے دعویدار ہیں ان کا خیال یہ ہے کہ ان مادوں میں سے بہترین صبغ احمر (سونا بنانے) کے لئے

یہ دھاتیں ہیں، سونا، لوہا، تانبہ اور سیسہ، ملکی صبغ ابیض (چاندی بنانے کے لئے بہترین دھاتیں چاندی اور قلعی ہیں، یہ لوگ بسا اوقات اس دوسرے گروہ میں سیسہ کو بھی داخل کرتے ہیں، رہا پارہ تو یہ ان دونوں میں مشترک ہے لیکن جو بس جس کو پہلے ذکر آچکا ہے، یعنی (گندھک، سل اور ہڑتال) ان لوگوں کی رائے میں یہ دونوں میں مشترک ہے، جن کو اس فن کے معلومات حاصل ہیں، اور اس میں تحقیقات اور مشاہدات انجام دے چکے ہیں مگر ارباب علم و بصیرت کے پاس اکثر و بیشتر اوقات گندھک صبغ احمر (سرخ رنگ پیدا کرنے) کے لئے جوہری خصوصیات کی حامل ہے، اور ہڑتال صبغ ابیض (سفید رنگ کاری) کے لئے۔

رکوزات [illegible] کا موازنہ ذیل کے اقتباسات سے بخوبی کیا جا سکتا ہے جو کتاب السبعین کے کتنوں باب سے اخذ کئے گئے ہیں، یہ اقتباسات جابر کے ان خیالات و آراء کا اظہار کرتے ہیں، کیونکہ یہاں جو عمر یا میاتی اشیاء کا ذکر کیا ہے صبغ کی تیاری کے سلسلہ [illegible] میں

ماہرین علماء کا قول ہے کہ صبغ ہر حجر سے حاصل کیا جا سکتا ہے اس سلسلہ میں یہ کہتے ہیں کہ صبغ محض زرد ہڑتال کے ذریعہ بنایا جاتا ہے، یہ اکثر و بیشتر اصحاب کا خیال ہے کہ [illegible] سے تیار کیا جاتا ہے [illegible] کا قول ہے کہ وہ تمام ارواح سے ماخوذ ہے، جو بہترین گندھک ہڑتال، نوشادر، پارہ اور [illegible] ان تمام کو [illegible] سے ماخوذ کیا ہے جو قدیم کتابوں میں مانے جاتے ہیں۔

بہت سے لوگوں کا مسلک یہ ہے کہ صبغ محض سونا یا چاندی کے ذریعہ [illegible] سونا سرخ رنگ پیدا کرنے کے لئے (صبغ احمر) اور چاندی سفید

---

[1] شجرۃ الصلہ (ہمال محست) یہ نام انسائیکلوپیڈیا میں نہیں ملتا، عام اصطلاح میں ڈکشنری میں حسب (H. B. B) کا اطلاق کسی گھاس کی مسری ماحوسن پودے یا اس چھوٹے سے پودے پر کیا جاتا ہے جو گھاس کے ساتھ اُگتا ہے، اسی طرح اسے خالصاً حب القدرہ (POT-HERB) یا سبز انسان مراد لیا گیا ہے چنانچہ مو جز الذکر لفظ کتاب السبعین کے ایک رسالہ [illegible] (Mediaeval Persian...) میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک بو و احد درجہ ×

× نو شادر یا کاسے جس سے نوشادر حاصل کیا جاتا ہے (مرطوب) کھوا الدائستی بن دار دعقربات لمس آساد، بنگال طلہ متقسم

رنگ دینے (صبغ ابیض) کے لئے مستعمل ہے اور یہ خمیر کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

بعضوں کا عقیدہ یہ ہے کہ صبغ پارہ اور گندھک سے نمودار ہوتا ہے، جب کہ ان کے باہمی امتزاجی کیفیت پیدا کی جائے، تمزیج و ترکیب ہی کے ذریعہ سے ان میں صبغ (رنگ آفرینی) کی قوت و استعداد پیدا کی جاسکتی ہے، جو ان کے اندر مضمر ہے اور بعض لوگوں کا یقین ہے کہ وہ زاجات (Vitriols) نمکیات (املاح۔ Salts) اور نوشادریات (نطرونات Ammoniacs) ہیں یہ تمام اس قابل ہیں کہ ان سے اکسیر یا تابع اکسیر کی پیدا ہوسکتی ہے۔

اکثر و بیشتر افراد کا گمان یہ ہے کہ جب یہ تمام اشیاء حرارت میں اچھی طرح تیار کی جاتی ہیں تو وہ اکسیر بن جاتی ہیں، اور اسی کی طرف میں نے اپنی کتابوں میں اشارہ کیا ہے، بعض لوگوں نے کہا ہے کہ انڈا اس کے لئے اچھا ہوتا ہے، لیکن اس سے بہتر یہ ہے، وہ یہ نہیں کہتے کہ انڈے سے [illegible] نہیں بنایا جاسکتا وہ خود اس کے بعد استعمال کرتے ہیں تو بہت بہتر ہوا کرتے ہیں اور اسی کے ذریعہ وہ اکسیر اعظم تیار کرتے ہیں۔

الغرض یہ قابل یادداشت ہے کہ جابر نے اپنی ایک سو بارہویں کتاب میں پتھر، بال، دودھ اور انڈوں پر جامع اور مبسوط رسالے لکھے ہیں، کتاب السبعین کے لاطینی ترجمہ کے خاتمہ پر ایک مختصر رسالہ ([illegible]) پیش کیا گیا ہے جس میں تشریحی طور پر بیان کیا گیا ہے کہ مختلف حیوانات کے ذہنی اجزا کس طرح سے حاصل کئے جائیں، جہاں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ وہ تقطیر و کشید (Distillation) کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے، اسی طرح خون پر ایک رسالہ (کتاب الدم) ہے جس میں اس کی توضیح ہے کہ خون تقطیر و کشید کے ذریعہ سے کس طرح حاصل کیا جاتا ہے جیسا کہ اب یہ نباتات اور بالوں سے تیار کیا جاتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ دوسرے پانچ رسالے لاطینی ترجمہ میں پائے جاتے ہیں جن میں درختوں اور نباتات کی تفصیل درج ہے۔ اس لحاظ سے امکان ہے کہ جابر نے اس مشاہدہ کو کہ "اکسیر صفرا اور بال کے ساتھ ساتھ دوسرے نامیاتی مادوں سے بھی تیار کی جاسکتی ہے" اپنے وسیع ذہن و فکر میں دیکھا ہوگا۔ [1]

جابر کا نظریہ اکسیر

جس طرح ایک طبیب کسی بیمار کا علاج کرنے کے لئے علاج بالضد کے اصول کو اختیار کر کے جسم مریض میں متضاد و مخالف کیفیات پیدا کرنے والی ادویات تدبیروں کو کام میں لاتا ہے تاکہ اخلاط فاسدہ دور ہو یہ زائل ہو جائیں اور ان سے جو اعتدالی کیفیت لاحق ہوگئی ہے، از سر نو بحال ہو جائے اسی طرح ایک کیمیا داں دھاتوں کی خرابیوں اور ان کے عوارض کو دور کرنے کے لئے مناسب ادویہ کا استعمال کرتا ہے تاکہ ان کے اسقام و نقائص دور ہو جائیں، اس غرض کے لئے جن دواؤں اور تدبیروں کو وہ کام میں لاتا ہے، ان کا نام "اکسیر" ہے یعنی یہ ادویہ جو ان کو دور کرے، ... کے لئے اپنے اندر اکسیری خواص رکھتی اور جسم ناقص پر ایسی معالجانہ طاقت و اثر ڈال کر بہت جلد اس کو صحیح و سالم بنادیتی ہیں۔

اکسیر کی تعریف

اکسیر تمام امراض و آفات کے لئے بہت مفید و اکسیر یہ زہر قاتل بھی ہے، زہر کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ مہلک اور قاتل اثر کرے، انتہائی درجہ کی دوا کے بارہ میں جیسا کہ تریاق کا لفظ بولا جاتا ہے، اسی طرح اس کو زہر سے بھی موسوم کرتے ہیں، ہر وہ دوا جو کسی مرض کو شفا دینے والی ہوتی ہے وہ اس مرض کے لئے گویا زہر ہے، آگ بھی ایک زہر ہے کیونکہ وہ زہر قاتل ہے۔ [2]

ذرائع اکسیر

جابر شیخ یونانی عرب کیمیا دانوں کے خلاف یہ دعویٰ کرتا ہے کہ "اکسیر" نہ صرف معدنی اشیاء سے حاصل ہوتی ہے، بلکہ نباتی و حیوانی اشیاء سے بھی، اور طرح ان اکسیروں کو ترجیح دیتا ہے جو حیوانی اشیاء سے برآمد ہوتی ہیں

---

[1] مقالات ابو اسحاق آرزو حصہ ہشتم صفحہ

[2] کتاب اخراج ما فی القوۃ الی الفعل، جابر، مختارات رسائل

دوسرے گیسوؤں کا انتظام اصلی مدد جوں پر معدنی اور نباتاتی اشیاء میں ہوا کرتا اور پ آکسیجن میں مختلف گروہ کی ایک فہرست دیا ہے انہوں نے ایک خاص قسم کی اکسیر کا انتخاب کر لیا ہے۔ بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ یہ معدنی اشیاء سے پیدا ہوتی ہے، وہ اشیاء حسب ذیل ہیں

(۱) پارہ (۲) گندھک (۳) گندھک + پارہ

(۴) سم الفار زرد (۵) سم الفار سرخ (۶) سم الفار کی تمام اقسام

(۷) نوشادر (معدنی) (۸) سم الفار + گندھک + پارہ (۹) سم الفار + گندھک + نوشادر + پارہ (۱۰) سونا، چاندی (۱۱) گندھک + دیگر + پارہ (۱۲) مرتشیا (۱۳) میگنیشیا (۱۴) شیشہ (زجاج) (۱۵) لاجورد اشادنہ عقیق (۱۶) تمام دھاتیں (کیمیس) مکلیات (املاح/ اورق (۱۷) نقل (۱۸) اور دیگر دھاتوں کے مرکبات۔

جو لوگ نباتاتی مادوں سے اکسیر کو برآمد کرنے کے قائل ہیں ان کے پاس حسب ذیل مادے ہیں۔

سر احمر (سرخ کھور ...) زیتون، مرزنجوش، الشک، یاسمین زرد، منش، عصفر، قرمز، ... یاسمین زرد، نقد المصفا، شونیز، مردل، زعفران ... دارچینی، سافر قرحا، حادیس، پیاز، کرات (گندنا)، شقائق النعمان، ابرج، توت، قدس

ان حیوانات کو جس کے مادے کیمیاوی کے لئے خاص حیثیت رکھتے ہیں ان سب السعیں میں ذکر کیا گیا ہے جو حسب ذیل ہیں

شیر، سانپ، گیدڑ، اور دوسرے درندے جانور۔

انسانوں میں سے بالخصوص ذیل کے انسانوں کے مادے انتخاب کئے جاتے ہیں۔

جس میں صفرا کا غلبہ ہو، جس کا جسم لاغر ہو، جیسے ماسر گاں یا اہل حران، ... دستاویزوں میں عموماً داروی شدہ کے ماتحت

ملے۔ ایک رومی کیڑا ہے جو مادہ کو رکھتا ہے اس کا رنگ سیاہ یا پیلا دار رہتا ہے، اکثر نظر نہیں پاتا۔ حالانکہ اس کیڑے کا ... کی طرح سفید اور چمکدار ہوتا ہے جب اس کا پیٹ چاک کیا جاتا ہے تو اس سے سرخ رنگ کا عرق ظاہر ہوتا ہے۔

اس طرح معز، قبطی اور عرب میں لے دا لے، اگر کسی انسان کو یہ مادے سیاہ میسر نہ ہو سکیں تو گوشت، ہرن، جنگلی گدھوں، اور پالتو گدھوں کے اجزاء استعمال کر سکتا ہے۔

حیوانی مادوں میں جابر خصوصیت کے ساتھ ذیل کے اجزاء سے نوشادر حاصل کرتا ہے، یعنی ہڈیوں کا گودا، خون، بال، ہڈیاں، چربیاں، اور سی۔

جابر کی تقسیم معدنیات

جابر کی مختلف کتابوں میں معدنیات کی کم بیش درجہ بندیاں پائی جاتی ہیں، جابر نے اشیاء کی تین قسمیں کی ہیں۔ (۱) حیوانی (۲) نباتاتی (۳) معدنی۔ پھر معدنی کو حسب ذیل گروہ میں تقسیم کیا ہے یہاں اس کی اس تقسیم کو اس کی ایک مصنفہ تصنیف ایک بڑی اس کے پہلے ... کتاب الاسطقس الاس الاول سے پیش کرتے ہیں

(۱) ارواح — (۲) اجسام وہ اشیاء جن میں طرح اور پھیلاؤ ... کی قابلیت ہیں ... دھاتیں — (۳) احجار (دھاتیں) — (۴) العاقیر (اور ... ش)

ارواح ادنیٰ چھ قسموں میں منقسم ہیں (۱) کبریت (گندھک) (۲) ریچیا (زرنیخ سلفائیڈز) (۳) نوشادر (۴) کافور (۵) دہان (روغنیات) (۶) پارہ

جابر نے روح اور نفس کے درمیان ... سب سے اول الذکر کیمیاوی طور پر تبخیر ... (جو ہر مادہ ملول ہے) ... کا مفہوم وہ دہی کیست ہے جو تبخیر سے حاصل ہوتی ہے، اس جہاں گندھک، تیل اور ریچ (زرنیخ) کو نفوس میں شمار کیا ہے وہاں پارہ، نوشادر، کافور، کو ارواح کے گروہ میں داخل کیا ہے، کیونکہ جابر نے پارہ کو ارواح کے ساتھ رکھا ہے اور نفوس کے ساتھ نفس میں شمار کیا ہے، یہ امر قابل ذکر ہے کہ جابر نے جس زمانے

سالتامہ جمیعت تابا

اپنی کتاب السبعین کا آٹھواں رسالہ لکھا، تو اس نے ،نیل اور کافور کو سادہ طیران پذیر اشیاء میں شمار کرنے کے ساتھ ساتھ نفس کی اصطلاح ساقط کر دی اور ارواح کی چار قسمیں کی ہیں۔

(۱) پارہ (۲) گندھک (۳) زرنیخ (آرسنک سلفائیڈ) (۴) نوشادر ، اسی کتاب میں ایک طرف دھاتوں کی تعداد سات بتلائی گئی ہے ، اور اس میں پارہ شامل ہے ، اور یہ سات دھاتیں سات ستاروں سے منسوب ہیں ، دوسری طرف پارے کے بجائے رصاص (سیسہ) کو دھاتوں میں اور پارہ کو ارواح میں داخل کیا گیا ہے

ارواح چار ہیں ، اور دھاتیں سات ارواح یہ ہیں ۔ پارہ ، گندھک ، ہڑتال ، نوشادر ، اگرچہ ان کی صورتوں اور شکلوں میں اختلاف ہے ، مگر یہ ایک ہی جنس کے ہیں ، اس لئے کہ یہ تمام جلنے والے ہیں ۔ ان کی جداگانہ صورت کی وجہ ان کے تفاوت درجہ حرارت کے اندر پیدا ہوگئی ہیں۔

"دھاتیں سات ہیں سیسہ (جو منسوب ہے زحل سے) قلعی (مشتری) لوہا (مریخ) سونا (شمس) تانبہ (زہرہ) چاندی (قمر) شیشہ (عطارد) ۔ پارہ کو شیشہ کے بجائے ۔۔۔ کی وجہ سے ، کیونکہ پارہ دھاتوں میں سے نہیں کیونکہ اس ۔۔۔ کے گروہ میں سے شمار کیا ہے

کتاب السبعین مقالہ ۲ جابر بن حیان)

ارواح صرف چار ہیں ۔ پارہ ۔۔۔ نوشادر ، کافور ۔۔۔ روغنیات ۔۔۔ ہڑتال ۔۔۔ گندھک (کتاب السبعین باب ۲)

۔۔۔ کی دھاتوں کی فہرست حسب ذیل ہے اجسام (یعنی دھاتوں کے گروہ) مثلاً مختلف پتھر کسیس ، بورتاب ، اور دیگر جواہر مثلاً الماس یاقوت ، لاجورد ، مغنیسیا ، مارقشیثا ، اور وہ تمام اشیاء جو نیم مزاج ہیں ، ان کی حرارت ، طین حسیں ، اور امرق وغیرہ سے حاصل ہوتی ہے ۔

کتاب اخراج ما فی القوۃ الی الفعل میں جابر نے کیمیا کی بحث میں حسب ذیل درجہ بندی پیش کی ہے

" ارواح کائنات کی ہر شئی میں پائی جاتی ہیں ۔ وہ یہ ہیں ، پارہ ۔۔۔ ہڑتال ۔۔۔ گندھک ۔۔۔ نوشادر کافور ، اور ہر شئی کا تیل ، ان تمام اشیاء کو جب آگ پر رکھا جاتا ہے ، تو وہ اڑجاتی ہیں ، (طیران پذیر) ان کے اندر باہم دیگر فرق ہے ، کیونکہ یہ چھ ارواح تین قسموں میں منقسم ہیں۔

(۱) طیران پذیر ۔۔۔ غیر محترق ۔۔۔ ترکیب پذیر
(۲) طیران پذیر ۔۔۔ غیر محترق ۔۔۔ غیر ترکیب پذیر
(۳) طیران پذیر ۔۔۔ محترق ۔ ترکیب پذیر

چنانچہ ، طیران پذیر ، محترق اور ترکیب پذیر روح کی مثال صرف پارہ ہے ، طیران پذیر غیر محترق اور غیر ترکیب پذیر کی مثال نوشادر اور کافور ہے ، طیران پذیر ، ترکیب آمیز اور محترق ارواح کے گروہ میں گندھک ہڑتال ، اور تیل شامل ہیں ، یہ صرف نفوس کہلاتے ہیں ، کیونکہ ان تمام کا مزاج ایک سا ہے ' (ان کے اندر طیران کی تمام صفات پائی جاتی ہے) "

دھاتیں

دھاتوں میں ارواح و اجسام کی مقدار مساوی اور یکساں ہوتی ہے ، پھر ان کے اجسام ان کی روحوں سے جدا ہوتے ہیں اور نہ ان کی روحیں ان کے اجسام سے علیحدہ ، کیونکہ ان دونوں کے درمیان ترکیب و امتزاج کا رشتہ بہت ہی محکم اور مضبوط ہے اسی استحکام امتزاج کی وجہ سے ان کا نام اجساد (دھاتیں) رکھا جاتا ہے ، یہ دھاتیں تعداد میں سات ہیں ۔ ان کو مار پیٹ کر پھیلایا جاتا ہے ، کیونکہ ہر وہ شئی جس کی روح اس کے جسم سے اعتدال کے ساتھ ترکیب کھا کر دھات بننے کے لئے آمادہ ہو وہ دھات کہلاتی ہے یہ سات دھاتیں بہ اعتبار اپنی کیفیات کے سات ستاروں کی طرح تقسیم پذیر اور ان ہی سے منسوب ہیں وہ سات دھاتیں یہ ہیں۔

(۱) سیسہ ۔۔۔ زحل
(۲) قلعی ۔۔۔ مشتری
(۳) لوہا ۔۔۔ مریخ
(۴) سونا ۔۔۔ شمس

زہرہ
(۸) چاندی ——— قمر
۶۔ خارصینی (جست) ——— عطارد

اکثر اہل صنعت پارہ کو خارصینی کے بجائے شمار کرتے ہیں، کیونکہ پارہ ارواح کے گروہ میں داخل ہے نہ کہ دھاتوں اور کچ دھاتوں کے گروہ میں۔ اس بارے میں بعض جاہل کیمیا والوں نے مربیانہ طرز اختیار کیا ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ پارہ، دھات بھی ہے، اور دھات بھی طیران پذیر بھی ہے اور غیر طیران پذیر بھی۔ اس قسم کی باتیں ہر جماعت کے پست درجہ کے لوگ کیا کرتے ہیں۔

کچ دھاتیں { کچ دھاتوں کا اطلاق ایسی اشیاء پر کیا جاتا ہے جو کانوں میں ارواح و اجساد سے اس طرح ترکیب پائیں کہ ان کا کوئی مزاج نہ ہو (بلکہ ان میں مختلف مزاجی کیفیات ظہور پذیر ہوتی رہیں) وہ طیران پذیر ہیں اور برقرار بھی اس طرح جو شئی ان میں طیران پذیر ہے وہ ان کی ارواح ہیں، اور جو برقرار ہیں وہ اجساد (دھاتیں) ان کو خاص تدبیروں سے جدا کر لیا جاتا ہے کیونکہ ان کے اندر کوئی مزاجی کیفیت رونما نہیں ہوتی۔ کچ دھاتیں حسب ذیل ہیں۔

مرقشیشا، مغنیسیا، دہنج، لاجورد، دوص (ماء الحدید)، وغیرہ۔

یہ معلومات "تجارب" (تجربات) سے مستفاد فراہم کی گئی ہیں۔
(کتاب اخراج ما فی القوۃ الی الفعل ماخوذ از علم الصنعت۔ مختار رسائل جابر صفحہ ۷۶ مطبعہ)

جابر کی ایک اور تصنیف کتاب الخواص کے مقالہ ۴۶ میں معدنیات کی تقسیم اس طرح کی گئی ہے، اشیاء معدنیہ کی تین قسمیں ہیں (۱) ارواح (۲) اجساد (۳) اجسام[1]

الف :- ارواح :-

روح کی تعریف :- روح وہ ہے جو اپنے تمام جسم کے ساتھ آگ سے اڑ جائے (طیران پذیر)

ب :- اجسام :- (کچ دھاتیں)

کچ دھاتیں وہ معدنی اشیاء ہیں، جو ذوبان پذیر ہیں یا عدیم الذوبان (آگ پر رکھنے سے پگھلتے ہیں یا نہیں پگھلتے) یہ متطرق نہیں ہوتے (ان کو مار پیٹ کر پھیلایا نہیں جا سکتا) بلکہ اگر ان کو متطرق کیا جاتا ہے تو وہ ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں۔

ج :- اجساد (دھاتیں) :-

دھاتوں سے مراد وہ معدنی اشیاء ہیں جو آگ پر پگھل جاتی اور متطرق ہو جاتی ہیں (ان کو مار پیٹ کر بڑا کیا جا سکتا ہے)

ان میں سیسے کی سی آواز ہوتی ہے، دھاتوں کے جلتے وقت جو خاص آواز ہوتی ہے اس کو طنین کہتے ہیں اور یہ دھاتیں ارواح اور کچ دھاتوں کی طرح بے آواز نہیں ہوتیں۔

ارواح کی تقسیم :-

اکثر پیشہ ور فلسفیوں اور کیمیا والوں کے نزدیک ارواح پانچ ہیں :-

(۱) گندھک ——— (۲) ہڑتال ——— (۳) پارہ ———
(۴) نوشادر ——— (۵) کافور۔

ارواح اگرچہ پانچ ہیں، لیکن ان کی اور بھی بہت سی فروعی قسمیں نکلتی ہیں، چنانچہ ارواح کی یہ گیارہ قسمیں قرار دی جا سکتی ہیں۔

(۱) زرنیخ احمر (زرنیخ الغار، رہج الاحمر) = (REAL GAR)
(۲) زرنیخ اصفر (زرد ہڑتال) = ORPIMENT (۳) کبریت احمر (سرخ گندھک) ——— (۴) کبریت اصفر (زرد گندھک) ——— (۵) کبریت اسود (سیاہ گندھک) ——— (۶) کبریت

---

[1] کتاب الخواص مقالہ ۴۶ میں اجسام و اجساد بجائے ایک دوسرے کے غالباً سہو کتابت یا تصحیف کی وجہ سے مستعمل ہو گئے ہیں، ہم نے ان کو اپنی جگہ بحال رکھ کر اصل کتاب کی عبارت میں تھوڑا سا تغیر کر دیا ہے۔ کیونکہ اس سے پیشتر جن کتابوں سے معدنیات کی تقسیم پیش کی تھی ان میں اجساد، اجسام، ارواح، کی اصطلاح اپنی اپنی جگہ درست اور حیثیت ہے، لیکن یہاں اجساد کو اجسام کی جگہ اور اس کے برعکس استعمال کیا گیا ہے، جو گذشتہ ترتیب کے مخالف ہے غالباً ناقل کی بھول چوک سے ایسی تحریف ہو گئی ہے، یا اگر نقل نویس کی غلطی نہیں ہے تو یہ ممکن ہے کہ جابر نے جسد و جسم کو ایک دوسرے کے معنی میں استعمال کیا ہو۔ اور ان کی تفریق پر کوئی زور نہ دیا ہو۔۱۲

ابیض (۷) سیماب معدنی (۸) سیماب مصنوعی (۹) کافور (۱۰) نوشادر معدنی (۱۱) نوشادر مصنوعی۔

دھاتوں کی تقسیم :- (۱) اسرب (سیسہ) (۲) قلعی (رانگ) (۳) حدید (لوہا) (۴) ذہب (سونا) (۵) فضہ (چاندی) (۶) نحاس (تانبہ) (۷) خارصینی (جست)

جابر کی اکسیر کا حسابیاتی نظام

کتاب الخواص میں جابر بتاتا ہے کہ ایک خاص طاقت ...
کا مالک ہر دھات ہے جس کا اظہار حرفی عددوں اور ضابطوں میں ہو سکتا ہے لیکن ان عداد قوی کا تعلق اکسیر سے ہے اس طرح اکسیر کے مہیا کرنے کا ایک طریقہ بتاتا ہے جس کا دارومدار عدد حساب ... پر ہے جس کو عام طور پر علم الموازین یا علم المیزان کہا جاتا ہے چنانچہ جابر کہتا ہے :

علم المیزان سے بہت سے فائدے ... ہیں اس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اگر ... تو کوئی تجربہ انجام نہیں دیا جا سکتا ... دھاتوں ... اور ... سے جدا گانہ ... تمام سونوں اور مزاجوں میں سے ... ہم پر لازمی ہے اس کے ... کی ... پائی جاتی ہیں۔ ... واقف ہو کہ ان مذکورہ ... اشیاء کے ذاتی ... اور ان کی قیمتیں جداگانہ ہیں۔ ... کا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ ان کی ... مختلف ہیں ... کے رنگ جداگانہ ہیں، جن سے ان کے درمیان فرق اور امتیاز کیا جا سکتا ہے، یہاں تک کہ ان کے مزاج باہم سے ملے ہو گئے ہیں۔ اگر ان کی طبیعتوں میں باہم مناسبت نہ ہوتی تو ان کی صورتیں ایک جیسی ہو جاتیں۔ لیکن تمام شکلیں ایک دوسرے سے مختلف اور جداگانہ ہیں۔

کتاب الخواص مقالہ ۱۳ (مخزونہ آصفیہ)

دھاتوں کی مساوات اکسیر سے — کتاب الخواص کے تیرہویں باب سے اوزان و اجزا کی ایک فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے، جو ان کی باہمی مساوات کو ظاہر کرتی ہے :

نمبر شمار	دھات	مساوات	اکسیر
۱	... حصے سونا	=	ایک حصہ اکسیر
۲	... حصے چاندی		ایک حصہ اکسیر
۳	... حصے تانبہ	=	ایک حصہ اکسیر
۴	... حصے قلعی	=	ایک حصہ اکسیر
۵	... حصے سیسہ		ایک حصہ اکسیر
۶	... حصے لوہا	=	ایک حصہ اکسیر
	... حصے خارصینی	=	ایک حصہ اکسیر

... دھاتوں کی مساوات اکسیر سے — ... کے تیس حصے اور ... ثلث اور ... تیسواں حصہ مساوی ہے ایک حصہ اکسیر کے اس میں کمی و بیشی بھی ہو سکتی ہے۔

ارواح کا تناسب اکسیر سے — ارواح کا تناسب دیگر دھاتوں کی نسبت اکسیر سے مختلف ہوا کرتا ہے اور تمام دھاتوں کے مقابلہ میں یہ کم مقدار میں ہوا کرتی ہے، اس میں اس امر کی زبردست دلیل ہے کہ ارواح کو علم ... بالفاظ دیگر "علم الاصباغ" نہایت اہمیت رکھتے ہیں۔ ارواح کا تناسب اکسیر سے حسب ذیل ہوا کرتا ہے۔

(۱) کافور: ارواح کے گروہ میں داخل ہے اس کا ہر جزو اور دو حصہ اکسیر کے ایک حصہ کے مساوی ہے، اسکی قوت اور تناسب سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ کافور ارواح میں کس قدر کمزور ہے اکثر و بیشتر فلاسفہ نے اس کو مشکوک نگاہوں سے دیکھا ہے اور ارواح کے گروہ میں داخل نہیں، حرکت کی قوت زبردست ہے، حرکت ہی تمام کائنات کی اشیاء کا سبب ہے اور کافور میں یہی خوبی پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے اندر کی تحریک کا سبب مہیا کرتا ہے۔

(۲) نوشادر: ارواح کی جماعت میں شمار ہوتا ہے اس کا تناسب اکسیر سے عدد میں مختلف واقع ہے کیونکہ نوشادر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) معدنی (۲) غیر معدنی (مصنوعی)

(الف) ہر معدنی نوشادر کے دو اور نصف جز مساوی ہیں اکسیر کے ایک جز کے، اس مسئلہ میں فلاسفہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

(ب) مصنوعی نوشادر میں فلاسفہ کے دو گروہ ہیں ایک گروہ کا خیال ہے کہ مصنوعی نوشادر کے پانچ اجزاء مساوی ہیں ایک حصہ اکسیر کے دوسرے گروہ کا نظریہ یہ ہے کہ مصنوعی نوشادر کے چھ اجزاء چار دانق اور ۱/۸ حصے مساوی ہیں ایک حصہ اکسیر کے۔

(۳) اس کے بعد پارہ کا درجہ ہے اس میں بھی فلاسفہ نوشادر کی طرح دو مختلف گروہ میں منقسم ہیں، یہ اختلاف اس لئے درپیش ہوا کہ پارہ باعتبار لون دو قسم کا ہوتا ہے (الف) معدنی (ب) مصنوعی (مستقط)

(الف) سیماب معدنی کے ہر چار دانق مساوی ہیں ایک حصہ اکسیر کے (ب) سیماب مصنوعی میں بھی دو رائیں ہیں، پہلی رائے میں فلاسفہ کے درمیان کوئی نزاع نہیں لیکن دوسرے خیال میں اختلاف ہے، کیونکہ ایک قول کے مطابق مصنوعی سیماب کا ہر جز پانچ دانق اور ۱/۴ حصے مساوی ہیں ایک حصہ اکسیر کے، اور دوسرے قول کے بموجب ہر ایک اور نصف اور ربع جز مساوی ہے ایک حصہ اکسیر کے یہ دونوں اقوال صحیح ہیں مگر ان میں سے ایک قول دوسرے قول سے بہتر۔

(۴) ہڑتال (زرنیخ) کی دو قسمیں ہیں، جو کیمیا سازی میں استعمال کی جاتی ہیں،

(۱) زرنیخ احمر۔ (۲) زرنیخ اصفر۔ یہ دونوں کمیت کیفیت کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں،

(الف) زرنیخ احمر کے ہر دو حصہ مساوی ہیں ایک حصہ اکسیر کے اس مسئلہ پر کسی کو اختلاف نہیں۔

(ب) زرنیخ احمر کے ہر دو حصہ مساوی ہیں ایک حصہ اکسیر کے فلاسفہ کا اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں۔

(۵) گندھک:- چار قسم کی گندھک صنعت کیمیا میں مستعمل ہے، سرخ، زرد، سیاہ، سفید، اس کے علاوہ اور کوئی پانچویں قسم کی گندھک نہیں ہو سکتی یہ کبریت بہ اعتبار اپنی ذاتی خصوصیات کے مختلف قسم کی ہوتی ہیں۔

(الف) کبریت ابیض (دودھیا گندھک) کا ہر نصف اور ۱/۸ حصہ ایک حصہ اکسیر کے ہم وزن ہے۔

(ب) کبریت اسود کے ہر دو دانق اور ۱/۸ حصے مساوی ہیں ایک حصہ اکسیر کے

(ج) کبریت احمر کا ہر جزو اور خمس مساوی ہے ایک حصہ اکسیر

(د) کبریت اصفر کا ہر نصف جز مساوی ہے ایک حصہ اکسیر کے۔

اگر پہلے صفحہ میں جابر اکسیر کو بحیثیت ایک وحدت کے تسلیم کرتا ہے اور دوسرے مادوں کی قیمتوں کو اس وحدت کے اجزاء کے طور پر ظاہر کرتا ہے تو دوسرے مقام پر اکسیر کو ۱۰ کے عدد سے ملاتا ہے۔ اور ہر قیمت کو اس کے مضاعف عدد سے ضرب دیتا ہے، ذیل کی دو فہرستیں بتاتی ہیں کہ دھاتوں کی قیمتیں اور ارواح کی قیمتیں بہ حیثیت ان کے تعلق کے اکسیر سے مساوی ہیں۔ عدد سو کے (اکسیر = ۱۰) جیسا کہ ان کا تذکرہ کتاب الخواص کے آخری بابوں میں کیا گیا ہے، اس کے ساتھ دوسرے خانہ میں ان کسری قیمتوں کو درج کیا جاتا ہے جن کا تعلق اس اکسیر سے ہے جو مساوی ہے عدد ایک کے (اکسیر = ۱)

	اکسیر = ۱۰	اکسیر = ۱
سونا	۲	۱ = ۵
چاندی	۱۰	۱ = ۱۰
تانبہ .	۷	۱ = ۱۴ ۲/۷
قلعی ..	۵	۱ = ۲۰
سیسہ .	۴	۱ = ۲۵
لوہا ...	۲	۱ = ۵۰
خارصینی ...	۱	۱ = ۱۰۰

	اکسیر = ۱۰	اکسیر = ۱
کافور	۹۰	۱۰ ، ۱۰/۹ ، ۹/۱۰ = ۹۰/۱
نوشادر (الف)	۴۰	۱ : ۵/۲ = ۲/۵ = ۴۰/۱
نوشادر (ب)	۲۰ یا ۵۰	۱۰ = ۵ = ۱/۵ = ۲۰/۱ ، ۱ = (۶ × ۴/۹ + ۲/۹۰) = (۴+۸)/۹ = ۹۰/۴۰٫۸
پارہ (الف)	۱۵۰	۱۰ ، ۴/۹ = ۳/۲ = ۱۵۰/۱
پارہ (ب)	۶۰ یا ۷۵	۱ : (۱ × ۵/۹ + ۴/۹۰) = ۱ : ۱۱۴/۹۰ = ۹۰/۱۱۴ ، یا ۱ : ۷/۴ = ۴/۷
زرنیخ اصفر	۷۰	۱۰ ، ۲ ، ۱/۵ = ۱ ۹/۵ ، ۵/۹
زرنیخ احمر	۵۰	۱ : ۲ = ۱/۲ = ۵۰/۱۰
کبریت ابیض	۱۰	۱۰ (۱/۲ × ۶/۹) ۱ - ۱۰ = ۳۲/۹ = ۹/۳۲
کبریت اسود	۲۲۰	۱۰ (۲/۹ + ۲/۹) = ۱ ، ۲۸/۹ = ۹/۲۸
کبریت احمر	۱۲۵	۱۰ ، ۴/۵ = ۵/۴ = ۱۲۵/۱۰
کبریت اصفر	۲۰	۱۰ ، ۱/۲ ، ۲ = ۲/۱

جابر کا نظریۂ توازن اور بھرتوں کا سالماتی نظام

عناصر (ارواح) ماؤں کی دو قسمیں ہیں، ایک یہ کہ کوئی دھات مائل ہوگی کسی دوسری دھات کے، خواہ وہ دھات تانبہ ہو یا قلعی، یا لوہا یا اس کے مشابہ دوسرے یہ کہ ان میں سے کوئی کسی کے قائم مقام بن سکے، پھر ہر ایک کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ ہے جو آگ پر ثابت قدم رہ سکے (قائم النار) دوسری وہ ہے جو آگ سے اڑ جائے (طیران پذیر) تمام دھاتوں کے وزن کی قیمت لحاظ اپنی وزنی اجزا کے ۲ ہے، جو دھاتیں ایک دوسرے کی قائم مقام بن سکتی ہیں، ان کی بھرت کے لئے ۲ کی قیمت کے علاوہ مزید قیمت درکار ہوگی جس کا دار و مدار دوسری دھات کی نوعیت پر ہے جو اس سے ترکیب کھاتی ہے، چنانچہ تانبہ جس شئی کے ساتھ میل کھائیگا، اس کی قوت کی مقدار ۲۴ کے تناسب سے ہونی چاہئے کیونکہ تانبہ کی اولین قیمت ۲ ہے اور مادہ کی قیمت بلحاظ اجزا

کیا جائیگا تو مجموعہ ۴۳ ہوگا (۲۰ + ۲۳ = ۴۳) اسی طرح جس دھات پر سیسے کی آمیزش ہوتی ہے، اس کی قیمت ۲۹ فی درہم ہے کیونکہ لوہے کی قیمت ۲ ہے اور مادہ کی قیمت جیسا کہ گذر چکا ہے ۲۷ ہے ان کا مجموعہ ۲۹ ہوگا (۲ + ۲۷ = ۲۹) قلعی جس دھات سے ترکیب کھائے گی اس کی قوت ۲ ۱/۲ اور اگر ابرک سے میل کھائے تو ۱ ۱/۲ ہونی چاہیئے، غرض کہ یہی طریقہ دوسرے فنی اعمال کے لئے متعلق کیا جاتا ہے، جس سے ایک ماہر کیمیا دان جواہرات کے مادوں کی طاقت کو بڑھانے کے قابل ہوگا، اسی طرح تصعید کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کی اصل قوت کو مدنظر رکھی جائے اور ہر مرتبہ کے لئے ۵ کا عدد اضافہ کیا جائے (۱/۵) تحلیل کے لئے بجائے خود یہ ہے کہ ہر مرتبہ کے لئے ۷ کا عدد بڑھایا جائے (۱/۷) یہی طریقہ بھرت بنانے کے لئے مستعمل ہے، یعنی بھرت مطابق ہے ۱/۲ کے [illegible] قیمت ۲۰ ہے [illegible]

کسی قسم کے عنصر کو شامل نہ کیا جائے، تو یہ ضروری ہے کہ سونے کو ایک ہزار مرتبہ تاؤ دیا جائے تب کہیں حاصل کردہ اکسیر کے مساوی ہوگا، ($\frac{1000}{20} \times 20$) = ۱۰۰؛ اسی طرح چاندی جس کی قیمت ۱۰ ہے اس کے لئے دو ہزار تدبیروں کی ضرورت ہے، تب کہیں عمل کر وہ اکسیر عدد سو کے مساوی ہوگی۔ الغرض جب ہم دو دھاتوں کو باہم ملاتے ہیں، تو اس کی دو خصوصیات ہوں گی، (۱) یہ دونوں کے مجموعے سے جو قوت پیدا ہوتی ہے وہ مساوی ہوگی (۲) ان کے ہر ایک عنصر کی قوتوں کے (۲) یا ان کی قوت کے دوگنا ہوگی، جیسا کہ اگر [illegible] کو سیسہ کے ساتھ ملایا جائے تو اس سے قلعی کے مشابہ مرکب تیار ہوگا کیونکہ سیسہ کی قوت ۱+۴ = ۵ ہے اور قلعی کی قیمت ہے اس طرح تانبہ اور قلعی [illegible] کے مطابق ہوں گے تانبہ مساوی [illegible] ہے۔ الغرض ان تجربوں سے [illegible] جس کی نظیر نہیں ملے گی، اسی طرح تانبہ اور [illegible] ۲+۴ [illegible] ایسا مرکب [illegible] گا جو کسی معلوم دھات سے مشابہت نہیں رکھتا [illegible] سیسہ اور تانبے کو ملانے سے ہم ایک ایسا مرکب [illegible] جس کی ترکیب [illegible] چاندی کے سونے کی [illegible] بہت قریب ہوگی کیونکہ [illegible] قیمت چاندی کے مطابق ہے جس کی قیمت ۱۰ ہے قلعی اور تانبہ کا مرکب سیسہ کی بہ نسبت سونے اور چاندی کی قیمت سے زیادہ مشابہ ہوگی۔

غرض کہ اس سالماتی نظام جابر کے ذریعے ہم ایسے مرکبات پیدا کرنے کے قابل ہو جائیں گے جو بہت سی دھاتوں کے مشابہ ہیں، اسی طرح [illegible] مرکب [illegible] حالوں کے ذریعے راست اکسیر کو پیدا کرنا ممکن ہو جائے گا۔ جابر کتاب الخواص کے آخری مقالہ میں اس مضمون کے متعلق حسب ذیل اشارات کرتا ہے،

خارصینی کے دس حصے، قلعی کے دو حصے، جست کے تین حصے چاندی کا ایک حصہ، لوہے کے دس حصے سونے کا ایک حصہ، تانبے کے چار حصے، ان سب کو ملاؤ، تم کو ایک ایسا مادہ ملے گا، جس کا جز ہر کلیمی اکسیر کی ترکیب کے مطابق ہوگا اگر اس نسخہ میں ہم ان دھاتوں کی قوتوں کی قیمت [illegible] داخل کردیں جن کا ذکر [illegible] کیا گیا ہے تو ہم ذیل کا حساب (فارمولا) حاصل کریں گے۔

[illegible] کتاب الخواص [illegible] مقالہ [illegible] مخزونہ آصفیہ حیدرآباد دکن

۱ + ۲ + ۰ + ۲۶ + ۱ + ۱۲ + ۱ + ۰ = ۱ [illegible] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ [illegible] دھاتوں کا مرکب ایسے مادہ (جوہر) کی [illegible] اکثر [illegible] کو [illegible] حاصل ہے

الغرض [illegible] نظام اور سالماتی ساخت [illegible] کے [illegible] پر جا پہنچتا ہیں اور جابر اسی کیمیائی نظام سے [illegible] نظریہ [illegible] جابر نے حد [illegible] معروضات سے یہ کوشش کی کہ فطری اور طبعی احوال کی تفہیم بالکل [illegible] کی جا سکے، جابر کے حسابیاتی نظام اور سالماتی ساختوں کو سامنے رکھ کر [illegible] انیسویں صدی کے حسابیاتی نظریوں اور سالماتی [illegible] سلسلہ سے ملا کر دیکھیں، جو مادہ کی ساخت سے متعلق ہیں تو کیا یہ حقیقت واضح نہیں ہو جاتی کہ یہ تمام نظریات جابر کے ذریعہ [illegible] حوالوں کی تفسیر نہیں؟ مادہ کے طبعی و کیمیاوی تغیرات کو واضح کرنے کے لئے جابر نے جو کوششیں کیں تو موجودہ سائنس میں ان کا رنگ جھلکتا ہوا دکھائی نہیں دیتا؟

فاعتبروا یا اولی الابصار

جابر کے اکتشافات اور مشاہیر کے مادحانہ خیالات

یورپ [illegible] نے عموماً یہ مشہور کر رکھا ہے کہ تجربہ و مشاہدہ کی بنیاد روجر بیکن نے رکھی جو [illegible] طبیعی کیمیا کے بانی اول کی حیثیت سے سمجھا جاتا ہے، اور لوازیہ کے سر نظریہ آکسیجن کے انکشاف و ایجاد کا سہرا باندھا جاتا ہے لیکن حقیقت شعار محققین جانتے ہیں کہ

سائنسی تحقیق اور تجربات
کی تکمیل رس اور جدید نگاہوں اور ذہانت آفریں دماغوں کے مرہون منت ہیں۔ یہ باب ان مستشرقین و اہل یورپ کے حقائق کے انکشاف کے لئے مختص ہے، جنہوں نے جابر اور دیگر مسلمان کیمیا دانوں کے متعلق اپنے مادحانہ خیالات اور بیش قیمت آرا کا اظہار کیا ہے۔

ہم جابر کی کیمیا پر نقد و تبصرہ کے سلسلہ میں عمومی طور پر مسلمانوں کی کیمیا پر بھی تبصرہ کریں گے اور ان کی کیمیاوی جد و جہد میں جابر کے نقوش و آثار کا سراغ لگائیں گے۔ تاکہ اہل یورپ کی متعصبانہ جرأت آمیز علمی احسان فراموشی کا پس منظر نگاہوں کے سامنے آجائے جو ممکن ہے، مشرق کی خوابیدہ روح میں بیداری کی لہر دوڑا کر اس کے اسے متاعِ گراں کے لٹ جانے کا احساس پیدا کرنے کا باعث بنے، کیونکہ احساس خودی، حریتِ ضمیر اور اسلاف شناسی (نہ کہ اسلاف پرستی) اور ان کے گراں قدر سرمایہ کا تحفظ یہی وہ چیزیں ہیں جو قوموں کی بقاء حیات کا ایک اہم راز ہیں۔

اب ہم محققین کی زبانی جابر کی کیمیا کی ترجمانی کا سلسلہ شروع کرتے ہیں۔

ارسطو کے مانند جابر بھی دو نظریہ عناصر کے وجود کا قائل تھا لیکن اس کا خیال تھا کہ یہ تیار ہو کر ان میں کسی قدر تبدیلی ہو جاتی ہے مثلاً یا دخانی عنصر گندھک (کبریت) یا بخاری مادے (سیماب) جیسی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ دھاتوں کے متعلق اس کا نظریہ یہ تھا کہ وہ کبریتی اور سیمابی عناصر کے مختلف تناسبوں میں باہم مل جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس نظریہ سے وہ کچ دھاتوں کو (جو اس زمانے میں) دھاتوں ہی کی غیر خالص شکل سمجھی جاتی تھی، گرم کرنے پر جو گندھک کا دھواں نکلتا ہے، اس کی یوں توجیہہ کرتا تھا، کہ گرم کرنے پر اس میں کبریتی عنصر کم ہو جاتا ہے، اور وہ چونکہ گندھک کی نوعیت کو کسی حد تک تبدیل تصور کرتا تھا اور یہ ایک ایسا خیال ہے جس کو اٹھارویں صدی کے وسط تک بھی کیمیادان صحیح مانتے تھے، اس لئے آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے، کہ "فلوجسٹان" نظریہ کا بیج یہیں سے پھوٹنا شروع ہو گیا تھا۔

مختلف دھاتوں اور معدنیات کی کیمیائی ترکیب پر اس کے تفصیلی خیالات کا اظہار کر سکتے۔ بلا شبہ یہ کیمیا بہت زیادہ اہم تو اس کا سائنٹفک نقطۂ نظر تجربات اور مشاہدات کی ضرورت پر اس کا اصرار ہے جابر ایک موقع پر یوں بیان کرتا ہے:

جابر بن حیان

"پہلی چیز (کیمیا میں) یہ ہے کہ تم عملی کام اور تجربے کیا کرو، کیونکہ وہ شخص جو نہ تو عملی کام ہی کرے اور نہ تجربات ہی انجام دے، وہ ذرہ برابر بھی تبحر حاصل نہیں کر سکتا۔ لیکن اے میرے بیٹے تم ضرور تجربات انجام دینا تاکہ تم پختہ علم حاصل کر سکو حکماء و علماء اشیاء کی فراوانی پر خوش ہیں جبکہ وہ تو صرف اسے تجرباتی طریقوں سے کامیاب اور بہترین حصے پر شاداں و فرحاں ہوا کرتے ہیں۔"

ایک اور مقام پر اس کا قابل ذکر قول یہ ہے

"اس بات کو ایک نہایت ہی اٹل اصول تسلیم کر لیا جانا چاہیے کہ کوئی نظریہ، جو مشاہدات پر مبنی ہو ایک قول سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا، جو غلط بھی ہو سکتا ہے، اور صحیح بھی، ہم صرف اسی وقت جب کہ کوئی شخص اپنے نظریہ کا ثبوت پیش کرتا ہے یہ کہتے ہیں کہ اس کا نظریہ صحیح ہے۔"

جابر عام کیمیائی عملوں مثلاً حل کرنے، قلمیں بنانے (تبلور) تصعید، تکلیس اور تحویل سے واقف تھا۔ ان کا اکثر ذکر کرتا ہے مزید برآں وہ ان کے پیچھے اور تغیرات کی توجیہہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان کے مقاصد کی نسبت بھی رائے دیتا ہے اور ان کو انجام دینے کے بہتر سے بہتر طریقوں سے متعلق اپنے تجربات بھی بیان کرتا ہے۔ ذیل کے اقتباس سے جو اس کی کتاب الخواص الکبیر سے لیا گیا ہے اس کا کلسوں یا دھاتی آکسائیڈ کو تحویل کرنے یعنی کلسات کا طریقہ واضح ہوتا ہے

"ایک رطل مردار سنگ لو، اور پاؤ رطل سوڈا، دونوں کو باریک پیس کر اچھی طرح ملا دو اور تیل ڈال کر لئی بنا لو، اس مٹی کو ایک ایسی کٹھالی میں بھر کر جس کے پیندے میں سوراخ ہو اور اس کٹھالی کو ایک اور کٹھالی کے اندر رکھ کر گرم کرو، سیسہ خالص دھات نیچے کی کٹھالی میں اکٹھی ہو جائے گی۔"

مذکورہ بالا بیان کو واضح کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ یہ ہدایات بذات خود مکمل اور قابل اطمینان ہیں اور جو شخص چاہے وہ یہ تجربہ ان ہدایات کے بموجب کامیابی کے ساتھ انجام دے سکتا ہے، تیل میں جو کاربن موجود ہے وہ مردار سنگ کو ملا کر سیسہ

حاصل کرتی ہے، اور سوڈا گداز ندہ کا کام دیتا ہے، پگھلا ہوا سیسہ اوپر کی کٹھالی کے سوراخ سے نیچے بہہ جاتا ہے، عمل بہت سہل ہے اس لئے کسی خاص توجہ کا مستحق نہیں، اس میں دراصل جو امر قابل طلب ہے وہ واضح اور غیر مبہم اسلوب بیان ہے، جس میں ہدایات دی گئی ہیں اور اس میں متقدمین مثلاً سن عیسوی کے ابتدائی صدیوں میں اسکندریہ کے کیمیاگر کے علماء کے طرز بیان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

کیمیائی اشیاء کی تیاری کے طریقوں کے دو نمونوں سے بھی جو اس کی ایک کتاب سے لئے گئے ہیں ہمارے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے ان میں سے ایک سفیدہ کی تیاری کا قاعدہ ہے

"ایک رطل مردار سنگ پیکر خوب پیس لو اور اس کو چار رطل انگوری سرکہ کے ساتھ آہستہ آہستہ گرم کرو، یہاں تک کہ آدھا رہ جائے، تب ایک رطل سوڈے کو چار رطل پانی کے ساتھ اس قدر جوش دو کہ پانی آدھا رہ جائے، دونوں مائعات کو تھہرنے دو، صاف مقطر حاصل کرو، پھر مردار سنگ کے محلول میں آہستہ آہستہ سوڈے کا محلول ملاؤ ایک سفید سفوف جدا ہوتا ہے جو تہ نشین ہو جاتی ہے، اوپر کے پانی کو نتھار کر جدا کرو، اور تلچھٹ کو خشک کر لو، برف کے مانند سفید نمک حاصل ہوگا۔"

دوسرا اقتباس شنگرف (مرکیورک سلفائیڈ) کی تیاری سے متعلق ہے،

"پارہ کو ایک سرخ ٹھوس میں تبدیل کرنے کا طریقہ۔ شیشہ کا ایک گول برتن لے کر اس میں مناسب مقدار پارہ کی ڈالو۔ پھر ایک شامی مٹی کا برتن لیکر اس میں کچھ پسی ہوئی زرد گندھک ڈالو شیشے کے برتن کو گندھک پر رکھ کر اس کے چاروں طرف کناروں تک گندھک بھر دو، مٹی کے برتن کا منہ بند کر کے آلہ بھٹی میں رکھ دو اور رات بھر دھیمی آنچ دو، اب برتن نکالنے پر معلوم ہوگا کہ پارہ ایک سخت اور موٹی سرخ رنگ پتھر میں تبدیل ہو گیا ہے یہ وہی شئی ہے جسکو حکما شنگرف کہتے ہیں۔"

جابر کا سب سے بڑا اور کارآمد انکشاف تیزاب شورہ (نائٹرک ایسڈ) ہے جس کی تیاری کا طریقہ اس کی اولین کتاب صندوق الحکمت میں بیان کیا گیا ہے، اس کی طرف منسوبہ لاطینی نسخہ "کتاب الاسرار" میں حسب ذیل بیان ہے۔

"پہلے ایک رطل قبرص کا نوشادر (قلمی کاپر سلفیٹ)، ماسن کہ پیتل اگیس) ۲ رطل شورہ اور پاؤ رطل یمن کی پھٹکری (شب یمانی) لو پھر قرعبیق کے سرخ ہونے تک دیں قرعبیق کو سرخ حرارت تک گرم کرے، پانی یعنی تیزاب شورہ حاصل کرو۔ یہ بات طالب محقق معلوم ہوتی ہے کہ درحقیقت جابر ہی نے یہ اہم کیمیائی تعامل دریافت کیا تھا کیونکہ اس سے پہلے کی کسی کتاب میں بھی اس کی تیاری یا خواص کا ذکر نہیں پایا جاتا، بعد ازاں بلا ذرا سے خفیف سی ترمیم کے ساتھ اس کی ایک عربی کتاب صندوق الحکمت میں بھی ملتی ہے اس کتاب کا ایک ہی نسخہ مصر کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

دوسری اشیاء جن کا ذکر جابر نے کیا ہے، ماء الفضہ (سلور نائٹریٹ) اور مرکیورک کلورائیڈ ہیں جابر نے مرکبات سے شعلے میں جو سبز رنگ پیدا ہوتا ہے اس کا بھی وہ ذکر کرتا ہے۔

عمل تکلیس میں یعنی دھاتو کو تکسید یا دوسرے طریقہ سے سفوف میں تبدیل کرنا جس کے لئے اس نے ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس میں سے ذیل کا بیان بطور نمونہ درج کیا جاتا ہے

"اجسام و ارواح (یعنی گندھک و نوشادر کی طرح طیران پذیر اشیاء) کی تکلیس کا عمل نہیں ہوتا، کیونکہ یہ عمل بہت شدید گرمی پر واقع ہوتا ہے، یہ ظاہر ہے کہ ارواح زیادہ حرارت برداشت نہیں کر سکتے، کیونکہ وہ طیران پذیر ہیں آگ پر رکھنے سے وہ فوراً اڑ جاتے ہیں، مزید برآں تکلیس کا مقصد دھاتوں سے نقصوں کو دور کرنا، اور ان کا مکمل احتراق ہے، تاکہ دھاتیں خالص اور بے نقص رہیں اس طور روح کے لئے ضروری نہیں کہ وہی طریقہ اختیار کیا جائے جو دھاتوں کے لئے کیا جاتا ہے، جو چیز ضروری ہے وہ یہ ہے کہ تکلیس میں سب سے پہلے نرم آنچ کا طریقہ اختیار کیا جائے، اس ترکیب سے ارواح پر وہی اثر ہوتا ہے جو کافی گرم کرنے سے دھاتوں پر، (یعنی مکمل تکلیس حاصل ہوتی ہے) اور جہاں تک طریقہ کا تعلق

ہے ارواح کے لئے وہی تکلیس طریقہ ہے جو دھاتوں کی صورت میں برتا جاتا ہے، یعنی تصعید:

"پس میں نے تکلیس کے طریقہ کو واضح کر دیا ہے، اس کے بعد اس کے مختلف طریقوں کو بیان کروں گا، کیونکہ ہر دھات کی تکلیس کے طریقے دوسری دھاتوں سے مختلف ہیں، اس لئے کہ دھاتوں کی ایک قسم وہ ہے جو پہلے ہی سے خالص ہے مثلاً سونا، اس صورت میں تکلیس کا مقصد یہ ہے کہ دھات کو لطیف سفوف میں تبدیل کیا جائے۔ تاکہ یہ ارواح مصعدہ کے ساتھ اتحاد و ترکیب پانے کے قابل ہو سکیں، اور ان میں حلول کر جائیں، یہی اصول چاندی پر بھی صادق آتا ہے، لیکن چاندی کسی قدر غیر خالص ہے اس لئے اس کی تخلیص ضروری ہے اور اسے لطیف سفوف میں تبدیل کرنا پڑتا ہے۔

جہاں تک دوسری دھاتوں کا تعلق ہے، باستثنا مذکورہ بالا دھاتوں کے باقی سب صورتوں میں تکلیس کا عمل ضروری ہے، تاکہ ان کی تخلیص کی جا سکے، اور ان کو سفوف کیا جا سکے، یہ طریقہ ان دھاتوں پر بھی صادق آتا ہے، جو ملیا طا ای تخلیص کے بعد جانے کے بعد استعمال ہوتی ہیں۔"

جابر نے کیمیا کے صنعتی ذرائع کو نظر انداز نہیں کیا، وہ فولاد کی تیاری اور دھاتوں کی تخلیص، کپڑے اور چمڑے رنگنے، برساتی کپڑوں پر روغن چڑھانے، لوہے کو زنگ سے محفوظ رکھنے کا مواد تیار کرنے اور خضاب کے طریقے بیان کرتا ہے، قلمی کتابوں کو لکھنے کے لئے جو روشنائی سونے سے بنائی جاتی تھی، وہ بہت قیمتی اور گراں تھی، جابر نے اس کے بجائے چمکدار اور چمکدار روشنائی بنائی اور قلمی نسخوں میں استعمال کرنے کے لئے سنہری کیمیائی فولاد (مرقشیشا ذہبی) سے بنانے کا نسخہ پیش کیا ہے (جس سے بہت جلد اس گراں روشنائی کی جگہ لے لی جو سونے سے بنائی جاتی تھی) وہ شیشے کی تیاری میں میگنیز ڈائی آکسائیڈ سے بحث کرتا ہے، اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ کس طرح سرکہ کی کشید سے تیزاب سرکہ (ایسٹک ایسڈ) کو مرتکز کیا جا سکتا ہے، وہ نمک شورہ (سٹرک ایسڈ) اور دوسری نباتاتی اشیاء سے بخوبی واقف تھا، یہ واقعہ پایۂ ثبوت و تحقیق کو پہنچ چکا ہے، اس

کا تجرباتی کام حد درجہ وسیع اور ماہرانہ تھا، اور یہ کہ وہ کیمیا میں تجربہ کی اہمیت کو تسلیم کرتا تھا، غرض کہ لاتعداد طریقوں سے اس نے اپنی تحقیقات دریافت اور تجربات کے انجام دینے میں اپنی استادانہ مہارت کا ثبوت دیا ہے، تاہم اس کی بہت سی کتابیں معدوم ہیں، اس کے تجربات کا بیشتر رجحان دھاتوں کے قلب ماہیت کی طرف تھا، جس کے متعلق اسے یقین تھا کہ "اکسیر" کی مدد سے اسے کامیابی حاصل ہو چکی ہے، پھر بھی اس نے اپنے بہت سے متعین کے برخلاف ایک مقصد کے حصول میں دیگر معروفیات سے نفرت یا بے اعتنائی نہیں کی، نہ صرف تجرباتی طریقہ پر اپنے اسرار اور بے شمار اہم اکتشافات سے بلکہ اپنے نظری خیالات سے بھی اس نے کیمیا کو ایک حکمی علم (سائنٹفک) بنا دیا، اور اپنے آپ کو اسم با مسمیٰ کر دکھایا، "میکس میئرہاف" اپنے ایک مضمون یورپی طب اور سائنس پر مسلمانوں کے اثرات میں لکھتے ہیں کہ

"عربی علم کیمیا کے بانی اول کی حیثیت سے جابر عالمگیر شہرت رکھتا ہے، جابر کیمیا کو ایک ایسا علم سمجھتا تھا، جس میں صرف تجربات سے تحقیقات ہو سکتی تھیں:"

آگے چل کر لکھتا ہے،

"کیمیا کی جو کتابیں جابر سے منسوب ہیں ان میں تقریباً ایک سو اب تک موجود ہیں، ان میں بہت ساری تو طلسماتی توہمات کے مخلوط مجموعوں سے زیادہ نہیں لیکن ایسی کتابیں بھی موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مصنف اپنے تمام پیش رو کیمیا دانوں سے کہیں زیادہ تجربات کی اہمیت اچھی طرح تسلیم کرتا اور جانتا تھا، اسی لئے اس نے موضوع کے نظری و عملی دونوں شعبوں کو قابل لحاظ ترقی دی ہے، یورپ میں کیمیا کی پوری جہد بہ جہد کی رفتار ترقی میں اس کے اثرات کا سراغ لگایا جا سکتا ہے:"

"جہاں تک کیمیا کے عملی رخ کا تعلق ہے اجابر نے تبخیر، تقطیر، تصعید، اور پگھلانے، کشید کرنے اور قلماؤ نے کے ترقی یافتہ طریقوں کا ذکر کیا ہے، اس نے بہت سے کیمیائی مادے تیار کرنے کے لئے طریقے بتائے ہیں، جیسے شنگرف، پارہ کا سلفائیڈ، سنکھیا آکسائیڈ وغیرہ۔ جابر کو یہ بھی معلوم تھا کہ خالص توتیا، ایکوٹی ...

انقلی، نوشادر اور شورہ کس طرح حاصل کیا جاتا ہے اور انقلی کے ساتھ گندھک پگھلا کر وہ مادے کس طرح حاصل کئے جاتے ہیں، جو عام طور پر گندھک کا دودھ (لبن العذراء، ریت الزاج) اور جگر کہلاتے ہیں اور اسی قسم کے دوسرے مادے۔ جابر نے اچھا خاصہ خالص پارے کا آکسائیڈ اور سفید نمبر دوسری دھاتوں کے اسی ٹیسٹ میں تیار کر لئے تھے، جو بعض وقت قلمائے ہوئے ہوتے تھے۔ اس سے عرق خالص گندھک، تیزاب اور شورے کے تیزابوں کے تیار کرنے کے طریقے دریافت کئے گئے اور اس کے ساتھ وہ ان تیزابوں سے ایک آمیزہ ماء الملوک اور اس میں سونا چاندی کی حل پذیری سے بھی واقف تھا

"لاطینی ترجموں کے ذریعہ جابر کی عربی تحریروں سے بہت سی علمی اصطلاحیں یورپی رسالوں میں منتقل ہوگئی ہیں۔ اس طرح کی اصطلاحوں میں چند یہ ہیں۔ ریح الفار (REALGAR) توتیا (TUTIA) القلی (ALKALI) اثمد (ANTIMONY) الانبیق (ALEMBIC) آلۂ کشید کے اوپری حصہ کے لئے، اور الاثال (ALUDEL) اس سے نچلے حصہ کے لئے۔ ایک سا کیمیائی مادہ جس سے یونانی بھی واقف تھے اور جس کا ذکر جابر کی تحریروں میں کئی جگہ آتا ہے، وہ نوشادر ہے۔ یونانی (AMMONIACUM) کا ذکر کرتے ہیں وہ چٹانی نمک ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک نئے نمک پر اسی نام کا اطلاق عربیاء مولف کے اثر کا نتیجہ ہے۔"

لکھتا ہے:

"جس وقت غاز کسی جسم کے اندر ہوتا ہے تو اس کی صورت و خاصیت دونوں باقی نہیں رہتی ہیں، یہ بات اس میں وہ بات نہیں رہتی جو پہلے تھی لیکن جس وقت عملیات کے ذریعہ سے اس کو علیحدہ کر دیں تو دو نتیجے پیدا ہوتے ہیں، یا تو غاز تنہا نکل آتا ہے اور جسم میں تنہا اس کو چھوڑ دیتا ہے یا یہ کہ جسم اور غاز دونوں ایک ہی وقت نکلتے ہیں۔"

عرب اور کیمیائیوں کے جابر کا بھی یہی خیال تھا کہ فلزات مختلف نامعلوم اجزا سے بنے ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے ان اجزاء کے مختلف نام رکھے گئے تھے مثلاً گندھک، پارہ، سنکھیا وغیرہ لیکن جن اجزاء سے یہ مرکبات بنے ہوئے تھے، ان کی خاصیتوں کو خود مرکبات کی خاصیتوں سے کوئی تعلق نہ تھا تو ایسا کیا۔ [illegible] اس اصول کو بار بار بیان کیا ہے اور ان غلطیوں سے بچنے کے لئے جو اکثر مصنفین نے کی ہے ہمیں یہ اصول مد نظر رکھنا چاہیئے۔

جابر کی تصنیفات میں ایسے مرکبات کا ذکر بھی ہے جس کا علم اس سے پہلے نہ ہو سکا تھا مثلاً ریح الفار، نوشادر، چاندی کا ستودہ، ریحی سلیمانی، رسل الاحمر وغیرہ۔ جابر کی تصنیفات میں سب سے پہلے کیمیائی عملیات مثلاً عرق کشی، تصعید، قلم بندی، پانی میں حل کرنے یا گلانے کا بھی بیان ہے۔ جارج سارٹن اپنی کتاب "مقدمہ تاریخ سائنس" میں رقم طراز ہے کہ

"مسلمانوں کا مشہور ترین کیمیا دان جابر بن حیان ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو بہت سارے کیمیاوی حقائق کا بہت تجرباتی علم حاصل تھا، مگر وہ نظریات کا ماہر تھا۔"

آگے چل کر یہی مصنف لکھتا ہے:

"برتھلو نے جن رسائل کا ترجمہ کیا ہے ان کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ جابر کے کیمیاوی خیالات بہت ہی تصوفانہ رنگ اور مظاہر پرستانہ قالب میں ڈھلے ہوئے نظر آتے ہیں، لیکن دوسرے رسائل (جن کا اب تک ترجمہ نہیں کیا گیا ہے) اس پر اچھی طرح روشنی نہیں ڈالتے ہیں، انہیں ان کے اندر کیمیاوی تحقیق اور تجسس و جستجو کے قابل لحاظ طریقے نظر آتے ہیں، چنانچہ دھاتوں کی طبقاتی تکوین کا نظریہ جو

؎ جابر کی تصنیفات بطور ایک علمی دائرۃ المعارف کے ہیں اور ان میں عربوں کی کل اس زمانے کی معلومات کیمیائی کا خلاصہ موجود ہے ان میں بہت سے ایسے مرکبات کا ذکر ہے جو اس سے پہلے معلوم نہ تھے مثلاً شورے کا تیزاب، ماء الملوک تو اعلیٰ درجے کے مرکبات ہیں جن کے بغیر ان کے کیمیا کے علم کا وجود ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ ایسا [illegible] فلزات کی خاصیتوں سے بھی واقف تھا۔ وہ

گندھک پارہ والے نظریے سے مشہور ہے، مختلف اشیاء کی تیاری، (یعنی سیسہ کی کاربن کا مرکب، لیڈ کاربونیٹ ٹریال اور انٹیمونی سلفائیڈز وغیرہ، جابر مختلف ذرائع کی تشریح کرتا ہے، اسلامی دھاتوں کی تخلیص، فولاد کی تیاری کپڑوں اور چمڑوں کی رنگائی، برساتی کپڑوں کی روغن کاری اور لوہے کو محفوظ رکھنا، شیشہ سازی میں مینگنیز ڈائی آکسائیڈ کا استعمال، سونے میں لکھنے کے لئے مرقشیا سے بھی کا استعمال، سرکہ کو کشید کرکے تیزاب سرکہ کو مرتکز کرنا، وغیرہ، اس نے مقناطیسی قوت کی سنگ ربائی کا بھی مشاہدہ کر لیا تھا،

ممکن ہے کہ وہ چند حقائق جو لاطینی کتابوں میں بیان کئے گئے ہیں، اور جن کو گیبر کی طرف منسوب کیا گیا ہے، بارہویں صدی یا مابعد صدیوں کی طرف نسبت دی گئی ہے، ان کو جابر کا ہونا مان کر لیا جائے، لیکن کوئی قطعی فیصلہ پر پہونچنا ناممکن ہے، تاوقتیکہ وہ تمام عربی تصانیف جو جابر کی طرف منسوب کی گئی ہیں، ٹھیک ٹھیک اور صحیح ستے دستیاب ہو جائیں اور ان پر تنقید و تحقیص نہ کی جائے، یہی ایک ذریعہ ہے جس سے ہم ان کی وسعت معلومات کا اندازہ کرسکیں گے لیکن ہماری موجودہ معلومات کی بنیاد پر جابر بہ لحاظ اپنی قدر و مایہ شخصیت کے قرون وسطیٰ کی سائنس میں ایک عظیم الشان ہستی کے طور پر نمایاں ہے [1]

مصر کی ایک مایہ ناز ہستی "اسعد داغر" اپنی کتاب "حضارۃ العرب" میں جابر کی کیمیا پر ایک جامع اور مختصر تبصرہ کیا ہے جا حاصل مضمون حسب ذیل ہے

جابر بن حیان عرب کے مشہور ترین کیمیا دانوں میں ہے علم کیمیا کو اسی کے نام سے نسبت دیکر "علم جابر" سے موسوم کیا گیا ہے، اس کے ستر کیمیائی رسالوں (کتاب السبعین) کا ترجمہ جو لاطینی دنیا میں ([illegible]) سے مشہور ہے) یہ رسالے یورپ کے تمام مدارس میں پڑھائے جاتے تھے، زکریا رازی، بوعلی سینا وغیرہ جیسے قدمائے

جابر کے علم و فضل کا اقرار کیا ہے، راجر بیکن [illegible] انگلش نے جابر کو استاد الاساتذہ کے لقب سے یاد کیا ہے، مشہور ریاضی داں پروفیسر سیموان نے ذکر کیا ہے کہ جابر کا شمار دنیا کی ان نابغہ جلیل القدر ہستیوں میں ہوتا ہے جو علم و دانش میں تمام عالم میں شہرۂ آفاق مانی گئی ہیں اور عالم انسانی میں مشہور و ممتاز ہوئی ہیں) انگریزوں نے اس کو واضع کیمیا کا لقب دیا ہے،

عمل تقطیر کا انکشاف جابر ہی نے سب سے پہلے تقطیر کے طریقہ کی ایجاد کی، وہ کہتا ہے کہ پانی جب جوش دیا جاتا ہے تو اس کے بخارات اوپر چڑھتے ہیں یہ بخارات (روح) جب کسی برتن میں جمع کرلئے جاتے ہیں تو تمام نقائص سے پاک و صاف ہوکر خالص سیال کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، (یہ حالت بعض طیران پذیر اشیاء کی ہوا کرتی ہے، لیکن ٹھوس اشیاء (اجسام جامدہ) مثلاً ریت اور نمک وغیرہ ان کے بخارات صعود نہیں کرتے، بلکہ یہ زمین ہی میں باقی رہ جاتے ہیں،

عمل تصعید کا انکشاف جابر ہی نے تصعید کے طریقہ کا اس طرح واضح بیان پیش کیا ہے کہ "ایک بڑے شیشے میں کافور کے چند ٹکڑے رکھ کر شیشہ کا منہ بند کر دیا جائے تو روز بروز اس کا حجم چھوٹا ہوتا جائیگا، کیونکہ کافور معمولی گرمی سے (ماحول کی حرارت سے متاثر ہوکر) بخار (سحاب) میں تبدیل ہو جاتا ہے، اس کے اجزاء لطیف اور ہلکے ہو جاتے ہیں اور تیز پگھلنے کے طیران پذیر ہو جاتے ہیں، جب تم شیشے کے اندر گہری نظر کروگے تو تمہیں یہ بخارات شیشے کی گردن پر چھوٹے چھوٹے قطروں کی شکل میں اکٹھا نظر آئیں گے۔

جابر کہتا ہے، جب سنگرف کو گرم کیا جاتا ہے تو اس کے اجزاء بخارات بن کر صعود کر جاتے اور طیران پذیر ہو جاتے ہیں اور جب ان بخارات کو جمع کیا جاتا اور ان کو ٹھنڈا کر دیا جاتا ہے تو پارہ میں تبدیل ہو جاتے

دیگر اکتشافات جابر ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے [illegible] (تیزابوں) کا اکتشاف کیا اور یہ معلوم کیا کہ [illegible] اور دیگر اشیاء کو گرم کرنے کے بعد ان کے وزن میں اضافہ ہو جاتا [illegible] اور طاقتور ترشوں کا اکتشاف کیا کیونکہ اس سے پیشتر [illegible] سرکہ کے سوائے غیر معروف اور نامعلوم تھے [illegible]

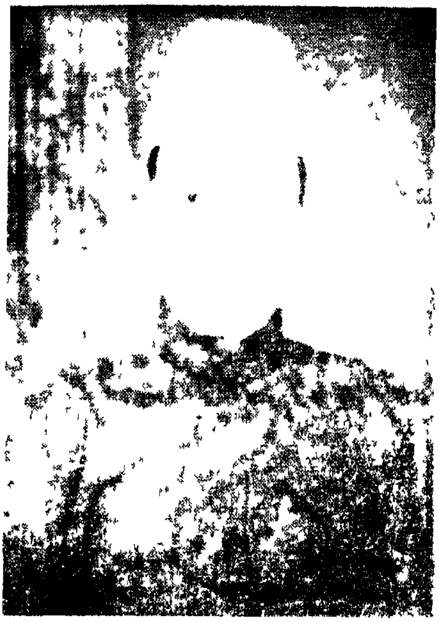
---

[1] مقدمہ تاریخ سائنس، جارج سارٹن ص ۵۳۲ جلد اول

...سے ... یا ... مادوں کی ترشیح وتصعید کا طریقہ ایجاد کیا ... کی بابت طبیعیات میں علمی بحث کی اور کیمیاوی آلات ... بڑے بڑے برتن وغیرہ ایجاد کئے، اسی کی طرف علم جبر کا اختراع منسوب کی جاتی ہے۔

الحاصل جابر کی شخصیت عربی علوم وفنون کی تاریخ میں شہرۂ آفاق مانی جاتی ہے اس کا نام کیا بلحاظ شہرت اور کیا بلحاظ اثر و اقتدار قدما و عمر ان کی سربراہ و ہستیوں میں گنا جاتا ہے، درحقیقت جابر بقول "اصلی متن" عربی کیمیا کا ماخذ ہے۔ افرانسیسی محقق کتاب کیمیا قرون وسطیٰ میں" کا مصنف پروفیسر برتیلو جابر کے متعلق رقمطراز ہے کہ تاریخ کیمیا میں جابر کو وہی درجہ حاصل ہے جو ارسطاطالیس کو تاریخ منطق میں ہے۔ گویا جابر بقول برتیلو وہ پہلا شخص ہے جس نے علم کیمیا میں سائنٹفک اصول وضع کئے جن کے ذریعہ سے اس کا نام دنیا کی تاریخ کے صفحات پر روشن رہے گا۔

: ؁ ؎



حکیم محمد شبلی صاحب ندوی



حکیم عبدالوہاب صاحب ظہوری

شبلی اور ظہوری نے ... کالج میں ایک ساتھ رہے اور امتحان ماہر بھی اکٹھے ہی پاس کیا، دونوں آج کل اسی کالج میں لیکچرار ہیں، ظہوری امراض متعدی پڑھاتے ہیں، شبلی معالجات ــــ شبلی وارڈ نمبر ۳ کے مددگار بھی ہیں تجسس اور علمی تحقیقات کے میدان میں ان دونوں نے ہی ایک دوسرے کا ساتھ نہ چھوڑا۔ شبلی صاحب کا تجسس مقالہ امراض وبائی کی شکل میں اجاگر ہو کر طلائی تمغہ حاصل کیا ــــ اور ظہوری صاحب کی تحقیق مقالہ جابر ابن حیان کی شکل میں پروان چڑھی ــــ

شبلی صاحب کے مقالہ کا سلسلہ بعنوان عفونت بلحاظ امراض معدیہ کا سبب حقیقی ہے اور ظہوری صاحب کا مقالہ جابر ابن حیان کا اقتباس اسی شمارے میں آپ کے سامنے آئیگا۔

ان دونوں مقالوں میں مختلف موضوع ہونے پر بھی ان کے مصنف ساتھیوں نے اپنی ہم آہنگی برقرار رکھی۔ جب چھوا ہے تو دونوں نے اپنے اپنے مضموں کی تمام بلندیوں کو چھوا ہے۔

تحفہ بھی اسی لئے ان دونوں کو جدا نہیں کر سکتا!

حکماء و فلاسفہ کی کتابوں کا بکثرت مطالعہ کرنا اور

ان کے اسرار و نکات کی طرف متوجہ ہونا نہ صرف

ایک حکیم اور فلیسوف کے لئے سود مند ہیں بلکہ ہر

بڑے خطرے کے وقت سپر کا کام دیتے ہیں۔

"ابن سینا"

جو شخص کیمیاء سے نابلد ہے اس کو میں فلسفی نہیں سمجھتا۔

"الکندی"

اِقتباس

از مقالہ

امراضِ وبائی

مصنّفہ

جنابِ حکیم محمد شبلی صاحب ندوی

طبیب ماہر (نظامیہ طبی کالج)

فہرست

عفونتِ اخلاط امراضِ معدیہ کا سببِ حقیقی ہے

موجباتِ عفونت اور مناسب ماحول

(قسط نمبر ۳)

گذشتہ سے پیوستہ — سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو شمارہ ۳ جلد ۳ اکتوبر ۵۲ء

کوئی فرد ہو جماعت، قوم ہو یا ملت اپنے آپ کو زندہ نہیں رکھ سکتی تا وقتیکہ مسلسل جہد میں مصروف نہ رہے اس لئے کہ مسلسل سعی ہی کا نام زندگی ہے کائنات کے جتنے شعبے ہیں اور ان میں جتنی چیزیں پائی جاتی ہیں سب کی سب تنازع للبقاء اور بقائے اصلح کے قانون سے حرکت پیہم میں مصروف ہیں جو جماعت (فرد) یا قوم اس قانون سے آنکھیں پھیر لیتی ہے اس کے لئے فنا کی آغوش کے سوا اور کوئی مقام نہیں۔

طب یونانی کی پسماندگی، ہمہ یا ترقی کے انسداد کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ارباب فن نے تنازع للبقاء اور بقائے اصلح کے قانون سے ایک دم صرف نظر کر لیا۔ اسلاف سے ان تک جو کچھ پہنچا تھا اس کو ترقی دینا تو الگ رہا اس کی اچھی طرح حفاظت بھی نہ کر سکے، البتہ مرعوبیت کی وجہ سے یہ ضرور ہوا کہ نظریات جدید کی روشنی میں ان کے اقوال کی طرح طرح سے تاویلیں کرنے لگے، حالانکہ اس کی بالکل ضرورت نہ تھی۔ اطبائے سلف نے اپنی تحقیقات جن اور جس حیثیت سے پیش کی تھیں ان کے صحیح مفہوم کو دنیا کے سامنے رکھ دیا جاتا۔ اس سے ہوتا یہ کہ اپنے نقطۂ نگاہ اور تعبیرات سے ہٹ کر دنیا ان کے صحیح راویۂ نگاہ کو سمجھنے کی کوشش کرتی اس تاویل کا انجام یہ ہوا کہ وہ نقوش جو طب عربی کی عظمت شان کا پتہ دیتے تھے تدریجاً مٹتے چلے گئے۔

اس کے مقابلہ میں بعض یورپین مصنفین نے اسلاف کے ان علمی کارناموں، اور خود ان کو وہ مقام دیا جن کے حقیقی مستحق تھے ہیں ان مصنفین کا شکر گزار ہونا چاہیے جنہوں نے ہمارا کام انجام دیا ہے اور دنیا کے سامنے ان حقائق کو پیش کر کے ہماری رہنمائی کی ہے۔

چنانچہ طب قدیم یا طب عربی پر نکتہ چینی کرنے والوں کا منہ بند کرنے کے لئے "گرونر" نے کارادی واکس کے رسالہ ابن سینا سے خود کارادی واکس کا ایک قول نقل کیا ہے

"The more we investigate the enormouse literary out-put of the arabian empire, and dome into intimate appreciation of the master-minds of the middle epoch and of

عربی حکومت کے زبردست علمی ذخیروں کی ہم جس قدر زیادہ چھان بین کرتے ہیں، اور قرون وسطیٰ اور ازمنۂ قدیمہ کے ائمۂ فن کی قدر و قیمت سے جس قدر زیادہ قریب ہوتے جاتے ہیں، اسی قدر زیادہ ہم ان کی نیک نیتی اور خلوص علمی سے آگاہ ہوتے جاتے ہیں۔

antiquity, the more we become aware of their sincerity."

ہمارا خیال ہے کہ ہمیں اس زمانہ کی عظیم المرتبت ہستیوں کی بارگاہ میں ھدیہ تسلیم و نیاز عرض کرنا چاہیئے جن کے کارنامے اور جن کی زندگیاں دونوں یکساں طور پر ایک دائرۃ المعارف کی حیثیت رکھتی ہیں۔

We should, we think, offer our salutations to these great personalities of that day, whose works and lives were equally encyclopaedic." .. . ...

ڈاکٹر گرونر بلند پایہ محقق ہے ، قانون شیخ کو انہوں نے انگریزی زبان میں منتقل کیا ہے وہ اسے ترجمہ قانون کے دیباچے میں شیخ کی تحقیق اور عظمت شان کا ان لفظوں میں اعتراف کرتے ہیں

وہ اہمیتیں کچھ کم نہیں ہیں جو ابن سینا کے قانون طب کو تخیلات حاضرہ (موجودہ علمی دنیا) میں ایک معزز مقام کا (بحد وجوہ) مستحق قرار دیتی ہیں

اولا یہ کہ ابن سینا ایک ایسے دور تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں جب کہ اسلامی حکومت وسطی ارتقاء میں ایک امتیاز شان حاصل کر چکی تھی۔

ثانیا ابن سینا کی متبحر علمیت کے بارے میں یہ کہنا درست ہے کہ وہ اگر ہماری تعلیمات سے مختلف ہیں تو اس اختلاف کی بڑی بنیاد یہ ہے کہ اس کا بیان اجنبی ہے، جس کے سمجھنے میں غلط فہمی ہو سکتی ہے اس زمانہ میں جس جدید زبان کے ذریعہ ہم اپنے علمی معلومات کا اظہار کرتے ہیں ان کا تعلق موجودہ آلات کی پیچیدگی سے ہے جن سے حقائق کے معلوم کرنے میں امداد لی جاتی ہے

ثالثا، عصر حاضر کی مشتر ترقیاں زمانہ سلف کے نظریات اور اقوال کا حل (اور شرح) پیش کرتی ہیں

Considerations are not wanting which entitle the canon of medicine of avicenna to an esteemed position in modern thought

In the first place, there is the outstanding intellectual culture of saracen empire during the period of history to wich avicenna belongs.

Secondly, in the

اخیر ۱۱ ابن سینا کی کتاب میں [illegible]
اور افکار بھی پائے جاتے ہیں جو مستقبل میں مفید تحقیقات
کے لئے رہنما بن سکتے ہیں۔

ماخوذ
خطبۂ صدارت موتمر طبی صوبہ بمبئی مارچ ۱۹۳۲ء
(از علامہ حکیم محمد کبیر الدین صاحب)

case of much of his teaching, it may be said that the difference from ours is largely only that his speech is live, and is apt to be misunderstood in these days; the greater complexity of the language with which we express our scientific thought corresponds with the intricacy of the instruments wherewith facts are elicited.

Thirdly, many of the advances of modern times offer the solutions to the very theorems and propositions of former times

Finally, ideas are to be found in his work which provide suggestions for useful research in the future

سے ۔ کہ پیپر کرے سے اسلاف کی سے لوث علمی کاوشوں اور سے رہا دوق تحقیق کی طرف اشارہ کرنے
سے ۔ ۔ ۔ ہے مقصود ہیں البتہ اسی ذیل میں بعض نظریات اور حقائق کا ذکر کر کے علم الحرا ثیم کی اساس کا
کھوج لگا سکتے ہیں۔

۱۔ نبعض لوگوں حدوث مرض کا یقینی سبب تسلیم
[illegible] ہی کے ساتھ بعض اقاویل اکابر حقائق کا بھی اظہار کرتے
[illegible]

۱۔ حسن ارضی اجسام جب تک کسی بسیط میں مل نہ جائیں وہ
فاسد یا متعفن ہرگز نہیں ہوگا۔
ابن سینا دمائی بخار کے بیان میں فرماتے ہیں :-

الماء والهواء

حمیات قانون

قد یعرض الهواء علی ما علمناك فی الکتاب الکلی مثل ما یعرض للماء من استحالته فی کیفیته الی حر وبرد ومن استحالته فی طبیعته الی العفونة وعفن کما یاسن الماء وینتن ویعفن، وکما ان الماء لا یعفن علی حال البساطة بل لما یخالطه من اجسام ارضیة خبیثة تمتزج به وتحدث للجملة کیفیة ردیئة کذلك الهواء لا یعفن علی حال بساطته بل لما یخالطه من ابخرة ردیئة تمتزج به وتحدث للجملة کیفیة ردیئة، وربما کان ذلك بسبب ریاح ساقت الی الموضع الجید ادخنة ردیئة من مواضع مائیة بطائح ثم آجام واجساد متجیفة فی ملاحم او وباء قتاله (قتلاها) لم تدفن ولم تحرق وربما کان السبب قریبا من الموضع حادثا فیه وربما عرضت فی باطن الارض لا یشعر بجزئیاتها ما عرضت

جیسا کہ ہم کتاب الکلیات میں بتا چکے ہیں کہ ہوا میں بھی اسی قسم کے تغیرات پیدا ہو جاتے ہیں، جس طرح کہ پانی میں عارض ہوا کرتے ہیں، یعنی ہوا کی کیفیتیں بدل کر گرم یا سرد ہو جاتی ہیں یا جوہر ہوا میں تغیر پیدا ہو کر اس میں عفونت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ پانی کا رنگ و مزہ بدل جاتا ہے اور متعفن و بدبودار ہو جاتا ہے، اور پانی جس طرح بسیط ہونے کی حالت میں متعفن نہیں ہوتا بلکہ اس وجہ سے خبیث ارضی اجسام اس میں آکر مل جاتے ہیں اور پورے میں ایک ردی کیفیت پیدا کر دیتے ہیں اسی طرح ہوا بسیط ہونے کی حالت میں متعفن نہیں ہوتی بلکہ خبیث خراب بخارات شریک ہو کر مل جاتے ہیں اور ایسا ان ہواؤں کے سبب ہوا کرتا ہے جو ان دور دراز مقامات سے اچھی جگہ تک ردی بخارات اڑا کر لے آتی ہیں، جیسا کہ گندہ جھیلیں ہوتی ہیں اور نعشیں سڑتی رہتی ہیں خواہ یہ میدان جنگ کی ہوں، یا ان وباؤں کی جن کے ہلاکین نہ دفن کیے گئے ہوں نہ جلائے گئے ہوں اور کبھی سبب بھی قریب ہی میں رونما ہوتا ہے، اور کبھی عفونت زمین کی تہ میں عارض ہوتی ہے جس کی جزئیات سے ہم لاعلم ہوتے ہیں پھر پانی اور ہوا میں سرایت کر جاتی ہے۔

طب قدیم یا طب عربی میں نظریہ عفونت ایک معرکۃ الآرا مسئلہ ہے، منظم المرتبت ابن سینا نے اس نظریہ عفونت کے ضمن میں صریح اور صاف لفظوں میں دعویٰ کیا ہے کہ خالص اور بسیط ہونے کی حالت میں، پانی اور ہوا میں متعفن ہونے کی صلاحیت ہی نہیں ہے البتہ یہ دونوں فاسد ہو سکتے ہیں اگر خبیث ارضی اجسام ان میں شریک ہو جائیں

عربی زبان سے ذوق رکھنے والے ہی کچھ اس لفظ خبیث کے صحیح مفہوم اور معنوی خوبیوں کو سمجھ سکتے ہیں ترجمہ میں ان خوبیوں کو منتقل کرنا تقریباً سہل ممتنع ہے۔

یوں تو اردو میں، برا، سڑا ہوا، بدنفس، اور اس قسم کے ہم معنی بہت سے الفاظ مل جائیں گے لیکن اصل مدعا اور مقصود ان لفظوں سے کسی طرح ادا نہیں ہو سکتا۔

شیخ نے اسی جملہ میں یہ بھی بتا دیا کہ پانی اور ہوا کو خبیث ارضی اجسام کہاں سے آکر فاسد بنا سکتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ گندے بدبو مالوں کے حراب اور ردی بخارات ان کے حامل ہیں، یہی بخارات ہوا میں مل جاتے ہیں ــــ یا وبا اور جنگ سے جو لوگ ہلاک ہوئے ہیں اور ان کو بے گور و کفن چھوڑ دیا جاتا ہے یا ان نعشوں کو جلایا نہیں جاتا جس سے وہ گل سڑ جاتی ہیں تو ان کے ردی بخارات منتقل کرنے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

آگے چل کر فرماتے ہیں کہ کبھی یہ خبیث اجسام زمین کے اندر یا گرد ہی سے پانی اور ہوا میں سرایت کر جاتے ہیں، ان کی جزئیات اور تفصیلات کا ہمیں علم نہیں ہے۔

ابن سینا کا یہ نظریہ ارباب علم کے لئے دعوت فکر و نظر ہے اس سے اس کی دقت نظر کو معلوم کرنا آسان ہے اس نے پانی اور ہوا کے فساد کے سلسلہ میں ایک ایک موجب فساد کی جانب ایسی صفائی

سالانہ تحفہ حیدرآباد

بیان سے رہبری کی ہے کہ کسی ابہام کی گنجائش نہیں، وہ دبما عرصنت فی باطن الارض لا تستعر بمجہ بنیا تھا سے ایک ایسی چیز کی جانب اشارہ کرتے ہیں جو اس صدی کی اہم علمی دریافت سمجھی جاتی ہے غالبًا یہ اور اسی قسم کے افکار کے مثیں نظری کردہ نے کہا اور درست لکھا ہے ابن سینا کی کتب میں ایسے خیالات اور افکار بھی پائے جاتے ہیں جو مستقبل میں معد تحقیقات کے لئے رہنما بن سکتے ہیں۔

پانی اور ہوا اس الیسی ہیں سے حسیف ارضی اجسام کا عذر بنا ہوسکتا ہے جہاں میلوں آبادی کا نشان تک نہ ہو؟ جس جگہ میں پر لوگ رہتے بستے ہوں وہاں سے تو سمجھ میں آنے والی بات ہے لیکن اس ارض سے بھی ممکن ہے جہاں آبادی کا کوسوں پتا نہیں۔

ٹرائکل ڈربر کے مصنف لکھتے ہیں۔

Upto the early days of this century, Typhoid in India used to kill more European soldiers than did cholera. Enteric fever are apt to occur in camps in localities previously unoccupied by man. This has long been noted in India, while in Australia Typhoid has occured in the back country many hundred of miles from human habitations. These observations have suggested that the bacillus may exist as a virulent Saprophyte under certain conditions of soil and temperature.

(ترجمہ) ہندوستان میں یورپین افواج اب سے پہلے تک ہیضہ کے مقابلہ میں ملتقہ (ٹائیفائیڈ) سے زیادہ تباہ و برباد ہوتی رہی تھیں۔ جہاں انسان کا رہن سہن کبھی نہ رہا ہو ایسے مقامات کے خیموں میں حمیات معویہ ہو سکتے ہیں۔ ایک زمانہ سے ہندوستان میں تو یہ معلوم کیا جا چکا ہے۔ اور انسانی آبادی سے سیکڑوں میل دور دراز آسٹریلیا کے بعض حصوں میں ملتبہ ہو چکا ہے ان مشاہدات کی بنا پر یہ رائے قائم کی گئی ہے کہ مٹی اور حرارت کے بعض حالات کے تحت عصیۂ کا زہرناک رمامہ (سپروفائٹ) بن کر رہ سکتی ہے۔ (ٹرائیکل ڈزیز ۔ ۱۵۔ حمیات معویہ) صلہ ۳۳-۳۴

خبیث خارجی اجسام سے شیخ کی مراد خوردبینی جراثیم ہیں یا کیا؟ ہم وثوق اور پوری قوت سے تو کہہ نہیں سکتے، ہوسکتا ہے کہ یہی مراد ہو یا اس سے کچھ مختلف، بہرحال اس میں شک نہیں کہ عفونتوں کو خارجی اجسام ہی کی آمیزش یا تفاعل کا نتیجہ سمجھا گیا ہے اس خصوص میں شیخ نے بڑی کے ساتھ کہا ہے کہ خارجی اجسام کے بغیر کسی چیز میں تعفن نہیں ہوسکتا یہ دعویٰ کتنا سچا ہے حقیقت فضا کی یہ پانی آج دنیا کے سامنے ہے۔

At the close of the eighteenth century Spallanzani, has succeeded in refuting experimentally the then generally accepted theory of abiogenesis - generatio aequivoca, by means of carefully planned experements he had demonstrated that putrefying liquids were not decomposed when suitably heated and stored. Basing his process on these facts, the Parisian

confectioner appert elaborated a method of preserving foodstuffs by heating them in vessels, which were then hermetically sealed, thus preparing the way for the methods which are used today in the food-preserving factories. These experiments were not accepted unconditionally and Neeaham and Gay-Lussac suggested that it was the alteration in the composition of the air due to heating which inhibited the development of organisms, all of which required oxygen for their vital processes ...

"بے جان مادے سے آفرینش حیات" مشہور اور مانا ہوا نظریہ تھا اسپلانزانی نے اسے تجربے سے باطل کر دکھایا جا کہ ... کے مطابق تھا طاقتوروں سے، اس نے بتایا کہ مناسب گرمی پہنچا کر سب محفوظ کر دیا گیا تو سڑنے والے سیال میں تعفن نہیں ہو۔

پیرس کے ایک حلوائی نے ان ہی امور کو اپنے عمل کی اساس بنا کر، ماکولات کو گرم کر کے، ایسے برتنوں میں محفوظ کرنے کا طریقہ عام کیا، جو سربمہر اور ہوا کے دخل سے مامون ہوتے تھے اس طرح ان طریقوں کے لئے زمین ہموار کر دی، جو غذا محفوظ کرنے کے کارخانوں میں، آج کل برتے جاتے ہیں ان تجربات کو بلا چون و چرا تسلیم نہیں کیا گیا، نڈہام، اور گیلوساک نے یہ رائے ... کہ ...

... تبدیلی ہے جس نے ان تمام عضویات کی افزائش روک دی جن کے اعمال حیات میں آکسیجن کی ضرورت ہے۔"

اسے اسی اصول و عمل کے اعتماد پر پاسچر نے، اپنے ہی زمانہ میں، دودھ کی ایک خاص مقدار کو محفوظ کر دیا تھا اور غالباً آج تک اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہے، اس کی یادگار میں بہت سے کارخانے اسی کے نام سے قائم ہیں اس طریقۂ عمل کو بھی اسی وجہ سے پاسچرائزیشن (pasteurization) کہتے ہیں۔

ہم صحت کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ پاسچر نے اپنے مشاہدہ کی بنیاد، ابن سینا کے نظریۂ عفونت یا حیات ارضی اجسام پر رکھی تھی، یا اس کی حد کوئی دریافت تھی ... بہرحال اتنا ہم کہہ سکتے ہیں، کہ اطبائے قدیم یا کم از کم ابن سینا کو ممکن ہے، جراثیم کے بارے میں مفصل علم نہ رہا ہو جتنا کہ آج ہے، لیکن اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ شیخ ... اور صاحب اظہار کو ایک اجمالی علم ضرور تھا اس بنا پر یہ کہنا درست ہوگا کہ دور اول کے اطبائے متقدمین ہی کو جراثیم کا محقق اساسی سمجھنا چاہئے۔

تعفن یا سڑن کے عوامل خواہ خارجی اجسام ہوں یا جراثیم کی نوع کی کوئی چیز ... بہرحال یہ ماننا پڑے گا کہ مقدم الذکر ہر دو لوگ اپنے نتیجہ و عمل کے لحاظ سے ایک ہیں، البتہ اسلوب بیان یا طریقہ تعبیر مختلف ہے، اسلوب یا تعبیر کا اختلاف ہی، سلف کے بیان کردہ حقائق کی راہ میں سنگ گراں ہے۔

حاصل گفتگو ہے اس حقیقت کو ان لفظوں میں بیان کیا ہے

اس بیان کی مبہم تعلیمات کے بارے میں یہ کہنا درست ہے کہ وہ اگر ہماری تعلیمات سے مختلف ہیں تو ان اختلاف کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کا بیان ایسی ہے جن کے سمجھنے میں غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ اس زمانہ میں جس پیچیدہ تر زمان کے ذریعہ ہم اپنے علمی خیالات کا اظہار کرتے ہیں ان کا تعلق موجودہ آلات کی پیچیدگی سے ہے جن سے حقائق کے معلوم کرنے پر امداد ملی جاتی ہے'

(خطبہ صدارت علامہ حکیم محمد کبیرالدین صاحب)

... منتقل ہو جائے گا کہ

تعفن اور تحلل کے حقیقی عوامل کیا ہیں۔

Putrefaction - Nitro-
-ganous Substances such
as the protiens, are
decomposed by bacteria,
particularly by those of
the Proteus group

ترجمہ:-

تعفن - طبی سائنس کا بیان

نائٹروجنی اشیاء جراثیم کی وجہ سے ٹوٹ کر تحلیل ہو جاتی ہیں
بالخصوص ان جراثیم کے باعث جن کا پروٹیس گروہ سے تعلق ہے
(اٹڈین تو سائیکلوپیڈیا ، بعض جراثیم کے حاصلات استحالہ)

اٹھارہویں صدی عیسوی میں اشیاء کو محفوظ کرنے کا طریقہ تو معلوم ہو چکا تھا ، جس کی توجیہہ اس طرح کی گئی کہ سیح یا پکا دینے سے افزائش یافتہ جراثیم کی چونکہ ختم ہو جاتی ہے اس لئے عفونت پذیر اشیاء عفونت سے بچ جاتی ہیں

ہر دو حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ عفونت کا سبب ذی اجسام ہی جراثیم ہیں ... آکسیجن کو پہنچا ... ہوجاتا ہے یا ... ان کی بالیدگی اور افزائش رک جاتی ہے یا وہ فنا ہو جاتے ہیں

(معلوم ہوا یہ ... عفونت ... کی ... داخل ...)

اب ذیل میں اکابرین متقدمین سلف کے حوالے پیش کئے جاتے ہیں

ماء المطر یعفن سریعا و	آسمانی پانی جلد متعفن ہوتا ہے
یدہن عند استحال و	اور اس سے کھانسی اور آواز میں
ثقل الصوت - وان	بھاری پن پیدا ہوتا ہے اگر
طبخ بقی علی حالہ لم	اس کو جوش دیدیا جائے تو
یتغیر الی العفونۃ	وہ ویسا ہی رہ جائے گا متغیر
(شیخ مسیحی کتاب الرابع عشر فی الاشربۃ)	بہ عفونت نہ ہوگا۔

شیخ نے بھی ان طریقوں ماہرین کا ذکر کیا ہے جن سے پانی فاسد یا خراب ہو جاتا ہے اور ان کو متعدد ارضی اور ہوائی سے تعبیر کیا ہے اس سے شیخ کی مراد یہاں غالبا وہی خبیث اجسام ہیں اس کے بعد پانی کو فاسد اور خراب ہونے سے بچانے اور محفوظ رکھنے کا طریقہ بتلاتے ہیں

واذا الودہ الی ماء	لیکن جب کہ
المطر واغلی قل قبولہ	بارش کے پانی کو جوش دیدیا جائے
للعفونۃ	تو متعفن ہونے کی قابلیت کم
(کلیات قانون)	ہو جاتی ہے

مائۃ مسیحی اور کلیات قانون کی عبارتوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ طبخ و حرارت کے بعد مطبوخ سے عفونت قبول کرنے کی صلاحیت ہی جاتی رہتی ہے یا بہت کم ہو جاتی ہے۔

۲ - رطوبات بدن میں عفونت سے غیر طبعی تغیرات پیدا ہو جاتے ہیں اور بصورت مرض اس کے اثرات رونما ہوتے ہیں۔

متقدمین کی تحقیق کے مطابق روح اور قلب کی رطوبات میں بخارات متعفن سے تعفن ہو جاتا ہے اور یہی شرائین کے ذریعہ سارے بدن میں پھیل جاتا ہے۔ تعفن عام ، طاعون ، چیچک اور اس قبیل کے دوسرے امراض کا موجب بن جاتا ہے

بخارات عفن متعفن ہوا ، یا سارا رہا کا جہاں ہم نے ذکر کیا ہے اسی سلسلہ میں محققین سلف کے اقوال بھی ہم بیان کرتے ہیں عفونت کو مرض کیوں اور کس طرح پیدا ہوتا ہے ، آگے چل کر تفصیل ہم بتائیں گے

۳ - بخار عفونت کا ایک خاص اور اہم ترین مظہر ہے ، عفونت ہے اور جہاں پائی جائے گی بخار ہوگا تقریبا ناگزیر ہے۔

ان البدن یحم عن	بدن ... میں اشتعال
اشتعال الحرارۃ اما	سے زیادہ حرارت بڑھ جاتی ہے
...	...
...	... بخار آتا ہے
...	...
للعفونۃ ...	عفونت پیدا ہونے کے
...	باعث -
(مائۃ مسیحی ، القول فی الاسباب)	
فالحمیٰ ... تعالی علل	حرارت کے ہیجان میں آنے
اولها ...	(بڑھ جانے) کے اسباب تین
ملهبۃ لحرارۃ البدن	ہیں ، اول ...
واما من حرارۃ الهواء	جو حرارت بدن کو بھڑکا دیتے
وطول اللبث فی الشمس	ہیں - دوم ہوا کی گرمی اور
واما من عفونۃ فی	دیر تک دھوپ میں ٹھہرنا -

ابدن مستعد لقبول الالتهاب بادنی علة کان الدن یحدث للنبل اذا عفن، فانه ربما التهب فی الزبل العفن الساس	سوم جسم کے اندر کی وہ عفونت جو ادنیٰ سبب سے مرض کے کے لئے مستعد آمادہ ہو جس طرح کہ کوڑا کرکٹ میں تعفن کے بعد ہو جاتا ہے کیونکہ متعفن گھوڑے میں بسا اوقات آگ بھڑک اٹھتی ہے۔

(فردوس الحکمہ از ابو الحسن علی ابن ربن الطبری)

علی طبری نے حرارت کو ترقی دینے والے اور بڑھانے والے تین دوسرے اسباب کے (۱) تکان اور اشتعال مشقت (۲) ہوا کی گرمی اور تابہ دیر دھوپ میں اقامت (۳) جسم کے اندر کی عفونت، کو بیان کیا ہے۔

(۱) یہ ایک بدیہی، دن رات مشاہدہ میں آنے والی بات ہے۔ ورزش جسمانی او محنت و مشقت کے کام کاج سے دل کی حرکت تیز ہو جاتی ہے خون کی روانی اور گردش دل سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ تمازت گرمی کی رفتار حد سے فزوں ہو جاتی ہے گو یہ سب کچھ عارضی ہوتا ہے مگر حد سے طور پر دل کی [illegible] اور غیر طبعی اضافہ ہو جاتا ہے۔

(۲) ہوا کی گرمی اور دھوپ میں [illegible] ہری کو [illegible] حرارت بیان [illegible] کو [illegible] ہے۔

[illegible] (۲) کو [illegible] سے [illegible]

الاسباب البادیة هی التی تعرض من الاسباب دهی خارجة مثل مثل حر الشمس القمر العفونة التی حول الحی (ابن سینا)	[illegible] خارج [illegible] میں [illegible] کی [illegible]

اسباب مرض بعد الولادت کو ای کتاب کے مقدمہ میں ڈاکٹر رابرٹ سمورسن وار بیان کیا ہے اس سلسلہ میں طبعی حالات کا بھی ذکر کیا ہے

(۱) طبعی حالات۔ حرارت، برودت، [illegible] وغیرہ حرارت مفرط اور برودت مفرط سے عام بدنی اور مقامی اثرات ظہور پذیر ہوں گے۔

تفصیل مقامی اثرات کو بتانے کے بعد عام بدنی اثرات کے بارے میں لکھتے ہیں۔

Physical Agencies.

As regards general effects, exposure to a hot atmosphere, especially when it is associated with moisture, may lead to pyrexia and other serious results, which are described under the heading heat-stroke (P 207)

ترجمہ۔ طبعی حالات۔

موثرات عمومی اگر مرطوب فضا گرم اور بالخصوص ساکن بھی ہو تو اس کی طاقت [illegible] زیادہ حرارت اور [illegible] عوارض کا سبب بن جایا کرتی ہے، لو لگ جانے کے عنوان میں آئندہ بیان کیا جائے گا (صفحہ ۲۰۷)

(۳) جسم کے اندر کی عفونت جو معمولی یا ادنیٰ سبب سے منتقل ہونے پر آمادہ ہو جیسے عفونت کے باعث کوڑا کرکٹ جل جانے کے لئے تیار رہتا ہے، اور بسا اوقات گھوڑے میں آگ بھڑک بھی اٹھتی ہے۔ اس عبارت کا تجزیہ کرنے سے مندرجہ ذیل مفہوم مستفاد ہوتے ہیں

(ا) [illegible] گھوڑے جسم کی اندرونی عفونت سے [illegible] حرارت [illegible] ہو جاتی ہے کہ معمولی محرک اور کسی ادنیٰ سبب سے بھڑک اٹھنے کے لئے تیار رہتی ہے

(ب) آپ ردی آگ جو کوڑا کرکٹ میں لگ جاتی ہے، اس کا سبب [illegible] اس کی عفونت ہے

تمام اطبا ہم خیال ہیں کہ عفونت گرمی ہی سے پیدا ہوتی ہے جیسے وجود حاجی اور لوگ بھی بالکلیہ حرارت کی [illegible] ہے بالکل اسی طرح جب کہیں عفونت ہوگی حرارت غریبہ (غیر طبعی حرارت) بھی ہوگی

(ج) حرارت جسمانی کی زیادتی کو گھوڑے میں آگ لگنے کی تمثیل اس مناسبت کی بنا پر دی گئی ہے کہ شق اول میں زیادہ حرارت اور شق دوم میں اشتعال آتش کا سبب مشترک عفونت ہی ہے

انجام سے تجزیہ کر کے تین چیریں پیش کی ہیں، اب ہر ایک کے ثبوت میں مسلسل و مستند اقوال پیش کرتے ہیں ۔

(الف) طاعون، حمیات وبائیہ۔ یعنی طاعون، رُوی، طاعون صوبی تعاسیہ (ٹائیفائڈ) سناق، کزاز، دخیرہ کی جس نوع کو لیجئے اس میں شدید حرارت پائی جاتی ہے اور بخار یا غیر طبعی حرارت، فاعلانہ قوت اور عفونت کی مشترک یا عام خصوصیت ہی کی وجہ سے ہوگی ۔

اسی کو فاضل مشہور اور مصنفین "اکیڈمنل سکڑیالوجی) کوسے اور پس کے الفاظ میں دیکھئے ۔

"سم داخلی ۔ بدن کے اندر کی مواد سمیں جو جراثیم کے عمل سے پیدا ہوتے ہیں، ان کی نوعیت ظاہر میں کمی مواد جیسی معلوم ہوتا ہے مگر ان کی ساخت او صحیح ترکیب (فی الحقیقت) نامعلوم ہے۔

ان میں سے بعض کمی مواد کے مخصوص اثرات ہیں جو مخصوص اسجہ یا مخصوص اعضاء پر مرتب ہوتے ہیں، مثلاً کزاز، اور خناق کی سمیت اور وہ سمیت جو کہ ٹیمہ، اور کوسے وغیرہ کے نسں عماسے سے پیدا ہو جاتی ہے (میسحیہ ایشیں) یہ جراثیم کے سمی مواد اپنے عمل و فعل میں، ایک دوسرے سے مشابہ، اور یہ سب کی تاثیر کے حامل ہیں چنانچہ بخار ان کا (سمی مواد) بالعموم ایک عمومی عرض ہے جو سمی مواد اپنی دوسری صفات کے ساتھ پایا جاتا ہے ۔

(کمسٹ بک آف پیتھالوجی۔ اور ارمٹ مور)

In almost all infections of the greatest clinical importance is Fever

تقریباً تمام عدوی میں سب سے اہم قرائی علامت بخار ہے
(اکیڈمنل سکڑیالوجی، از کوسے ومیتس)

(ب) ان ظاہری آنکھوں سے ایک نہیں ہزاروں آدمیوں سے دیکھا ہوگا اور آئے دن دیکھتے رہتے ہیں کہ کوڑا کرکٹ میں خود بخود آگ لگ جاتی ہے یہ ایک امر واقعہ ہے لیکن اسباب و علل سے نا سمجھ ... کے سوا دوسرے لوگ کم واقف ہوتے ہیں لہٰذا عوام اور ماہرین الضاد کی اصابت رائے کا بھی معترف ہو پڑتا ہے ، اس بات میں انہوں نے کتنی درست اور کیسی قرین حقیقت بات کہی ہے کہ حرارت سے عفونت پیدا ہوتی ہے اور یہی عفونت بسا اوقات ایسی حرارت پیدا کر دیتی ہے جس سے شعلہ خود بخود بھڑک اٹھے، چنانچہ کوڑا کرکٹ میں جو سے جب کبھی آگ لگی ہے تو یہ کرشمہ دراصل عفونت ہی کا ہے ۔

اس سلسلہ میں اب تک جو عرض کیا گیا ہے، وہ قدیم افکار کی ترجمانی ہے، عصر حاضر میں اس کی کیا توجیہہ کی جاتی ہے، ایک ماہر علم الجراثیم کی رائے ملاحظہ فرمائیے ؛

Production of heat: all micro organisms during growth produce heat. Thermophilic bacteria occuring in manure, hay, cotton etc may cause the temperature to reach 70°C or higher under suitable conditions oxida- tion may then continue to raise the temperature further until the hay stack or cotton bale is set on fire. (بدرن نو بکٹیریالوجی)

ترجمہ :-

پیدائش حرارت ۔ تمام عضویات دقیقہ (جراثیم) افزائش کے دوران میں حرارت پیدا کرتے ہیں، کھاد، گھاس، روئی وغیرہ میں تھرموفیلک (حرارت پسند) جراثیم جو ہوتے ہیں ان کے سبب سے حرارت ۷۰ ° م تک پہنچ سکتی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ تکسید مناسب حالات کی موجودگی میں حرارت مزید بڑھتی رہے، حتیٰ کہ گھاس کی ڈھیر یا روئی کی گانٹھ میں آگ لگ جائے ۔

(ج) کائنات میں شعوری طور پر بشمول غیر طبعی امور میں بیرونی حرارت سے کون و فساد کا ایک سلسلہ نظر آتا ہے، جب اور جس جگہ عفونت پائی جائے گی ... گرمی یا تپش کا پایا جانا لازمی ہے، خمیر گلا ہوا جیسی چیز کو لیجئے، آخر اس میں یہ خمیر اٹھنے کیوں ہوتے رہتے ہیں؟ جراثیم

یا عفونت اس کا باعث ہیں، ان کی فاعلانہ قوت سے اجزائے ترکیبی میں خلل یا تعفن ہوتا ہے پھر گرمی پیدا ہوتی ہے آخر کار خود شعلہ روشن ہو جاتی ہے۔

ٹھیک اسی طرح اخلاط اور رطوبات، میں بسبب جراثیم کی کارفرمائیوں سے ایسا فساد پیدا ہوتا ہے جس سے آہستہ آہستہ غیر طبعی یا عضوی حرارت ظاہر ہوتی ہے اسی حرارت غریبہ کے شدت اختیار کر لینے کی صورت میں انجام کار خطرناک شدید بخار، اور نازک صورت حال پیدا ہو جاتی ہے

تیسرا حوالہ مذکور ہوا، اس میں فساد کو سمت جراثیم کی کارفرمائیوں کا نتیجہ کہا گیا ہے ذیل کے حوالہ سے ایک گونہ اس پر روشنی پڑتی ہے

Pathogenesis.— The bacillus can nearly always be found in the blood during the early stages of the fever

ترجمہ:۔

تولید مرض:۔ عصبات (ملبوتر سے جراثیم) بخار کے ابتدائی دور میں تقریباً خون کے اندر ہمیشہ دیکھے جا سکتے ہیں۔

(ایڈس ٹو میکڈ یالوجی)

حمیات کو عفونت کا اہم مظہر سمجھا جاتا ہے اس کو ثابت کرنے کے لئے اوپر دو حوالے ہم نے عرض کئے ہیں، دوسرے ضمنی مباحث کے سلسلہ سے اصل بیان کی زنجیر کو درمیان میں الجھا دیا، اب ہم اپنے اصل بیان کی جانب رجوع ہوتے ہیں اور مزید مستند اقوال پیش کر کے اسے مدعا کے اثبات کی کوشش کرتے ہیں۔

ماحمله حدوث تپ از اخلاط بردو	الغرض اخلاط سے دو طور پر
گونہ است دوم آنکه	بخار پیدا ہوتا ہے دوسرا طریقہ
حرارت غریبه خلط را متعفن سازد	یہ ہے کہ خلط کو غیر معمولی حرارت (غیر طبعی)
یعنی گندہ کند و بدان سبب	بگاڑ دیتی ہے یعنی گندہ کر ڈالتی ہے
تپ آید	اور اس سبب سے بخار آ جاتا ہے

(اکسیر اعظم جلد چہارم)

فاما الحميات	جملہ عفونی بخار ہر چہار خلط کی
المتعفنة فان وثهايكون	عفونت سے پیدا ہوتے ہیں،
عن عفونة الاخلاط	اس طرح کہ جب یہ اخلاط متعفن ہوتے ہیں
الاربعة وذلك ان	اور اس عضو کو جس میں متعفن ہوئے
الاخلاط اذا عفنت و	ہیں، گرم کر دیتے ہیں، ...
اسخنت العضو الذي	عضو اس کے مجاور سے گرم ...
تعفن فيه وسخن العضو	پذیر ہوتا ہے (حتیٰ کہ) اس طرح
الذي يجاوره له	ایک عضو کے بعد دوسرا عضو مجاورت
وكذلك يسخن عضوا	سے گرم ہوتا جاتا ہے، یہاں تک
بعد عضو بالمجاورة الى ان	کہ قلب تک پہنچ کر حرارت (منتہی)
تنتهي الحرارة الى القلب	عضو ... انتہا ہو جاتی ہے اور
وتنبث في الشريانات	شریانوں میں سے سارے جسم
الى جميع البدن.	میں عرض پھیل جاتی ہے

(کامل الصناعة)

یہ مسلم ہے کہ ہر حصہ جسم میں ... عضو ... کے آغاز یا سا ... میں پھیلے ... کہ جب کسی عضو یا حصہ میں تعفن ... مجاورت سے ... دوسرا عضو اس سے متاثر ... ہے اور سلسلہ بسلسلہ ... بدرجہ عروق، ... تک ... سے جسم میں پھیل جاتا

ایک دوسرے مقام پر حمی مطبقہ کو اس طرح بیان فرماتے ہیں

الا ان حمى الدم	دموی بخار اس لئے طاری اور
صارت مطبقة لان الدم	دائمی (مطبقہ) ہوتا ہے کہ خون کا
اذا عفن ...	... مستعفن ہو
ذلك في جميعه و	... عام ہو جاتی ہے
اشتعلت ...	...
بالسواء ولا يزال الحمى	... حمی ...
دائمة حتى يفنى ذلك	... اصلاح ...
الشيء الذي عفن كله	... ایکدم ہوں ...
اويصلح اويسال الامراض	...
جميعاً.	

اس بیان میں حمی مطبقہ کی پوری تفصیل ہے ... اسباب ... لزوم بخار کی وجہ جو بتائی گئی ہے، عنصر حاضر کی توسیعہ کے حق میں ظاہر ہے، البتہ یہ اسلوب بیان اور مصطلحات کی پیچیدہ تر زبان کے حامل طبائع ممکن ہے تغیر کے اختلاف کو خون وغیرہ کی اساس بنائیں حالانکہ یہ تشریح ناممکن ہے کہ خون کا کوئی ... متعفن۔

ساتھ نقدحوں کے حصوں کو بھی متعفن بنا دے گا، اس تعفن عام سے خاص رشتہ کے ساتھ اس وقت تک بخار لازم یا قائم رہتا ہے جب تک متعفن ہونے والا مادہ بالکلیہ فنا یا اس کی اصلاح اور تعدیل نہ ہو جائے۔ بخار کا تسلسل عفونت کی مسلسل موجودگی کو سامنے رکھتا ہے اور اس کا مدوجزر عفونت میں کمی اور زیادتی کا آئینہ دار ہے۔

In almost all infection of the symptom of the greatest clinical importance is ever an increase in the body temperature of the patient Does not occur at all stages of an infectious disease, nor in all cases, tuberculosis and other chronic infections proceed for some time before fever is apparent. Any pathogenic micro-organism can give rise to febrile phenomena and the course of the fever is frequently of value as an index with regard to the continuation or decline of the infection

ترجمہ۔

تقریباً تمام عدوی میں اہم طبی علامت بخار ہے، مریض کی حرارت جسمانی میں زیادتی کسی متعدی بیماری کے تمام مدارج میں اور تمام صورتوں میں ہوتی ہے۔ دق اور دوسرے مزمن عدوی (امراض) کا بخار ظاہر ہونے سے پہلے، کچھ عرصہ سلسلہ رہتا ہے۔ ہر مرض پیدا کرنے والا عضویہ دقیقہ اعراض بخار پیدا کرسکتا ہے اور بخار کی رفتار (اتار چڑھاؤ) عدوی کی مسلسل موجودگی یا اس کے ضعف و خفت کے

لئے ایک بیش بہا انتباہ ہے۔

(اکسپرمینٹل بیکٹیریالوجی صفحہ)

بخار کا تسلسل رہیں طور پر جراثیم ہو یا عفونت کی کارفرمائیاں اس کا باعث ہوں شدت، خفت، کمی زیادتی یا حمیات میں اتار چڑھاؤ ہر دو افکار کے لحاظ سے "ٹاکسن" کی کمیت اور قوت کے لئے معیار ہیں یا عفونت کے اظہار کا مقیاس، بہرحال ایک کے یہاں "عفونت" ہمہ گیر ہے، تو دوسرے کے یہاں "ٹاکسین"۔ البتہ معنوی میں یہ نازک اختلاف ضرور ہے کہ موخرالذکر خون کی سرائت کو ثانوی اور آنتوں کے عدوی کو اولیت کا درجہ دیتے ہیں۔

گو صاف و صریح کوئی ایسا قول پیش نظر نہیں ہے جس سے متعین ہوسکے کہ اکابر اطبائے عرب آنتوں کی سرائت کو ثانوی حیثیت دیتے تھے، لیکن بیانات کے سیاق سے ان کے میلانات عام کا پتہ چلتا ہے کہ خون ہی میں عدوی کو معدوم جانتے تھے اور آنتوں کی سرائت کو بعد کی چیز۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مغربی افکار ہم آہنگ ہیں یا ان سے کچھ الگ بھی ہیں، اس حد تک کہہ سکتے ہیں کہ ایک نقطہ پر سب جمع ہیں، اس سے ہٹ کر یہ یقینی ہے کہ خون میں تسمم ضرور ہو جاتا ہے ذیل کے حوالے سے ہمارے اس خیال کی بھی تائید ہوتی ہے، کہ تعدیہ پہلے خون میں ہوتا ہے

"ٹائیفائڈ — لغایہ، حمی معوی — ایک تسمم الدم ہے جس کا سبب ... بے برتھ، کے عصیات ہیں (بیسلس ٹائیفوسس) کا معدہ میں داخل ہونا ہے، جن کو اسعار دقائق کی لسیج طحالی ساخت داخل کرتی اور جسم کے تمام حصوں میں پہنچا دیتی ہے"

(مقالات فریڈرک ڈبلیو پرائس)

It has suggested that the entric infection in the invading organisms enter the blood-stream first (possibly through the tonsils), and that the intestinal lesions are secondary to the bacillaemia.

ترجمہ :-

یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ معدوی عدوی میں حملہ آور عضویات (جراثیم) اولاً خون کے بہاؤ میں داخل ہوتے ہیں (غالباً لوتین کی راہ) اور معدوی تکایات التہابات ان کا نتیجہ ہوتی ہیں۔

(مینفن ٹراپیکل ڈیزیز ایڈیشن - ۱۱ - ص ۳۳۲)

ڈاکٹر مینسن بھی مطلقہ کو خون کی سمت تسلیم کرتے ہیں مصنف ٹراپیکل ڈزیز کے اس بیان کی نشان دہی کرتے ہیں کہ عضویات دقیقہ خون کے بہاؤ میں داخل ہو کر اعضاء میں سرایت کرتے ہیں یعنی خون میں پہلے تعدیہ ہوتا ہے اس کے بعد اعضاء میں۔

اوپر کے صفحات میں عفونت کی عام شکلوں کا نقشہ پیش کیا جا چکا ہے۔ مقامی التہابات اور اورام سے پیدا ہونے والے عوارض وعفونت ہی کے عمل و دخل کا نتیجہ ہیں اس طرح ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

نوع دوم آنکہ از عفونت درخارج عروق منعقد و آں سبب است کہ از اورام دموی عارض شود و حمیات اورام دمویہ مثل حمیات حارہ ورم غشائے دماغ و ورم آلات تنفس یا ورم معدہ یا جگر یا مرارہ یا طحال یا امعاء یا گردہ یا غیر آں از اعضا است و ایں نوع را حمی ورمیہ عفنیہ گویند۔ (اکسیر اعظم ج ۴)	دوسری نوع وہ ہے جو منفذ عروق (ساختوں) میں عفونت سے ظہور پذیر ہوتی ہے اور یہ بخار سے جو حار ورموں سے پیدا ہوتا ہے اور دموی ورموں کے بخار جو حار ورموں سے پیدا ہوتے ہیں جیسے پردۂ دماغ اور آلات تنفس معدہ، جگر، پتا، طحال، آنتیں گردے، ان اعضاء کے حار ورمات سے پیدا ہونے والے بخار ہیں اس نوع کو حمی ورمیہ عفنیہ کہتے ہیں۔

حکیم اعظم خاں صاحب نے عفونت خون سے پیدا ہونے والے حملہ آوروں کی ترتیب بیان میں، حمی مطبقہ کو پہلی صف میں جگہ دی ہے، اور یہ ظاہر کیا ہے کہ بخار کی اس صف میں عفونت عروق کے اندر ہوتی ہے مقامی التہابات یا اورام سے جو بخار ہوتے ہیں ان کو دوسری صف میں جگہ دی ہے اور بیرون عروق یعنی ساختوں میں عفونت سے تعبیر کیا ہے

التہابات اور اورام مقامی کے بارے میں ڈاکٹر کوسلے اور سٹین فرماتے ہیں۔

Local inflammation may provoked by the introduction of the filtrates of bacterail cultures or by the inoculaton of large quantities of the protoplasm of harmless saprornytes. It would seem, therefore that inflammation is due to the action of the toxins which are contained in or are secreted by the protoplasm, which produces a necrosis or necrobiosis of certain tissue cells and so prepares the way for the increase of the bacteria

ترجمہ :- جراثیم کی کاشتوں کے داخل کرنے یا بے ضرر ساپ (سپروفائٹس) کا مادہ بیاست پیوست کرنے سے مقامی التہاب پیدا ہو جاتا ہے اس لئے یہ ماننا پڑے گا کہ التہاب سمی مواد (سمیوں) کے عمل کا نتیجہ ہے جو مادہ حیات میں ہوتے ہیں یا اس سے ان کا افراز ہوتا ہے یہی سمیات بعض نسیجی خلیات میں موت یا (نکروبائیوسس) پیدا کرتی ہیں اور اس طرح جراثیم کی افزائش کے لئے راستہ ہموار کر دیتی ہیں (اکسپرمنٹل پیتھالوجی)

۴ - حرارت و رطوبت کا وجود اجتماعی طور پر عمل عفونت کے لئے ضروری ہے۔

حرارت یا برودت کے ساتھ رطوبت اگر نہ پائی جائے تو تعفن نہیں ہوگا یعنی یہی مانع تعفن کی ایک صورت ہے، فردوس الحکمت میں اس مسئلہ کو "ہوائے مرطوب مرض پیدا کرتی ہے" کے زیر عنوان علامہ طبری نے اس طرح لکھا ہے۔

شو القوۃ الهاضمة	پھر قوت ہاضمہ ہے جو حرارت
التی تهضم العذاء	و رطوبت کے سبب غذا کو ہضم کرتی
وتنضجه بالحرارۃ و	اور پکاتی ہے اس لئے کہ ہضم خود
الرطوبة، لان الهضم	ایک طرح کی عفونت ہے اور
ضرب من العفن، ولا	حرارت و رطوبت کے بغیر کوئی چیز
یعفن شیٔ الا بالحرارۃ	متعفن نہیں ہو سکتی، ہاں حرارت
والرطوبة، فاما الحرارۃ	و یبوست یا برودت کے ساتھ
والیبس والبرودۃ	کے ساتھ عفونت ہوا نہیں سکتی،
فلا یکون معهما العفونة	

ہضم یا استحالہ بھی، حرارت و رطوبت کے باہمی تعاون کا نتیجہ ہے، بالکل اسی طرح جیسے عفونت ان دونوں کے دخل سے پیدا ہوتی ہے، مسئلہ ہضم پر آئندہ صفحات میں بحث کی جائے گی۔

فردوس الحکمۃ کی عبارت ابھی جو مذکور ہوئی، اس میں دو دعوے کئے گئے ہیں۔

(۱) عفونت کے لئے حرارت اور رطوبت ضروری عنصر ہیں یعنی ان کے بغیر اس کا وجود ناممکن ہے۔

(۲) برودت اور یبوست مانع تعفن ہیں، ان کے علاوہ اگرچہ حرارت معاون تعفن ہے، لیکن یبوست کے ساتھ یہی مانع تعفن ہے پہلے دعوے کا جز اول یعنی حرارت عفونت کے لئے ناگزیر ہے اس کے ثبوت میں مصنفین کے نزدیک جراثیم کے نشو و نما کے لئے تپش [illegible] ہے [illegible] لکھے ہیں

Vital temperatures.— As a rule, bacterial growth ceases at temperatures below 12°c and above 42°c. For each species there is an optimum temperature at which it thrives best. The optimum temperature differs more or less according to the

[illegible].

ترجمہ:- حرارت عزیزی۔ـــــ فی الجملہ جراثیمی نمو ۱۲° سے کم ۴۲° سے زیادہ تپش پر موقوف ہوجاتا ہے، ہر نوع کے لئے ایک معین تپش ہوتی ہے، جس پر وہ خوب پھولتی پھلتی ہے، باعتبار انواع مستحسن تپش کم و بیش مختلف ہوتی ہے۔

(بیکٹیریالوجی)

ممکن ہے بادی النظر میں بیکٹیریالوجی کی عبارت بالا مبنی بر مغالطہ سمجھی جائے لیکن اوراق سابق میں جا بجا ہم نے بتایا ہے کہ نتیجہ اور مآل کے لحاظ سے جراثیم اور عفونت، ایک ہی حقیقت کی مختلف تعبیریں ہیں۔

پہلے دعوے کے جز ثانی یعنی رطوبت کے بارے میں بھی ان ہی ہر دو مصنفین کا ارشاد ہے

Desiccation.— Moisture is necessery for the growth of bacteria, simple drying in the air has a detrimental effect on the vegetative forms of bacteria spore suffering less or not at all Resistance varies with the species

ترجمہ:- تجفیف۔

رطوبت جراثیم کے نشو و نما کے لئے ضروری ہے، محض ہوا میں خشک کرنے کا اثر، جراثیم کی اقسام پر برا ہوتا ہے، جرثومہ اس سے قطعاً متاثر نہیں ہوتا یا ہوتا ہے تو بہت ہی کم، انواع کے لحاظ سے مقاومت مختلف ہوتی ہے۔

(ایڈس قو بیکٹیریالوجی)

دوسرا دعویٰ برودت اور یبوست کا مخالف عفونت ہیں، اس کی نسبت بھی، ایڈس قو بیکٹیریالوجی کی زبانی سنئے،

Resistance to external influences-cold.- The

germicidal effect of low temperatures is small. growth usually ceases below 10 c, but even after exposure to 252° c (the temperature of liquid hydrogen) for ten hours, or to -170°c, for several weeks, bacteria are not killed and when placed in favourable condition show that no serious impairment has taken place. Cooling preserves putrescible material growth, but it does not sterilise the object

ترجمہ :- بیرونی اثرات کی مقاومت

ٹھنڈک :- تپش کی کمی کا اثر جراثیم کشی میں بہت کم ہے ، اس کی بڑھوتری عموماً ۱۰ م سے نیچے ہی ختم جاتی ہے ، اگر دس گھنٹے ۲۵۲ م کی (سیال ہائیڈروجن) یا ۱۷۰ م کی تپش کی رو میں چند ہفتہ رہے پر بھی جراثیم مرتے نہیں ہیں اور موافق یا مناسب ماحول میں رکھ دیئے جانے کی صورت میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ کسی قسم کا انہیں شدید گزند نہیں پہنچا ہے۔ سردی عفونت پذیر مواد کی حفاظت کرتی ہے یہ اس لئے کہ افزائش جراثیم کے لئے مانع ہے۔ یہاں تک (جراثیم کے عمل سے بچاؤ سکتی ہے ، اس چیز کو (جو) جراثیم کو ختم نہیں کر سکتی

حرارت کے ایک خاص تناسب کی کمی میں جراثیم کو اگر کھا جائے تو ان کی افزائش نہیں کی جائے گی تپش کے اسی تناسب کو مزید کم کرنے کی صورت میں بھی ہفتوں یا گھنٹوں اگرچہ وہ زندہ رہ سکتے ہیں مگر باعث عفونت نہیں بن سکتے اور نہ ہی پیدا ہو سکتے ہیں ، حاصل کلام یہ کہ عفونت پذیر مادہ سردی کی وجہ سے عفونت سے محفوظ رہتی ہے

عفونت کے اسباب کے لئے ۔۔۔ کی رو سے میں ۔۔۔ اس کا ۔۔۔ ہے ۔۔۔ حرارت کے ۔۔۔ اس لئے ۔۔۔ کوئی خصوصیت ۔۔۔ عفونت ۔۔۔ حرارت کے ۔۔۔ کی خصوصیت ۔۔۔

عفونت محدث مرض ہے

محرکات عفونت نہیں

مرض جو پیدا ہوتا ہے ، ہر ایک سبب حقیقی اسی کو کہیں گے جس کا تعلق بالکل قریب کا ہے ، مائۃ مسیحی کے فاضل مصنف نے اسباب مرض کے زیر عنوان سیر حاصل بحث کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں :-

القول فی الاسباب — اسباب کا بیان

اسباب الامراض ثلثۃ اجناس — امراض کے اسباب کی تین جنسیں ہیں

اجناسھا جنس الاسباب البادیۃ والبادئۃ
جنس الاسباب السابقۃ والبادئۃ
جنس الاسباب الواصلۃ
والاسباب البادیۃ

اسباب ۔۔۔ اس کی پہلی ۔۔۔
سابقہ ۔۔۔ اسباب ۔۔۔
اس کی تیسری جنس ۔۔۔
اور اسباب بادیہ وہ ہیں جو

التی تؤثر فی البدن وھی خارجۃ عنہ مثل حرارۃ الشمس القویۃ التی تولد الحمیٰ، الاسباب التی تؤثر فی البدن من داخل فما کان بینہ وبین المرض سبب آخر فھو سبب سابق، وما کان منھا لیس بینہ وبین المرض سبب آخر فھو سبب واصل، مثال ذلک ان الحرارۃ الواصلۃ الی البدن من خارج سبب بادٍ للحمیٰ الا انہ متی لم یکن امتلاء یعنی من یلقی الحرارۃ لم یحدث حمی عفونۃ فالامتلاء سبب سابق. الا ان الخلط الذی تنالہ الحرارۃ لو لم یعفن لم یحدث حمی، فالعفونۃ فی الخلط سبب الحمیٰ بتوسط ولان السبب الواصل ھو المحدث للمرض بلا توسط صارت معرفتہ ضروریۃ فی ازالۃ المرض، لانہ متی ارتفع، ارتفع المرض لامحالۃ، لان دخول المرض من ھذا السبب وقد یحتاج فی ازالۃ

بدن پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ جیسے حرارت آفتاب کی شدت جو بخار پیدا کر دیتی ہے وہ اسباب جو بدن میں داخلی طور پر موثر ہوتے ہیں، اگر مرض اور ان کے درمیان کوئی دوسرا سبب ہو، تو وہ سبب سابق ہے اور مرض اور ان کے درمیان اگر کوئی دوسرا سبب نہ ہو تو وہ سبب واصل ہے اس کی مثال یہ ہے کہ باہر سے حرارت جو بدن میں پہنچتی ہے وہ بخار کے لئے سبب بادی ہے، مگر جب تک ایک امتلاء نہ ہو جو حرارت سے متاثر ہو سکے، عفونی بخار پیدا نہیں ہوگا پس یہاں امتلاء سبب سابق ہے مگر جس خلط کو حرارت پہنچی ہے اگر متعفن نہ ہو بخار پیدا نہ ہوگا، پس عفونت خلط ہی بخار کا سبب ہے جو واسطہ ہوتا ہے۔ اور سبب واصل چونکہ بلا واسطہ مرض پیدا کرتا ہے اس لئے ازالہ مرض میں اس کا علم اور پہچان ناگزیر ہے کیونکہ جب یہ سبب واصل دور ہو جائے گا مرض بھی لامحالہ جاتا رہے گا کیونکہ مرض اسی سبب سے پیدا ہوا ہے اور سبب واصل کو دور کرنے میں کبھی سبب سابق کو معلوم کرنے کی حاجت ہوتی ہے۔ کیونکہ مرض کا وجود اسی سبب (سابق)

السبب الواصل الی معرفۃ السبب السابق لان وجود المرض من ھذا السبب ما کان وان لم یکن منہ

سے ہے، مرض اس کے (سبب سابق) کے ذریعہ تو پیدا ہوا، اس سے نہ سہی،

(مائۃ مسیحی)

ہمارے مادیات میں ہر چیز کے وجود میں آنے کی مختلف توجیہات کی جاتی ہیں اور ان کو ایک یا مختلف اسباب کے زیر اثر سمجھا جاتا ہے مرض کی پیدائش کے بھی وجوہ یا طریقے مختلف ہوتے ہیں، بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کا وجود مادیات سے براہ راست یا بلا واسطہ دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا، اس کے باوجود وہ اثر انداز ہوتی ہیں جس طرح آفتاب کی شدید گرمی، ضربات خارجی، فاقہ کشی، شدائد، رنج وغم یا لایا کلی کا گرما اور اس قبیل کے دوسرے امور کہ ان کا تعلق، اگرچہ خارج سے ہے، مگر موثر ہیں، اور جسم انسانی ان سے اذیت پاتا ہے فاضل مصنف نے ان میں سے اکثر کو اسباب بادیہ سے تعبیر کیا ہے کسی ایک مرض مثلاً خلطی بخار کو لیجئے، ظاہر ہے کہ یہ عفونت ہی سے ہوتا ہے لیکن عفونت جو تو پیدا نہیں ہوئی یہ کسی محرک یا امتلاء کا نتیجہ ہے امتلاء جس سے عفونت پیدا ہوئی اگرچہ براہ راست وجہ مرض نہیں ہے، لیکن واسطہ ضرور ہے، یعنی یہ نہ ہوتا تو عفونت کا وجود بھی ناممکن تھا، اس اعتبار سے مرض کو وجود میں لانے میں ایک نہ اس کو دخل ہے۔

بخار چونکہ براہ راست عفونت کے عمل دخل کا نتیجہ ہے، اس لئے یہاں عفونت کی حیثیت سبب واصل کی ہے، جس امتلاء کے باعث عفونت ہوتی ہے اس کو سبب سابق کہتے ہیں اب بخار کو دور کرنے کے لئے، سبب سابق کو جاننا اس لئے ضروری ہے کہ اس کے بغیر عفونت کا اخراج یا ازالہ ناممکن ہے جو مرض کا اصلی یا سبب واصل ہے، اور ہمارا اصل موضوع بحث یا مدعا بھی یہی ہے۔

فاضل مصنف نے اپنی عبارت میں لفظ امتلاء جو استعمال کیا ہے اس سے ان کی مراد کیا ہے، ہمیں تشریح میں پڑنے کی ضرورت نہیں خود مصنف نے کتاب النبض کے عنوان میں اس پر گفتگو کی ہے

وقد یعرض فی الحمیٰ شبیہ ما یعرض

اور کبھی بخار میں اسی طرح کی لاحق ہوتی ہے جیسی

فی الاورام التی تتقیح فکما ان فی الاورام فی حال تولد المدۃ یکون الحمی والوجع فکذلک الامر اذا کانت تلک المادۃ فی العروق فانہ یحدث عند عفنہ الحمیٰ

(مائۃ مسیحی)

میں جب پیپ پڑجاتی ہے پس جیسا کہ اورام میں پیپ پڑتے وقت (فی حال تولد المدہ) بخار اور درد ہوجاتا ہے بالکل یہی حال ہوتا ہے جب یہ مادہ عروق کے اندر ہوتا ہے کیونکہ اس کے متعفن ہوتے ہی بخار ہوجاتا ہے

مدعا یہ ہے کہ بخار سے ملتی جلتی کیفیات بعض اوقات اورام میں بھی نمایاں ہوتی ہیں۔ اورام کے آغاز یا ابتدائی حالت کو چھوڑ کر پیپ کی پیدائش کے زمانہ میں درد اور بخار جس طرح ہوتا ہے اسی طرح عفونت پیدا ہونے کے ابتدائی اوقات میں بھی ہوتا ہے، جب یہ مادہ عروق میں ہوتا ہے۔ آغاز میں جو بخار اورام سے ہوتا ہے اسے نتیجۂ التہاب سمیت نہیں سمجھنا چاہیئے، بلکہ اغلباً عصبی انفعال یا ہیجان کا نتیجۂ لازمی ہے۔ فی حال تولد المدہ سے خاص مسیحی نے اسی امر کی جانب اشارہ کیا ہے۔

امراض کی علت فاعلی جراثیم نہیں ہیں

اوپر کے بیان سے معلوم ہوا ہوگا کہ امراض کا حقیقی سبب دراصل سبب واصل ہے عفونت کو ہی متعدی امراض میں وہی درجہ یا اہمیت حاصل ہے۔

عام طور پر پہلے سمجھا جاتا تھا کہ سمیت مائیۃ الدم سے زیادہ تر صرف التہابات پیدا ہوتے ہیں، اور التہابات دوسرے امراض کے مقابلہ میں بہت زیادہ پائے جاتے ہیں اس لئے امراض کی ایک بڑی تعداد کو سمیت مائیۃ الدم کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ چند استثنائی صورتوں کے علاوہ، اب تمام امراض میں سمیت مائیۃ الدم یا رطوبت طلیہ کی غیر طبعی حالت ہی کو بطور قدر مشترک کہا جاتا ہے، اور مرض کا حقیقی سبب اسی کو قرار دیتے ہیں اس مسئلہ کو ضمن ماہیت مرض گزشتہ اوراق میں مع حوالہ ہم بیان بھی کر آئے ہیں،

سمیت مائیۃ الدم کی پیداوار صرف التہابات کو سمجھا جاتا تھا، ملاحظہ ہو:۔

سوائے بیرونی ضرب و زخم کے، خلیہ کے بہت زیادہ امراض ماؤف مائیۃ الدم کی وجہ سے ہوتے ہیں، اس کا اندازہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ جیسے التہابات ہیں ان کا مخصوص اور نہایت اہم سبب، مائیۃ الدم کی سمیت ہوتی ہے، اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ التہابات دیگر تمام امراض سے بہت زیادہ ہوتے ہیں اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اکثر التعداد امراض کا سبب صرف مائیۃ الدم کی سمیت ہوتی ہے۔

(انسائکلوپیڈیا صفحہ ۹)

صورت بالا میں مسئلہ عفونت کو بہ وضاحت بیان کرنے کی ضرورت پوری ہی کی ہے اب ہم اس حقیقت کو ذہن میں سامنے رکھنا چاہتے ہیں کہ ہر مرض میں طفیلیات اور جراثیم اپنے فعل عمل کے لحاظ سے ثانوی رہیں۔

حمیات اجامیہ حقیقیہ کی خصوصیت ڈاکٹر میس بیان فرماتے ہیں

This form of fever is justly regarded as being dangerous to life, yet in certain instances the parasite may exist, even in considerable number in the blood-stream for months on end without seriously interfering with health, it may produce no ascertainable rise of temperature, or the patient may eventually seek medical aid suffering from oedema of legs, dyspepsia, or some other bizarre or trifling complaint

apparently quite unconnected with malaria.

ترجمہ: بجا طور پر اس قسم کے بخار کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ زندگی کے لئے خطرناک ہے، لیکن بعض مشاہدات میں صحت پر کوئی اثر ڈالے بغیر مہینوں خون کے بہاؤ میں طفیلیات موجود رہتے ہیں اور معتدبہ تعداد میں قابل اور اک ارویاد حرارت شاید پیدا کریں، یا مریض پاؤں کے اور بہایا ایسی کوئی اوٹ پٹانگ اور لی شکایات لے کر طبی امداد کا خواستگار ہو جن کو ملیریا سے کوئی سروکار نہیں۔ (ٹراپیکل ڈزیز، روسٹ ایڈیشن ۱۱۰)

مہینوں جسم میں رہنے کے باوجود طفیلیات اجسام نقصان یا کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچاتے ہیں ٹراپیکل ڈزیز روسٹ کے ۱۲واں ایڈیشن سے ایسے مدعا کے لئے ہم مزید سند لا رہے ہیں۔ اس عبارت طولانی ہے۔ اس کا مع ترجمہ نقل کرنا چنداں ضروری بھی نہیں، بہ نظر اختصار صرف اقتباس پیش کرتے ہیں، البتہ ہمارے اصل موضوع سے جس حصہ کا قریبی تعلق ہے اس کی انگریزی عبارت بھی نقل کردیں گے۔

اسے ملیریا ہی سمجھا جانا چاہیے جب مقام ملیریا سے منتقل ہونے والے اشخاص، وقتاً بخار میں گرفتار ہو جائیں کیونکہ منتقل ہونے سے پہلے ہی ملیریا سے وہ متاثر ہو چکے ہوں گے، البتہ بعض ایسے بھی مثل ہوتے ہیں، لیکن وہ جب کسی سرد ملک میں چلے جاتے ہیں تو چند ہی دنوں میں مبتلائے بخار ہو جاتے ہیں، اور بعضوں کو تو بہت تندہ بھی ہوتا ہے۔

اتنا لکھنے کے بعد ہی مزید صراحت فرماتے ہیں۔

This is especially the case with recent arrivals from the west coast of africa, and it is true for boath benign tertian and subtertian infections, the parasite lying dormant in the blood-streem, it may be as long as eight months and, in the case of the former, one year or more.

ترجمہ: یہ صورت مغربی ساحل افریقہ کے نو وارد لوگوں کو خصوصیت سے پیش آتی ہے اور اس بارے میں غب سلیم اور غب خبیثہ دونوں بیماریاں یکساں ہیں، خون کے بہاؤ میں طفیلیات بے حس و حرکت پڑے رہتے ہیں ایسا آٹھ مہینے جیسی مدت دراز تک اور اول الذکر صورت میں ایک سال یا اس سے زیادہ دنوں تک ہو سکتا ہے۔

ملیریا کے عام سلسلۂ بیان کے ضمن میں ڈاکٹر مینسن کی تحریر سے متبادر ہوتا ہے کہ خون کے بہاؤ میں مدت دراز تک جراثیم بے حس و حرکت پڑے رہتے ہیں غب خبیثہ کی اکثر صورتوں میں آٹھ مہینے اور غب سلیمہ کی حالتوں میں ایک یا زائد از ایک سال تک کیفیت تنویم باقی رہتی ہے موصوف کی رائے اس بارے میں کیا ہے؟ ملاحظہ ہو

From the fact that parasites are present in the blood during a pyrexia, often in great numbers, it is evident that it is not the mere presence of the parasite in the bloon corpuscles which causes the fever, but probably the pyrogenic agent is in the nature of an anaphylactic or haemoclasic shock

خون کے اندر طفیلیات بخار نہ ہونے کے زمانہ میں موجود رہتے ہیں اور اکثر بڑی تعداد میں، اس امر سے عیاں ہے کہ خون کے دانوں میں طفیلیہ کا وجود ہی بخار کا سبب نہیں ہوتا، بلکہ محدث حرارت عامل غالباً استہلاکی یا خون شکن، صدمہ کی نوعیت کا ہوتا ہے۔

(ٹراپیکل ڈزیز، روسٹ)

ماحصل یہ ہے کہ جراثیم سے پروٹین جیسا مادہ خارج ہوتا ہے اور وہ اجنبی ہونے کے باعث بخار پیدا کرتا ہے یا خون کے ذرات کی شکست و ریخت سے صدمہ موجب بخار بن جاتا ہے۔

مشاہدات بعد الموت سے معلوم ہوا کہ بعض خاص صورتوں میں
[illegible] خود طفیلیات اجامیہ بھی مرض پیدا کر سکتے ہیں، ایسا صرف ایک ہی
صورت میں ممکن ہے کہ دماغ کے عروق شعریہ میں یہ پھنس کر اڑ جائیں۔
اس حالت میں استرخار، فالج، اور دوسرے مختلف عوارض رونما
ہو سکتے ہیں، صاحب ٹراپیکل ڈزیز نے اسے اسی اندلش کے
صفحہ کی پہلی سطر میں اس مضمون کی ایک مستقل سرخی قائم کی ہے

ادنی توجہ یا غور و فکر سے آسانی اس نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں کہ
جراثیم کی فاعلی حیثیت بجائے خود ہی، ان کا وجود بیان کرتے ایک
اجنبی جسم کے، جراثیم کے ایک حقیر قطرہ یا خون کے ادنی [illegible]
کچھ زیادہ نہیں۔

البتہ بعض صورتوں میں یہی طفیلیات راست عمل بھی کر سکتے ہیں
جیسا کہ پیرسیٹل پیکڑ یا لوجی کے جرمن مصنفین نے بیان کیا ہے، لیکن
انسانی امراض میں اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتے،

طفیلیات کی بے اثری کی تفصیل تو سامنے آچکی ہے جراثیم کو
موقت یا ان کی حیثیت کیا ہے ذیل کی وضاحتوں سے معلوم ہوجائیگا

The causative agents of infections can injure the body in different ways. In the first place, when they have multiplied within the tissue until considerable quantities are present they may act as foreign bodies or, under certain circumstances, as a mechanical momentum the complete blocking of the capillaries of vital sections of the brain which occurs in severe cases of tropical malaria is due to this mechanical effect [illegible]

direct injury can be caused by the penetration of the malaria parasites into the red corpuscles of the blood. By themselves, these [illegible] activity are [illegible] -sive factors. [illegible] a consideration of the bacterial infections of mankind are rarely of moment. In the majority of cases the most pronounced pathological characteristics are due to the production of [illegible] and endotoxins [illegible] injurious either [illegible] generally it has long been a matter of common knowledge that many pathogenic micro-organisms secrete poisonous products of metabolism [illegible] of [illegible] action [illegible] the poison secreted at [illegible] stage by the [illegible] in tetanus [illegible] can when isolated [illegible] the same results [illegible] the bacilli themselves [illegible] other microorganisms, the typhus bacillus cholera [illegible]

view that in any infection there is a specific toxic action to which the clinical peculiarities are due and the resultant phenomena of which cannot be sharply distinguished from the general symptoms.

ترجمہ -

عدوی کے سبب [illegible] (علت فاعلی) [illegible] مختلف جسم کو گزند
پہنچا سکتے ہیں اولاً یہ کہ ساخت کے اندر جب [illegible] ہو جاتے ہیں [illegible]
[illegible] تعداد ان کی موجود ہو جاتی ہے [illegible] اجسام کے
بعض صورتوں میں [illegible] میکانی قوت سے کام کرتے ہیں [illegible] کے
[illegible] (ملیریا) کی شدید صورتوں میں دماغ کے [illegible]
حالت قائم ہے [illegible]
میکانی اثر کے باعث [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
نہیں ہوتا۔ البتہ [illegible] سے خلیات کے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
تحقیق کے موجودہ طریقوں کا نقص [illegible]
[illegible]

are not secreted, but endotoxins are liberated as a result of the disintegration of the cells by the bactericidal action of the wounded body. even where toxic activity cannot be directly detected (e g anthrax bacillus) the pathological symptoms and eventual death of the infected organism must be attributed to the action of specific poisons of enzymatic substances, and one can only suppose that it is the insufficiency of modern methods of investigation which precludes the determination of the conditions necessary for their formation possibly poisons are produced by the interaction of bacteria with living and dead cells or by the action of enzymatic bodies on proteids, perhaps some part is played by the physicochemical changes induced in the cell. at all events there is considerable justification for the

عمل درآمد سے یا پٹومینز (لحمی مواد) پر تعفن اجسام کے عمل سے زہر پیدا ہوتے ہوں یا ستیاراں (طبعی کیمیاوی) تغیرات کو بھی کچھ دخل ہو جو خلیہ کے اندر پیدا ہوتے ہیں، بہرحال متعلقہ صحت و صداقت اسی دعا سے ملی ہے کہ کسی عوارض (مرض) میں کسی حل ہی ہوتا ہے جن کے سبب فراتی خصوصیات رونما ہوتی ہیں، اور ماحصل اعراض عام علامات سے بہر صفت فنا نہیں کئے جا سکتے۔

(السپیشل میکرڈ مالوجی سنہ ۲۶، ایڈیشن)

ٹاکسین — سمین

اور

اس کی ماہیت

جراثیم کا یہ موقف علوم مرجہ کے سادہ میں راسخ ہو گیا کہ مرض کا موجب حقیقی در حقیقت ٹاکسین ہے، جو ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کے مستقل وجود کا پتہ ہے۔ اور ریسرچ کو معلوم ایسے کام سے مقدور بھر کوشش کی معلومات فراہم کرتے ہیں، کاوش سے زیادہ دقتوں کا سامنا بھی ہو، تاہم مطالعہ اور معلومات کی رسائی کا جس حد تک تعلق ہے یہی تہی دامانی پائے، تنگی کا اعتراف کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اسے اس مقصد میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی، ایک آدھ بیان بھی ایسا نہیں مل سکا، جسے سمار و وثوق کے ساتھ پیش کر سکتے۔

جراثیم کے بعض ماہرین ٹاکسینوں یا سمیوں کے فعل و تاثیر میں ذرہ برابر کسی کو اختلاف نہیں لیکن عجب بات یہ ہے کہ خود عامل کی کنہ نامعلوم اور حقیقت مستور ہے، اور اس کی واقعی ماہیت اب تک دریافت نہیں ہو سکی؟ یا فہم ہوئی بھی ہے تو صرف حقیقت منتظر ماحصل مجہول کی آئینہ دار ہے۔

فاضل وارث میو کے نزدیک ٹاکسین ایک سمی مادہ ہے اور یہ جراثیم ہی کے فعل و عمل کی پیداوار ہے، مگر یہ نہیں معلوم کہ اس کی ساخت اور ماہیت کیسی ہے اور مرکب ہے تو اس کے اجزائے ترکیبی کیا ہیں!

البتہ مخصوص کیمیاوی یا عمل یا اس کا عمل درآمد سب ہوتا ہے وہاں مخصوص علامات سے جو ان کے بعد ظہور پذیر ہوتی ہیں، اس کے وجود کا پتہ چلتا ہے۔

جراثیم کی ہر ایک نوع اپنی اپنی خاص حاصلات جو برآمد کرتی ہیں وہ ایک قسم کی لیسدار زہریلی شئی پایا جاتا ہے ان حاصلات میں سے بعض بے ضرر اور بعض نقصان رساں ہیں، ان ہی ضرر رساں حاصلات یا مواد کا دوسرا نام ٹاکسین ہے۔

جس طرح ساتات کے جوہر اور اجزائے ترکیبی کو ایک دوسرے سے الگ کر کے بنانا ممکن ہے اسی طرح ٹاکسینوں یا جراثیم کی سمی حاصلات کا اب تک تجزیہ نہیں ہو سکا ہے، ہر دست تحلیل کیمیاوی ممکن ہے حتیٰ کہ خون یا بافتہ ادم سے بھی ان کو علیحدہ نہیں کیا جا سکا ہے اسی مادر بہ سمی مواد کے جسم میں نفوذ کرنے سے جو اثرات یا علامات ظہور پذیر ہوتی ہیں ان کو ٹاکسین کے وجود کے لئے نشان راہ بنائے ہیں۔

جدید افکار یا کیفیات کا نچوڑ، اوپر کی سطور میں عرض کیا گیا ہے، ماہرین علم الامراض کی زبانی بھی سنئے۔

TOXINS.

There be some mixture powerful or the blood (Shakerspear).

Microbes seldom cause mischief by their mere paysical presence, nor it is by robbing the system of nutrient material that they do harm. their influence mainly depends upon the toxins they produce, the affect of which vary according to the kind of microbe and the nature of its toxin.

Bacterial toxins (toxikon, poison) are poisonous substances allied to colloids just as certain plants elaborate their special alkaloidsi (strychnine, morphine, aconitine, etc) so each species of bactaria elaborates its own particular products, some of which may be useful to their host, some innocuous, and some harmful it is to these letter poisonous products that brieger gave the name of toxins.

It is to be understood that in speaking of the toxins of a particular bacterium we are referring to solution of them, no toxin having as yet been isolated and analyzed as the vegetable alkaloids have been their existence is assumed by their effects when introduced into the body.

It is probable that there are two kinds of bacterial toxins

(A) those confined to the interior of living bacteria, and only liberated on their death (intracellular or endotoxins) and (B) those yielded by living bacteria to the medium - tissue them (extracellular, or exotoxins)

(A) Intracellular toxins - in this group. which includes the toxins of the greater number of bacteriogenic diseases of toxin is loked up in the bodies of the bactaria, not being liberated till these degenera or die, for it is found, in the particular

medium).

Some species of bacteria appear to produce both intracellular and extracellular toxins - e.g. tubercle bacillus (probably).

Many of microbe harmless enough in its proper place, will at once cause trouble if it gets into other parts - e.g. B. coli

تعد۔

سمیں

بعض آمیزے جوں سے کہیں زیادہ زہردار ہوتے ہیں (سکیمرا
اجسام وغیرہ (جراثیم) محض ان کی موجودگی سے شاید ہی
کسی حالت (شکایت) کا باعث ہوتے ہیں، یہ نظام مواد اغذیہ
میں رد و بدل کر کے اثر پیدا کرتے ہیں اور اصل ان کا اثر ان سمیوں
تک محدود ہے جو ان کی پیداوار ہیں البتہ ان کے اثرات خود اجساد
دقیقہ کی نوعیت اور ان سمیں کے لحاظ سے جداگانہ ہوتے ہیں

جرثومی سمیں: ٹاکسین (ٹاکسن، زہر) لیسدار زہریلی چیزیں
ہیں بعض پودے جس طرح ایسے لونی جوہر (الکلائڈس)
اسٹرکنین (جوہر کچلہ) مارفین (جوہر افیون) کونائین (جوہر...)
برآمد کرتے ہیں بعینہ اسی طرح جراثیم کی ہر نوع ایسے اسے خاص
حاصلات برآمد کرتی ہے جن میں سے کچھ تو ان کے کھیلوں کے کارآمد
ہوتے ہیں کچھ بے ضرر اور بعض ضرر رساں بھی ہوتے ہیں، ان ہی موخرالذکر
زہروں کا نام انگریزی میں رکھا ہے۔

یہ ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ کسی خاص جرثومہ کی سمیں سے
ہماری مراد اس کا محلول ہے۔ اب تک کوئی سمین علاحدہ کی جا سکی ہے
نہ اس کا تجزیہ ہو سکا ہے جس طرح نباتی قلیاسوں (نباتی جوہر) کا ہوا
ہے۔ جب یہ جسم کے اندر داخل کئے جاتے ہیں، تو ان کے اثرات سے
ان کے وجود کا خیال پیدا ہوتا ہے۔

گمان غالب یہ ہے کہ سمیں جرثومی کی دو قسمیں ہیں:

diseases just referred, that if the bacteria causing them are gown in a suitable culture medium, no toxin separates out by filtration through porcelain, whereas if the bacteria are gorzen at the lowest of temperatures, and then crushed the result is a highly toxic substance

(B) Extracellular Toxins - in this group, which includes the toxins of B. diphtheriae, B. tetani, B Botulinus, the toxin, appears to be the nature of an excretion of, for example, the diphtheria or the tetanus bacillus is grown in a suitable medium, soluble toxins are found to pass out into the medium, from which they can be seperated by filtration through porcelain the inference being that the bacilli in question excrate them unless we suppose that they produce them by promoting some change in the external

(الف) وہ جو زندہ جراثیم کے بطن میں مقید رہتی ہیں اور ان کے مرنے ہی پر آزاد ہوتی ہیں (باطن خلیہ، یا سمین داخلی)

(ب) وہ جو زندہ جراثیم اپنے بیرونی واسطے کو عطا کرتے ہیں، (خارج خلیہ، یا سمین خارجی)

(الف) باطن خلیہ سمین۔

اس صنف میں بے شمار جرثومہ آفریں امراض کی سمیں داخل ہیں یہ سمین جراثیم کے اجسام میں بند ہوتی ہے، اور ہرگز آزاد نہیں ہوسکتی، تا آنکہ اجزائے جراثیم بکھر نہ جائیں، یا خود مر نہ جائیں کیونکہ جن خصوصی امراض کا ابھی حوالہ دیا گیا ہے، ان میں دیکھا گیا ہے کہ جراثیم جو ان کا باعث ہوتے ہیں مناسب وسائط میں ان کی جب کاشت کی جاتی ہے تو چینی سے تقطیر کرنے پر، کوئی سمی عارض نہیں ہوتا لیکن اگر کمتر عرصے میں جراثیم کھلا دئے جائیں اور پھر ان کو کچوڑا جائے تو بہت زیادہ سمی مادہ حاصل ہوتا ہے۔

(ب) خارج خلیہ سمیں ـ اس صنف ماق، عصیات آتکزا، عصیات لوٹولیس ( ) کی سمیں داخل ہیں یہ سمیں ایک افراز (ریزش) کی نوعیت کی معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً عصیات ساق یا کزاز، جب مناسب واسطہ میں اگتے ہیں تو جل نذر سمیں واسطے کے اندر تحلیل ہوتی ہیں اس واسطہ میں سے چینی کے ذریعہ تقطیر سے علیٰحدہ کی جاسکتی ہیں، حاصل یہ ہوا کہ زہر کے عصیات ان کا افراز کرتے ہیں (جراثیم سے کہ ہم فرض کرلیں کہ یہ (جراثیم) بیرونی واسطہ میں کچھ تغیرات پیدا کر کے ان سمیوں) کو پیدا کرتے ہیں۔

جراثیم کے بعض انواع باطن خلیہ اور خارج خلیہ، دونوں سمیں پیدا کرتے نظر آتے ہیں، مثلاً ذرّی عصیہ (غالباً)

بہت سے اجادہ حقیقۃ جو ایسے مواقع میں بالکل بے ضرر ہوتے ہیں، دفعتاً باعث تکلیف بن جاتے ہیں اگر وہ ... جسم میں ہوں مثلاً عصیات قولونیہ

(ایڈیسن نوٹیتھالوجی صفحہ ۴۰-۴۱)

فاضل کیمبل نے جراثیم کا واضح موقف بیان کر کے قوت احد گرف کی راہ بالکل ہموار کردی، ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ کسی مرض کے لئے جراثیم کا صرف وجود باعث نہیں ہے بلکہ جوہر یا مادہ "ٹاکسین" یا اس کی نوعیت نہ ہے۔

ان کے اوقات عمل کی بھی وضاحت اس طرح کی ہے کہ وہ گزند یا نقصان ہرگز نہیں پہنچا سکتے اگر مرنے سے پہلے یا سمین کی علیٰحدگی سے پیشتر سمین داخلی کی صنف کے جراثیم کو کسی طرح جسم سے نکال دیا جائے اور ان مواد پر جراثیم کی پرورش موقوف ہے یعنی ان کا حاصل مزاق لے لیا جائے، تو سمین کا اس میں نشان تک نہ ہوگا اسی جراثیم کے مرنے یا ان کے اجزا پراگندہ ہوجانے کے باعث چونکہ سمین آزاد یا بے مہار ہوجاتی ہے اس لئے ضرر رساں اور مرض آزار بن جاتی ہے نیرنگیٔ قدرت کتنی دلچسپ اور کس قدر حیرت انگیز ہیں، کہ ایک چیز گزند کی تو جڑ ہے جان اور موت پیدا نہ کر سکے

طریقۂ ضرر رسانی کا جہاں تک تعلق ہے دو صورتیں متبادر ہوسکتی ہیں، براہ راست اپنے عمل سے جراثیم ساخت کو نقصان پہنچائیں، یا ان مواد ... وسائل کو باعث، وتاراج کرڈالیں جو حیات کی بقائے ساخت کے لئے ممد اور لازم ہیں، سمیں خارجی کی صنف کے جراثیم ان ہر دو میں سے کسی ایک صورت سے بھی گزند یا نقصان نہیں پہنچاتے البتہ اس نوع کے جراثیم زندگی ہی میں ٹاکسین پیدا کرتے ہیں ـ یا تو بیرونی واسطہ میں اس کا افراز کرتے ہیں، یا واسطہ ہی میں تغیرات ... ہوجاتے ہیں ... حال تجربہ کی بنا پر صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس نوع کی سمیں صنف جراثیم کی اگر کاشت کی جائے تو ان مرکب ... محلول میں جس مرض کی کاشت ہوگی وہ نوعی خصوصیات پیدا ہوجائیں گی جو جراثیم سے منسوب ہیں، یہ سو ... اس کو تحقیق مان لیا جائے تو پھر اطبائے سلف کے نظریۂ تعدیات مرض اور اس میں کوئی فرق نہیں رہتا بلکہ ترجمانی اور ان کی بے لوث کاوشوں کا ایک گونہ اعتراف ہے

سلسلۂ ثبات مدعا مزید شہادتیں پیش کی جاتی ہیں۔

The general phenomena which occur in all sever infections and which clinically characterize the disease are primarily due to the toxins which circulate in the body and so are enabled to attack all susceptible organs

no matter how distant

ترجمہ:- اعراض عامہ جو تمام عدوٰی میں رونما ہوتے ہیں اور جن سے
قرائنی طور پر مرض مشخص ہوتا ہے۔ وہ ابتدا سمیوں کی وجہ سے
ہوتے ہیں، جو خون میں گردش کرتی ہیں اور اس طرح اس قابل ہو جاتی
ہیں کہ کتنا ہی دور کیوں نہ ہوں، تمام متعلق اعضا (مثلاً حساس)
پر حملہ کر دیں۔

ڈاکٹر جوہن آئر اس بیان پر بطور امداد یا صاد فرماتے ہیں کہ

The presence of bacterial toxins in the blood may be detected by means of animal experiments. thus, the injection of small amounts of blood from animals seriously ill with tetanus is fatal to mice; similarly the extracted organs of human beings who have died of diphtheria will produce the characteristic diptheria symptoms in guinea-pigs. in neither case does the living micro organism come into question.

خون میں جرثومی سمیوں کی موجودگی حیوانی تجربات کے ذریعہ دکھائی
جاسکتی ہے چنانچہ کزاز کے سخت بیمار جانوروں کے تھوڑے سے
خون کا انجکشن چوہے کے لئے مہلک ہے، اسی طرح انسانی ہستیاں
جو خناق سے مر چکی ہیں، ان کے نکالے ہوئے اعضاء ولایتی چوہوں
میں مشخص علامات خناق پیدا کر دیں گے۔ زندہ عضویات دقیقہ کا تو
کسی صورت میں کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ (اکسپریمنٹل بکٹریالوجی)
دوسرے مقام پر یہی مصنفین اکسپریمنٹل بکٹریالوجی تحریر کرتے ہیں

Today experimental be obtained in cases, where

for example the toxins of toxins of diphtheria, tetanus, and botulism are known and may be produced in vitro, as to whether the specific infectious effect of the pathogenic [illegible] (i.e. the production [illegible] local and general [illegible] of disease) depends upon the formation of specific toxins in the animal body

جن صورتوں میں مثلاً خناق، کزاز اور بوٹیولزم وغیرہ معلوم ہیں اور
وٹرو میں پیدا کی جاسکتی ہیں، ان پر تجربہ سے آسانی ثابت کیا جا سکتا
ہے کہ محدث مرض جراثیم کا خاص عمل تعدیہ (یعنی مرض کے مقامی یا عمومی
اعراض کی پیدائش) حیوانی جسم میں مخصوص سمیوں کے بنانے پر
منحصر ہے (اکسپریمنٹل بکٹریالوجی)

[illegible]
اگرچہ اس میں [illegible]
بخار کے سلسلہ میں [illegible] ترقی ہے
اس کے نقل کرتے ہیں۔

The [illegible] connection between fever and the presence of infectious agents in the body may easily be shown experimentally. the phenomenon of fever may be induced in animals by infection with pure culture of bacteria. similarly,

increase in temperature of the human body is found when pathogenic bacteria are introduced in protective inoculations it has been found that the phenomena of fever may be produced by the presence of dead bacterial substances even in the absence of living micro-organism bacteria liberate liberate endotoxins but whether these are the fever-producing substances or whether the poisons produced by the tissue of the body from proteins as the result of bacterial metabolism are responsible for the phenomena of fever . at present uncertain

ترجمہ

بخار ۱۰ جسم کے اندر ... کی موجودگی کے درمیان جو گہرا (مادوں) تعلق ہے اسے آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے ... کی مانعی کاشت کے تدریجی ... جانوروں میں بخار کی کیفیت پیدا کی جا سکتی ہے، اسی طرح جسم انسانی کی حرارت میں بھی زیادتی دیکھنے میں آتی ہے جب تعلیب واقعیہ (حفاظتی ٹیکے) میں مرض کے جراثیم داخل کر دیے جاتے ہیں۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ زندہ جراثیم کی عدم موجودگی میں بھی مردہ جراثیم کے مادوں سے کیفیت بخار پیدا ہو سکتی ہے۔ ان جراثیم سے سمین داخلی تو نکلتی ہے لیکن آیا بخار پیدا کرنے والے مادے یہی ہیں یا جراثیمی استحالہ کے نتیجہ میں جسمانی ساخت پروٹین (لحمیات) سے جو زہر پیدا کرتی ہے، وہ کیفیت بخار کے ضامن ہیں، اب تک غیر یقینی ہے (اکیسر میں پتھالوجی ص۲۰)

خلاصۂ عبارت یہ ہے کہ مردہ جراثیم کے مادوں سے بخار پیدا کیا جا سکتا ہے لیکن یہ یقینی نہیں کہ ان ہی کی وجہ سے بخار ہوا، انسانی ساخت اور جراثیم کے متحرک تعامل کے طور پر زہر سے، بخار کی کیفیت رونما ہوئی۔ مطلب یہ کہ جراثیم کا بے اثر ہونا تو مسلم ہے لیکن اس ... کی صحت کے تحت میں بھی سبب واصل نہیں ہی، بہرحال ماننا پڑیگا کہ کسی نوع کی سمیت یا عفونت ضرور ہے

مسئلہ زیر بحث کے سلسلہ کو، ماہر علم الامراض، فاضل ڈاکٹر رابرٹ مور جیسی، ... سمجھ کے افکار و آرا کے زیر عنوان ختم کیے ہیں جس کی اصابت فکر فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے

It is known for instance that in infection most of the symptoms and tissue changes are due to toxins formed by micro-organisms but there is no chemical means of detecting these poisonous substances their sense and mode of action is discoverable only by animal or by biological reactions, which will be afterwards described

The pathologist however, has to study not only particular changes in the tissues and organs in any condition of disease, but has to elucidate the methods by which they have been brought about

So was established first by the work of Virchow all disturbances of function and structure in disease depend upon alteration of life of the cells, evidenced partly by damage and partly by increased activity

pathology p. 2

ترجمہ:۔ مثلاً یہ معلوم ہے کہ بہت سی علامتیں اور نسیجی تغیرات میکروبوں کی وجہ سے ہوتے ہیں جن کو عفونات وبقیہ بناتے ہیں، لیکن اس سمی مواد کو ملانے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے ان کے وجود اور نتیجہ عمل کا اظہار محض بالواسطہ یا حیاتیاتی روش (اعراض و علامات) سے ہوتا ہے جس کو آئندہ بیان کیا جائے گا۔ ماہرین علم الامراض کو انسجہ اور اعصار کے محض تغیرات ہی کا بہرحال مطالعہ کرنا نہیں پڑتا بلکہ جن طریقوں کو وہ روبہ عمل لایا جاتا ہے ان کی وضاحت بھی کرنا پڑتی ہے

جیسا کہ سالق میں ورخو کے کام سے متعین ہو چکا ہے، مرض میں [illegible] افعال کی جملہ خرابیاں خلیات کی زندگی میں تبدیلی پر منحصر ہیں یہ کچھ تو نقصان اور کچھ زیادہ عمل کی صورت میں واقع ہوتی ہیں

ٹاکسین کا عمل ایک قسم کا تخمر ہے

ہمیں ٹاکسن کی پوری عنت گر رہی کس قسم کے تبررت اور طاقت واقع ہوتی ہیں یا ان کے عمل و تاثیر کی نوعیت کیا ہے اب البتہ [illegible] تفصیل ہے۔ ماہرین علم الجراثیم کے موجب خلیات میں او جود عضایں ٹاکسین میں تخمر پیدا ہوتا ہے، البتہ اس میں حقیقت ساتھ ساتھ بھی ہے ان کے نزدیک ٹاکسین خمیرے سے او بعض ہیں یا تخمر ( ) کے اندر سے بہرحال اس اصول سے ٹاکسین کے عمل کرنے کس طرح انکار کئے سکتے ہیں

[illegible]

ترجمہ ـ معمول کا عمل ـ [illegible] ماسا جسم کے [illegible] کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں گھل مل جاتی ہیں اس کے باوجود یہ بیشتر اسے خواص میں خمیروں سے ملتی جلتی ہوتی ہیں

[illegible] لکھنے کے بعد ٹاکسین کے کچھ خواص اور رکرکے مسئلہ کی مزید وضاحت کی ہے

اس حقیقت کو مان لینے کے بعد تعفن اور تخمر کی تاعلی اور مسوی خصوصیات کے متعلق دونوں میں ایک ربط پایا جاتا ہے [illegible] بعض کو تخمر اور [illegible] کو تعفن کہا [illegible]

[illegible]

[illegible] a result of researches on different forms of fermentation, each caused by a specific agent, the world of micro-organisms

[illegible] nation of [illegible] to [illegible] with the protop[lasm] [illegible] of the tissues in many of their propert[ies] however, they resemble ferments. Thus—

was further investigated. He was able to show that the so-called diseases of beer, wine and vinegar were due to the action of certain microbes in a decomposition process similar to fermentation.

(experimental bacteriology)

ترجمہ: بیر، وائن اور سرکہ کی خرابیوں میں جراثیم کی مزید تحقیقات کے لئے وسیع راہیں، ان اقسام میں سے ہر ایک کا فاعل یا سبب خاص ہے۔ بیر، وائن اور وینیگار سے امراض جو پیدا ہوتے ہیں پاسچر بتا سکتا تھا کہ وہ جراثیم کے عمل و فعل کا نتیجہ ہیں، یہ وہیں کے تعفن کی کیفیت، تخمر جیسی ہے۔

عرصۂ دراز سے تعفن اور تخمر کو ایک دوسرے کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اطبائے عرب کے ہاں مسموں ایسی مثالیں ملتی ہیں جہاں تعفن کو تخمر سے تعبیر کیا گیا ہے یا تعفن اور تخمر کو ایک استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی کہ تفاعل کے لحاظ سے ہضم کو بھی ایک قسم کا تعفن ہی کہا گیا ہے۔ علامہ ابوالحسن علی بن ربن طبری فرماتے ہیں

ثم القوة الهاضمة	(جو اپنے مدبرہ دل میں سے) ایک
التي تهضم الغذاء	قوت ہاضمہ ہے جو غذا کو حرارت
وتهضمه بالحرارة	اور رطوبت کی مدد سے ہضم کرتی ہے
والرطوبة، لان الهضم	اور پکاتی ہے، کیونکہ ہضم بھی ایک
ضرب من العفن ولا	قسم کا تعفن ہے اور کوئی چیز حرارت
يعفن شيء الا بالحرارة	اور رطوبت کے بغیر متعفن نہیں
والرطوبة	ہوتی۔

عفونت اور تخمیر (سمیں) کے تقریباً ہر پہلو کو اپنی استعداد اور پوری صلاحیت سے اجاگر کر کے بھی دو آئینے رکھ دیئے ہیں اور دونوں کے حدود حال اپنی اصلی حالت میں نظر آئیں گے، رنگ آمیزی کو اس میں اصلاً دخل نہیں ہے۔

بہرحال مرض کے اسباب جس حد تک معلوم ہو سکے ہیں، یا جن کو اسباب کہا جاتا ہے، ان کی تمام تفصیلات سے یہی منکشف ہوتا ہے کہ عملی حیثیت سے تعین اور نوعیت مرض کے تشخص کے لئے کیفیات اور اعراض ہی کو رہنما اور دلیل راہ بنانا پڑتا ہے۔ جو کیفیات اور اعراض، رطوبات عروق میں محلول میتوں کے نتیجہ کے طور پر خلیات یعنی میں مسلسل تغیرات کی وجہ سے رونما ہوتے یا عفونی مواد کی سمیت رطوبات بدن میں فساد پیدا کر کے اعضاء کی ساخت کو متاثر بناتی ہو، نتیجہ و عمل کے لحاظ سے ایک صنعت کی دو مختلف تعبیریں ہیں۔

بہرحال صحت کے ساتھ کچھ کہا جا سکتا ہے تو بس اتنا کہ خون میں فساد یا غیر طبعی تغیرات کے باعث، رطوبت طلیہ یا خلیات کے قریبی ماحول میں ایک گونہ تحریکی کیفیت یعنی تعفن یا تخمر جیسی رونما ہوتی ہے پھر یہ کیفیت خلیات بدن کو بیمار بنا دیتی ہے۔

تعفن، تخمر اور سمیں، کی معنوی یکسانیت کی بحث سے تحقیقات جراثیم کی قدر و قیمت کو گھٹانا ہرگز مقصود نہیں، عالم انسانیت اور علم الامراض کو بلاشبہ تحقیقات جدیدہ سے کافی سے زیادہ فائدہ پہنچا ہے، اس بحث کے مقصد سے کسی جماعت کی جانب داری یا خواہ مخواہ وکالت مقصود نہیں ہے مطلب صرف یہ ہے کہ اطبائے عرب کی ہر تحقیق کو لاعلمی یا نقص و فساد سے جس طرح ٹھکرا دیا جاتا ہے، یہ کچھ مستحسن نہیں ہے، انہوں نے بے لوث جو تحقیقات انجام دی ہیں، علم الامراض کے موجودہ مدارج ترقی میں، ان کے نتائج علم و عمل کو بہت زیادہ دخل ہے، ماہرین علم الجراثیم کے بلند بانگ دعاوی اپنی جگہ صحیح ہو گئے لیکن اس میں شبہ نہیں، جراثیم کے نتیجہ و عمل سے بڑی حد تک وہ واقف تھے، جتنے امراض کو عفونی امراض کے درج فہرست سمجھا جاتا ہے، ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جو جراثیمی نہ ہو۔

عیون الانباء فی طبقات الاطباء میں بہ ضمن سوانح حیات زکریا رازی کا ایک واقعہ، اس زمانہ کا بیان کیا ہے، جب کہ وہ فن طب سے نا آشنائے محض تھا۔ مسئلہ عفونت پر یہ واقعہ، چونکہ خاص دلچسپی کا حامل ہے اس لئے دور اول کے علمی ماحول اور رجحان عام سے آگاہی کے لئے یہاں ہم نقل کرتے ہیں۔

وقال بعضهم ان	روایت ہے کہ عضدی بیمارستان (شفاخانہ)
الرازي كان في	کی بنیاد رکھتے وقت، تمام لوگوں میں
جملة من اجتمع على	رازی بھی تھے اور عضد الدولہ نے اس
بناء هذا البيمارستان	مقام کے بارے میں مشورہ کیا جہاں
العضدي، وان	ہسپتال کو تعمیر کرنا تھا۔ [illegible]
عضد الدولة	لوگوں کو، [illegible]

[illegible]ستشار فی الموضع الذی یجب ان یبنی فیه البیمارستان، وان الرازی امر بعض الغلمان ان یعلق فی کل ناحیة من نواحی بغداد شقة لحم، ثم اعتبر التی لم یتغیر ولم یسهك فیه اللحم بسرعة فاشار ان یبنی فی تلك الناحیة وهو الموضع الذی بنی فیه البیمارستان۔

گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لٹکانے کا حکم دیا، پھر اس سمت کا خیال رکھا، جہاں گوشت جلد متغیر نہیں ہوا۔ اور نہ اس میں سڑانڈ آئی تب اسی جانب ہسپتال بنانے کی رائے دی۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں ہسپتال بنایا گیا ہے۔

یہ واقعہ درحقیقت اطباء یا بانی کی توجہ اور [illegible] سے ہی ہے کہ اس [illegible] کا اس کی حیثیت [illegible] بامعمولی ٹکڑے لٹکانا اس سے کچھ زیادہ بھی [illegible] ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ [illegible] کتنا اور [illegible] سکتا تھا اس سے [illegible] طبار اپنے علم و عمل سے بڑی واقفیت سے [illegible] کر سکتے [illegible] بات ہوا اور بعض سے کیوں کر بچا جا سکتا ہے۔

بیماری کا مرکز [illegible] ہے [illegible] ایک عام ڈاکٹر بھی جانتا ہے مگر اس کو معلوم تھا کہ ہسپتال کو کس وجہ سے [illegible] لگنے کی استعداد و صلاحیت زیادہ ہونی چاہئے [illegible] ماحول نامناسب ہو تو اگر ان کو رکھ دیا جائے تو بہت جلد متعفن ہو جاتے ہیں، اس لئے اس نے گوشت کے ٹکڑوں کو مختلف سمتوں میں معلق کر کے [illegible] بیماری اور ہوا کی وہ کیفیت معلوم کی جو مقصود تھی۔

یہ واقعہ آج بھی اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ سبب الداء اور علل الزوال امراض، خاص امراض کے علاج و معالجہ سے اطباء [illegible] تنگ ہو جاتے ہیں۔ ان کے لئے آب و ہوا کی تبدیلی اور عام تدابیر ہی سودمند ہوسکتی ہیں، سل اور کالی کھانسی کے آخری درجہ میں مقام یا ہوا کی تبدیلی کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہتا۔ اسی طرح تقیح الصدر میں آپریشن کرنے یا پیپ نکالنے کے بعد اندمال زخم کے لئے

ہوا کا بدلنا ہی اہم اور ایک موثر تدبیر ہے، اس کے مقابلہ میں دوسری تدابیر ناکارہ اور درمان بے سود ہوتا ہے۔

اجتماع المدہ فی الصدر (تقیح الصدر) کے سلسلہ علاج میں ڈاکٹر ولفرڈ شیلڈن لکھتے ہیں:۔

When the pus has evacuated every effort must be made to get the collapsed lung to reexpand fully ... ... A change of air to the seaside will often bring about the most remarkable improvement in a child whose empyema sinus has failed to heal after weeks in a ward.

(Diseases of infancy & childhood P 260)

ترجمہ [illegible] نکال دی جائے تو اس کی پوری کوشش کرنی چاہئے کہ پچکا ہوا پھیپھڑا پوری طرح پھیلے [illegible] ساحل سمندر کی تبدیل ہوا سے اکثر بچے میں [illegible] کار [illegible] جس کے تقیح الصدر [illegible] وہیں مقیم رہنے سے کئی ہفتے میں مندمل نہ ہوسکا

(امراض اطفال [illegible])

کامیاب دواخانہ کا تعارف

یہ دواخانہ دکن کے مشہور قدیم طبیب حضرت حاجی حکیم میر حسن علی صاحب قبلہ مرحوم کے قایم کردہ (۷۵) سالہ دواخانہ کی شاخ ہے جس کو پبلک کی سہولت کی خاطر وسط شہر میں کامیاب دواخانہ کے نام سے حکیم صاحب مرحوم کی واحد یادگار حضرت حکیم میر ابراہیم علی صاحب قادری نقشبندی معالج امراض کہنہ و طبیب حکومت حیدرآباد کی زیر نگرانی پندرہ سال سے قائم ہے ۔



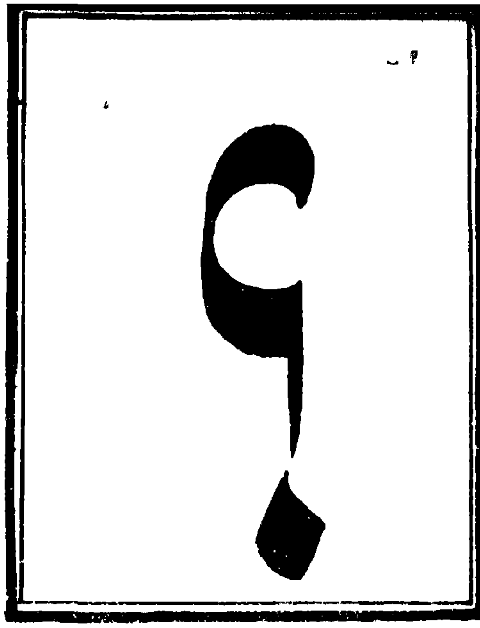
حیدرآباد کے مقبول عام طبیب حکیم میر ابراہیم علی صاحب

حکیم صاحب دکن کے ممتاز طبیب حضرت قاضی حکیم محمد صمدانی صاحب قبلہ مرحوم کے شاگرد خاص اور ایک کہنہ مشق طبیب ہیں حکیم صاحب اس عرصہ میں کئی ایک مایوس العلاج مرضاء کا نہایت ہی کامیابی سے علاج کر چکے ہیں مرض مخصوصہ زنانہ و مردانہ کے علاج میں خاص مہارت رکھتے ہیں اس قلیل عرصے میں کامیاب دواخانہ کو جو مقبولیت عامہ حاصل ہوئی ہے ، بہتر کارکردگی کا واضح ثبوت ہے حکیم صاحب گلبرگہ شریف میں بحیثیت طبیب حکومت حیدرآباد مامور ہیں ۔ آجکل رخصت پر بلدہ میں مقیم ہیں

ضرورت منداصحاب حکیم صاحب سے کامیاب دواخانہ پر صبح ۱۰ تا شام ۸ بجے تک ملاقات فرماسکتے ہیں

تشخیص و مشورہ ———— بلامعاوضہ

حکیم میر ولایت علی مہتمم کامیاب دواخانہ نظام شاہی روڈ حیدرآباد دکن



علامہ حکیم مولوی سید جلال الدین صاحب حسامی

طبیب ماہر (نظامیہ طبی کالج)

آپ ان دنوں موضع گڑپچور کے دواخانہ یونانی پر مامور ہیں۔ آپ کے مقالہ اطباء کا کارنامہ جراحی کا خلاصہ اسی سال سے ہم شائع کر رہے ہیں، لیکن تصویر کی جگہ سوالیہ نشان اس لئے رکھنا پڑا کہ باوجود انتہائی کوشش کے آپ کی تصویر کے حصول میں ہم کامیاب نہ ہو سکے۔



حکیم میر فرزند علی صاحب عسکری خانی

طبیب مستند (مدرسہ طبیہ سرکار عالی)

آپ نے تیس سال سرکاری طب کے فرائض انجام دیکر وظیفہ حسن خدمت حاصل کیا۔ اور ان دنوں حسینی محلہ میں خانگی مطب فرما رہے ہیں۔

جو شخص آنکھ کے طبقات و رطوبات سے ناواقف ہو وہ آنکھ کے عملیات کیونکر انجام دے سکتا ہے ——————— (قداح پر رازی کا اعتراض)

افادات

از مقالہ

اطباء کا کارنامہ جراحی

مصنفہ

جناب حکیم محمد جلال الدین صاحب حسامی

طبیب ماہر (نظامیہ طبی کالج حیدرآباد)

طبیب دواخانہ یونانی حکومت حیدرآباد کریچور

فہرست

اطبائے قدیم کے جراحی کارنامے

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را ٭ گاہ گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

موجودہ زمانہ کی خصوصیات میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ بعض تعلیم یافتہ اصحاب خود اپنے اسلاف سے زیادہ محقق خیال کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ تمام ایجادات کا سہرا محض بعد والوں ہی کے سر ہے اور گذشتہ دور جہالت و تاریکی کا دور تھا اور موجودہ زمانہ روشن زمانہ ہے حقیقت امر یہ ہے کہ جو کچھ اس عالم اور اہل عالم کے متعلق معلومات دریافت تدریجاً ہوئے ان میں سے اکثر و بیشتر پہلے ہی دریافت ہو چکے ہیں اور مصر و یونان، ایران و ہندوستان کے محققین نے اپنے اپنے زمانہ میں ان کو معلوم کر لیا ہے۔ بعد والے انہی کے خوشہ چیں ہیں۔ متقدمین اطباء نے جہاں علاج بالدوا پر اپنی انتہائی کوشش اور کامل توجہات مبذول فرمائیں وہیں علم الجراحت کی ترتیب و تدوین میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ چنانچہ انسانی نعشوں کی چیر پھاڑ کر کے اعضاء کی تشریح معلوم کی ان کے افعال دریافت کئے۔ پوسٹ مارٹم اور معمولی و ادنیٰ اعمال جراحی سے لیکر اہم ترین اعمال میں مہارت تامہ حاصل کی۔

ہمارے اطبا مدت مدید سے فن جراحی سے بے توجہ رہے ہیں اس لئے میدان معالجات میں انہیں تقریباً پچاس فیصد مریضوں کو مجبوراً ڈاکٹر صاحبان یا کم استعداد جراحوں کے سپرد کرنا پڑتا ہے۔ اسی وجہ سے طب قدیم کے مخالفین کو یہ موقعہ مل گیا کہ وہ اسے بدنام کریں اور یہ دعویٰ کر سکیں کہ طب قدیم سرجری سے بالکل خالی ہے اور اطبائے قدیم فن جراحی سے محض ناآشنا تھے۔ لہذا اس وقت اس کی خاص ضرورت ہے کہ اپنے اسلاف کے کارناموں کو ایک جگہ جمع کر لیا جائے تاکہ جاہلین اسلاف کے علم و کمال سے واقف ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ طب یونانی کا بے مثال علمی سرمایہ بلاشبہ اس قسم کی تاریخی شہادتوں سے لبریز ہے کہ اس فن کے عہد شباب میں بعض اطباء نے علم الجراحت کے وہ کمالات دکھائے تھے کہ امروز موجودہ ترقی یافتہ دور اب تک حیرت سے انگشت بدنداں ہے۔ اس فن پر اطبائے متقدمین کی وہ تصانیف جن کی بنیادوں پر جدید فن جراحی کی فلک بوس عمارتیں قائم ہیں آج تک اس امر کا ثبوت دے رہی ہیں کہ اطبائے متقدمین ہی اس فن جراحی کے بھی موجد ہیں۔ اور طب جدید کا سنگ بنیاد طب قدیم ہی ہے۔

ابتداءً طب و جراحت کو علٰحدہ علٰحدہ نہیں سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ بقراط و جالینوس اور قدمائے عرب جہاں نکسوں اور وجع مفاصل کا ذکر کرتے ہیں ہڈی کے ٹوٹنے اکھڑنے اور زخموں کے علاج کو بھی بیان کرتے ہیں۔ لیکن جب نئے نئے مشاہدات و تجربات سے معلومات میں اضافے ہوتے گئے تو متاخرین نے فن طب کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا (۱) امراض باطنی (۲) امراض ظاہری۔ باطنی امراض کا نام طب اور امراض ظاہری کا نام جراحت رکھا لیکن تعلیم دینے میں اس فرق کو اس لئے ملحوظ نہیں رکھا کہ طب اور جراحت ہر دو کا موضوع بدن انسان ہے خواہ مرض ظاہری ہو یا باطنی۔ لہذا اطبائے قدیم نے علاج بالدوا اور علاج بالید ہر دو کا سیکھنا ضروری قرار دیا۔

بعض اعتراض اور انکے جواب

کہا جاتا ہے کہ طب قدیم میں قیاسی استدلال ہوتے تھے حالانکہ اطباء کی تصانیف کے تشریح و علم الجراحت سے متعلقہ حصص میں ان علوم پر گہری نگاہ ڈالی جائے تو علم و ادب کا وسیع ذخیرہ ملتا ہے جو جدید علم و تشریح کی بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کو سامنے رکھ کر لاشوں کو چیرا جائے تو تقریباً تمام اعضائے انسانی کی شکل، وضع، ہیئت، شرکت وغیرہ کے متعلق تمام معلومات حرف بحرف صحیح نظر آئیں گی۔ علاوہ ازیں اعضائے انسانی کی قدیم تشریحی معلومات و مصطلحات کا جدید علم تشریح کی قدیم دریافت کی اصطلاحات سے مقابلہ کیا جائے تو یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ دونوں طب ایک ہی بطن سے پیدا ہوئی ہیں اور ہر دو کی اصطلاحات کا ماخذ ایک ہی ہے ایک پروان چڑھی دوسری سوتیا کی حیثیت ہوئی۔

نمونے کے طور پر چند تشریحی اصطلاحات درج ذیل کی جاتی ہیں

(۱)	قرنیہ	کارنیا	Cornea	(مثل قرن کے دبیز طبقہ)
(۲)	قولون	کولن	Colon	قولون
(۳)	اثنا عشری	ڈیوڈینیم	Duodenum	بارہ انگشتی
(۴)	صائم	جے جونم	Jejunum	خالی
(۵)	لفائفی	الیئم	Ileum	(پیچ دار) پیچدار
(۶)	اعور	سیکم	Caecum	کانا، اندھا
(۷)	مستقیم	ریکٹم	Rectum	راست، سیدھا
(۸)	عظم زورقی	سکفائڈ بون	Scaphoid Bone	کشتی کا ہڈی
(۹)	شبکیہ	ریٹنا	Retina	جال والا

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صورت اس سے مستعار لی [illegible] تشریح کی معلومات درحقیقت [illegible] ذریعہ ہی مرتب کی گئی ہیں

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پہلے زمانہ میں مانع عفونت تدابیر اختیار نہیں کئے جاتے تھے حالانکہ [illegible] میں شراب [illegible] استعمال کیا جاتا تھا۔

[illegible] آلات جراحی [illegible] کے قابل قبول ہونے کی وجہ [illegible]

[illegible] اصل تسلسل استعداد [illegible] لیکن ایجادات [illegible] مشکل [illegible] سیکڑوں سال قبل ایسا [illegible] آلات کے [illegible] اتنا واضح کیا ہے کہ جراح اپنی صداقت [illegible] کر سکتا ہے۔

طب قدیم پر یہ اعتراض بھی [illegible] کیا جاتا ہے [illegible] تجربہ کرتے تھے اسلئے کہ بعض اوقات [illegible] سہولت سے حیوانات پر کئے جا سکتے ہیں [illegible] کیونکہ اس کا اندیشہ رہتا ہے کہ زندہ انسان کہیں [illegible] میں نہ پڑ جائے علاوہ ازیں خود متقدمین کا بھی یہی دستور تھا کہ [illegible] پہلے حیوانات مثلاً مینڈک، خرگوش وغیرہ پر تجربہ کیا اور پھر ان کا قیاس انسانوں پر کیا [illegible] معلوم ہوا [illegible] حیوانات نہیں بلکہ حکمت [illegible] طریقہ تھا

طب قدیم کی حقیقت

[illegible] حیوانوں، ہڈیوں اور رگوں کی تمام [illegible] کو بمصداق [illegible] اپنے خاص اصول کے تحت مدت کرتی چلی آئی ہے۔ اور یہ امر موجب انبساط ہے کہ [illegible] طب جدید کی ان مفید معلومات کو بھی چن چن کر سمیٹ رہی ہے جو اس دور کے [illegible] کی ترقی اور سعئی پیہم کا ثمرہ ہیں۔

موجدین جراحی

انسان کا اولین فرض ہے کہ وہ ہر معاملہ کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرے [illegible] ہر چیز کو [illegible] حقائق کی روشنی میں دیکھے۔ [illegible] حقیقت [illegible] نگاہوں سے حوادث عالم کا مطالعہ کرے ؎

[illegible] اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ سمجھے وہ نظر کیا

انسانی عقل ہمیشہ دنیا کے ہر علم و فن میں ایجادات و اختراعات کرتی رہی ہے اور ایک چیز [illegible] ہو جاتی ہے تو بعد میں آنے والے [illegible] کی کوشش کرتے چلے [illegible] یہاں تک کہ وہ ٹھیک ٹھیک [illegible] کے موافق ہو جاتی ہے لیکن اس کے باوجود [illegible] کی عظمت [illegible] نہیں ہو سکتی بلکہ اسکی ہستی ہر مرید قابل صد احترام ہوتی ہے

[illegible] قابل ذکر اور [illegible] استعمال [illegible] کی ہیں [illegible] ایک سے جس کا نام [illegible] اس نقطہ [illegible] استعمال [illegible] سب سے پہلے [illegible] سلسوس کے ایجاد کردہ [illegible] کے ذریعہ عروق سے جریان خون کو بند کرنے کا طریقہ [illegible] حکیم [illegible] سب سے پہلے [illegible] عروق [illegible] کوئی بند لگائے [illegible] یونانی رشوس [illegible] کا مشہور [illegible] تھا [illegible] کا طریقہ جاری کیا۔ پال آف ایجنیٹ [illegible] کو کاٹ کر نکال لینے کا طریقہ ایجاد کیا [illegible] سے کئی میں شہرت حاصل کی اور یہ پہلا [illegible] سے [illegible] کام میں [illegible]

زکریا رازی مشہور جراح بھی تھا اس نے بطن و مافیہا کے زخموں کے ٹانکوں کے لئے بکری کی آنت کی تانت ایجاد کی اور استعمال کیا جو آج کل بھی جراحی اعمال میں بکثرت کام آتے ہیں اور ان کو عدیم العفونت بنانے کے لئے دواؤں کے ذریعہ اس ترکیب سے موزوں بنائے جاتے ہیں کہ جتنے دن میں چاہیں اتنے دنوں کے بعد تانت تحلیل ہو جائے اس کے سوا رازی نے ٹھکہ سینے کا باضابطہ طریقہ ایجاد کیا: ہلال نامی آلہ بھی اسی نے ایجاد کیا۔ ابوالقاسم زہراوی نے "بردج" نامی آلہ ایجاد کیا جو امراض حلق و مری میں استعمال کیا جاتا تھا۔ اسی طرح اس نے ایک اور آلہ ناصور دمعی کے علاج کے لئے بھی ایجاد کیا ہے۔ سولوس نے عورتوں کے امراض پر ایک کتاب لکھی اور آلہ "مسطار الفرج" ایجاد کیا شیخ الرئیس بو علی سینا نے مڑنے والی قاثاطیر ایجاد کی۔ ہیلی دوروس نے اعضا کو سر سترائی (یعنی عضو کے کاٹنے کا وہ طریقہ جس میں گوشت کی جھالر رکھے جاتے ہیں) کی ترتیب سے کاٹنے کا طریقہ ایجاد کیا اور سترہ ور کو ناقص طریقہ بتایا۔ علاوہ ازیں اس نے عروق سے سیلان خون کو روکنے کے لیے شرائین کو مروڑنے کا طریقہ (عمل والسوار) بھی ایجاد کیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ مابعد میں اس عمل اور بند لگانے سے زیادہ داغنے کا طریقہ رواج پا گیا اسی حکیم نے شق النفس کا جراحی عمل اور ضیق مجرائے بول کیلئے مجرائے بول کو اندر سے کاٹنے کا طریقہ ایجاد و استعمال کیا۔

تاریخ جراحی

علم الجراحت بھی انسان کی دوسری باتوں

فن جراحت کی قدامت

دنیا کی طرح بہت قدیم ہے نوع انسان میں جس وقت سے امراض کا ظہور ہوا اور آپس میں خانہ جنگی و لڑائی پیدا ہوا اسی وقت سے فن جراحت کی ضرورت پیدا ہوئی مسالحہ انسانی دماغ نے لامحالہ آلات حرب وغیرہ بھی ایجاد کرنے شروع کئے جن کی لڑائی میں جسموں پر زخم اور ضربات پہنچنے لگے جس کا ثبوت ان پرانی ہڈیوں سے ملتا ہے جو آج کل یورپ کے عجائب خانوں میں جمع کی گئی ہیں فن جراحت ابتدائے زمانہ ہی سے ہر قوم اور ہر ملک میں ان کی ضروریات اور اس قوم کی استعداد علمی و ذہنی کے مطابق رائج رہا چنانچہ شکستہ ہڈیوں کا جوڑنا۔ آلات حرب کے زخموں کی مرہم پٹی کرنا۔ تیر وغیرہ کو جسموں سے نکالنا جریان خون کو روکنا وغیرہ ہر ملک اور ہر زمانے کے

طبیب جانتے تھے اور اہل ملک کی خدمت اپنی استعداد کے موافق انجام دیا کرتے تھے۔ علم طب و جراحت کے ماخذ کا استقصا بہت مشکل ہے اور اس کے متعلق جو کچھ مواد قدیم روایتوں میں مل سکتا ہے وہ بھی خوش اعتقادیوں اور توہمات کی تاریکیوں میں پڑا ہوا ہے۔

فن جراحی میں کس کو تقدم ہے

اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ فن طب و جراحت دیگر علوم و فنون کی طرح انسانی دماغ کی اختراع ہے۔ چنانچہ بعض کہتے ہیں کہ اس کی ابتدا ایران سے ہوئی اور "زردشت" کو اس کا بانی مانتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ کلدانیوں سے اس کی ابتدا ہوئی۔ ہندوؤں کا خیال ہے کہ برہما جی اس کے موجد ہیں۔ کچھ لوگ یونانیوں سے اس کی ابتدا تسلیم کرتے ہیں اور اسقلی بوس کو خدائے طب مانتے ہیں بعض مصریوں کی طرف اس فن کو منسوب کرتے ہیں۔ بہرحال اس قسم کے کئی خیالات ہیں مگر اس فن کا ماخذ کسی خاص قوم کو قرار دینا یا کسی خاص مقام سے منسوب کرنا اس لئے درست نہیں معلوم ہوتا کہ نوع انسانی تو ہمیشہ طب و جراحت کی محتاج رہی ہے خواہ بعض اقوام میں یہ احتیاج زیادہ اور بعض میں کم ہو یا ان کے طرز علاج میں بھی کسی قدر اختلاف ہو۔ یہی سبب ہے کہ عہد عتیق کی ہر قوم کی طرف تالیف ادویہ و معالجات و جراحی وغیرہ کا سلسلہ منسوب ہوتا رہا ہے بلکہ اس انتساب میں اختلاف کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب کبھی اس مقام یا قوم کو جس میں اس فن کا کسی وقت پورا دور دورہ تھا۔ انقلاب ایام کا سامنا ہوا اجنبی دباؤں یا خونریز لڑائیوں یا خوفناک قحطوں اور بادشاہوں کی ملک گیریوں نے اس قوم کو زیر و زبر کر دیا تو کچھ دنوں کے بعد فاتح قوم ہی موجد سمجھی جانے لگی۔ غرض دنیا کا یہ سلسلہ یوں ہی جاری ہے کہ ابتدا و زمانہ پرانی قوموں کی مسند شہرت نئی قوموں کے لئے خالی کی جاتی ہے۔ ان ہی انقلابات کی وجہ سے اس علم کی ایجاد و اختراع کا انتساب بھی اقوام ماضی کے کارناموں سے مٹ کر بعد دیگرے بعد والی قوموں کے سر یادگار نصیب ہو گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ آغاز عالم میں دیگر تمام تمدنی، معاشی، اقتصادی اور سیاسی امور جس طرح بالکل ناکمل تھے مگر زمانہ کی رفتار اور انسانوں کی مختلف النوع ضروریات کی وجہ سے بمصداق "ضرورت ایجاد کی ماں ہے" ہر قسم کے امور میں نمایاں تبدیلی ہوتی چلی گئی۔ اسی طرح فن طب و جراحت بھی دیگر تمام امور سے اس سلسلہ میں مختلف نہیں اس نے بھی وہی انقلابات دیکھے ہیں جو دوسرے علمی و عملی امور کو دیکھنے پڑے



پاؤں کو کاٹا جا رہا ہے

[illegible] طور پر جراحی تاریخ عالم کے قصے [illegible]
جاتے ہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ جراحت کن کن قوموں میں [illegible]
تھا اور کیسے کیسے ماہرین جراحوں کے ہاتھوں [illegible]
اور اس [illegible] کے ساتھ سلاطین و عوام کا مرجع بنی ہوئی رہی

مصری جراحی

اس سلسلہ میں جہاں تک قدیم لٹریچر اور اس کے علاوہ آثار قدیمہ
کو ہم نے اس امر کی [illegible] کرتے ہیں کہ آج سے ہزارہا سال قبل
جبکہ تمام دنیا جہالت اور تاریکی کے بادل چھائے ہوئے تھے اور قوم مصر

کا ... دور تھا مصر کی سر زمین میں مصریوں نے اپنے ماحول اور حالات
زمانہ کے مطابق علوم و فنون کی بنیادیں کھڑی کیں اور بعد میں آنے والی
دنیا کے ... بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کیں اور جسے اپنے زمانہ
عروج میں ... علوم و فنون میں کافی ترقی کر لی تھی۔ قدیم مصریوں نے
... تعمیر اور ریاضی ہی میں مہارت حاصل کی تھی بلکہ طب اور
جراحی میں بھی انھیں ید طولیٰ حاصل تھا مصر میں قدیم جراحی چھ ہزار سال
قبل مسیح نمایاں ترقی پر تھی چنانچہ علامات جراحت ان مقبروں میں
... کی تصاویر سے بہت قبل کے ہیں
... آدم یونانی مؤرخ ...
... سال قبل مسیح ... سفر کر کے ...
... چنانچہ مصر کے ... لکھا ہے کہ مصر میں ...
... موجود تھے ...
کے ماہر بھی موجود تھے ...
... سب سے پہلے مصر کے جراحوں نے استعمال
کیا ہے۔

مصر ... تہذیب و تمدن ...
تمدن کا ... چنانچہ ...
مصر ... باقی ہے کہ اس وقت تک ...
... معلوم ہوتے ہیں ...
... تاریخ
... ہوتا ہے۔

قدیم مصری طبیب علم التشریح و علم جراحت سے کافی واقف
تھے چنانچہ ... ایک کتاب
عمرانیات ... ملی تھی

ممی شدہ نعشیں اور مصری جراحی

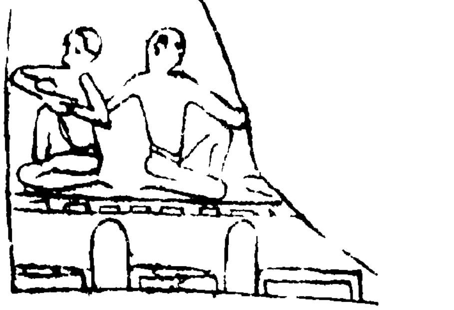
مصریوں کی ممی ... میں ایک ایسی ممی ہوتی ہیں
... سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کسی ...
... کی وجہ سے ٹوٹ گئی چنانچہ اسکی ممی شدہ نعش میں ...
کے ساتھ کسی ہوئی پٹیاں موجود ہیں اس کے سوا ایسی بھی ممی شدہ نعشیں ملی
گئی ہیں جن میں ہاتھ ... اور ... ران کی ہڈیاں اور پسلیوں
کے ٹوٹنے اور اسکی مرہم پٹی کے آثار موجود ہیں۔ مصر کے اٹھارویں خاندان
کے بعض ممی شدہ نعشوں کے زخم سلے ہوئے ملے ہیں ان ...



قدیم مصری کی ہڈی جس میں کسر اور اسکی مرہم پٹی کی علامات پائی جاتی ہیں

... سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم مصری جراح کس عمدگی سے ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑتے تھے اور مصر قدیم میں کس حد تک جراحی نے ترقی کی تھی۔ چنانچہ مقبروں کی دیواروں اور کتبوں پر مریضوں کے ایسے تصاویر ...

جن کو پٹیاں باندھی گئی ہیں یا جن پر آپریشن کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ شہر "سقارہ" جو قاہرہ سے بارہ میل جانب شمال واقع ہے، میں بعض اہراموں

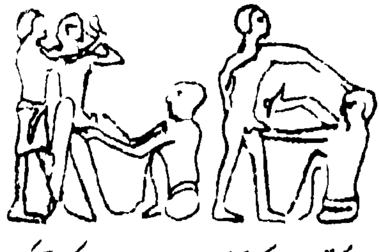




دو ہزار چھ سو سال قبل مسیح کے مصالح جراحی جس میں ٹوٹے ہوئے اعضا کو بٹھایا جا رہا ہے

کی دیواروں، قبرستانوں میں ان خاص موقعوں کی تصویریں اس حقیقت کا انکشاف کرتی ہیں

مصری جراح ناقص اعضاء کو درست کرنے میں بھی خاص مہارت



سقارہ کے قبرستان کے نقوش جس میں دو نوجوانوں کی ختنہ کی جا رہی ہے جو غالباً دو ہزار تین سو سال قبل مسیح کے ہیں

رکھتے تھے چونکہ قوانین ملک کے مطابق بعض جرائم کی سزا میں کان، ناک یا ایک ہاتھ کاٹ ڈالنا بہت عام تھا اس لئے ایسے لوگ بہتر مصنوعی عضو لگانے کی جستجو میں رہا کرتے تھے بہت سی ایسی حنوط شدہ نعشیں بھی برآمد ہوئی ہیں جن کے دانت اور آنکھیں مصنوعی تھیں

مصر کا ایک قدیم مشہور شاہی جراح جس کا نام آمرخ جی لود تھا اس کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت مبارک سے پہلے دو سو سال پہلے کا ہے یہ شمالی مصر کے ایک صحرائی گاؤں جس کا نام "ملذہ" یا "بلازہ" تھا میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا باپ ایک غریب پجاری تھا مشہور ہے کہ اس کا نام ایک دیوتا نے حالت خواب میں بتایا تھا جس کا ترجمہ "بڑی فضیلت اور دولت والا" ہے۔ کسی دو تحقیق کی انتہائی منزلیں طے کرنے کے باوجود "آمرخ جی لور" کے متعلق یہ پتہ نہیں چل سکا کہ اس نے فن جراحت میں کب اور کس طرح مہارت حاصل کی جہاں تک پتہ چلا ہے وہ یہ کہ ایک دفعہ آمرخ کی والدہ مرض سرطان میں مبتلا ہوگئیں۔ کئی علاج کروائے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا اور وہ بالآخر پوست و استخواں ہوگئیں۔ سرطان متقرح ہو کر اس سے سیروں کی مقدار میں روزانہ پیپ خارج ہوتی تھی اور وہ بہت زیادہ متعفن ہوگئی تھی۔ آمرخ نے تنگ آکر خود ایک تیز چاقو سے اس کے گوشت کو کاٹنا شروع کیا۔ جب تمام گوشت کٹ کر ہڈیاں ننگی ہوگئیں تو اس نے کیچوے کا مرہم (جس کا نسخہ یہ ہے کیچوے کو چار گنا السی کے تیل میں ڈال کر ہلکی آنچ پر یہاں تک پکائیں کہ کیچوا سیاہ ہو جائے پھر آگ پر سے اتار کر تانبے کے دستے سے خوب گھوٹیں یہاں تک کہ وہ مرہم سا ہو جائے پھر اس میں تھوڑا سا کافور حل کر کے رکھ لیں) لگانا شروع کیا خدا کی شان زخم دن بدن بھرنے لگا اور تین چار ماہ کے علاج سے مریضہ کامل طور پر شفایاب ہوگئی۔ اس کے بعد آمرخ کی توجہ زخموں کے علاج اور چیر پھاڑ کی جانب منعطف ہوئی۔ اس نے اکثر و بیشتر اوقات میں پھوڑوں پھنسیوں کے علاج کئے جو کامیاب ثابت ہوئے۔ ان معالجات کی بدولت وہ تھوڑے ہی عرصہ میں "جراح" یعنی مرہم کے لقب سے مشہور ہوگیا۔ اور شمالی مصر میں اس کی حذاقت کے ڈنکے بجنے لگے ۷۲ سال کی عمر پائی اور شاہی اعزاز کے ساتھ تدفین ہوئی۔

یونانی جراحی

یونانی فن جراحی نے نہایت ابتدائی زمانہ تہذیب میں خرافات و وہم پرستی سے جنم لیا اور جوش اعتقادی کے آغوش میں بتدریج ارتقائی منازل طے کئے یہاں تک کہ ایک طویل زمانہ توہم و تعیش کی توام حالت میں گذر گیا۔ جیسے جیسے مصری تہذیب کو تنزل ہوتا گیا ویسے ویسے یونانی تہذیب عروج و ترقی حاصل کرتی رہی اور طب کے مختلف ادوار میں سب سے اہم دور طب یونانی ہی کا ہے کیونکہ

اسی دور میں اس کی باقاعدہ تدوین ہوئی اور اسی دور میں اسے علمی معیار پر رکھا گیا۔ اس دور کو تین حصوں میں منقسم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا دور یونان کی مشہور جنگ سے سنہ ۶۰۰ قبل مسیح تک اس دور کا سب سے مشہور طبیب و جراح "اسقلی بوس" ہوا ہے۔ دوسرا دور سنہ ۶۰۰ قبل مسیح سے سنہ ۳۵۰ سال قبل مسیح تک ہے اس دور کا سب سے نامور طبیب و جراح "بقراط" ہے جو فی الحقیقت طب کا اولین مدون ہے۔ اسی دور کا دوسرا رکن مشہور فلسفی "ارسطاطالیس" ہے اس نے بھی طب میں متعدد کتابیں لکھیں۔ یونان کا تیسرا طبی دور سنہ ۳۵۰ قبل مسیح سے سنہ ۲۰۰ عیسوی تک رہا۔ اس دور میں مشہور طبیب و جراح "جالینوس" پیدا ہوا ہے۔

یونان کا پہلا طبیب و جراح محققین یورپ بھی مانتے ہیں کہ علم طب کی ابتدا یونان میں اسقلی بوس اول سے ہوئی۔ اس نے روئے زمین کی سیاحت کی۔ یہ بڑا تیز فہم تھا اپنے زمانہ کا ماہر طبیب اور جراح تھا۔ اس نے اپنے دو بیٹے (۱) ساخون (۲) مدر لیوس کو چھوڑا جو ماہر طب و جراحت تھے اور مرتے وقت اس نے ان بیٹوں سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ علم طب اپنی اولاد کے سوائے اور کسی کو نہ سکھائیں اور اپنے خاندان سے علم طب کو باہر جانے نہ دیں۔ یہ دونوں بیٹے مشہور محاصرہ "ٹورائے" میں جراحی خدمات پر مامور تھے اور جنگ میں مجروح لوگوں کی مرہم پٹی کیا کرتے تھے۔

اسقلی بوس اول کو بڑے بڑے اولو العزم اطبار اور مشہور روزگار فلاسفہ کے جد اعلیٰ ہونے کا بھی فخر ہے چنانچہ اسکے خاندان میں افلاطون، اقلیدس، ارسطو، بقراط وغیرہ پیدا ہوئے۔ قدیم یونانی اسے طبی دیوتا اور رب الشفا مانتے تھے یونان کے تقریباً دو سو معبدوں میں اس کے مجسمہ کی پرستش کی جاتی تھی۔ یونان کے قدیم سکوں پر بھی اس اسقلی بوس کی تصویر کندہ ہوا کرتی تھی۔

یونان قدیم کے سکے جس پر اسقلی بوس اول کی تصویر ہے۔



اسقلی بوس

اس دور اول میں طب یونانی کے حاملین نہایت ہوشیاری سے جنگ کے زخموں کی مرہم پٹی کر دیتے تھے اور انہیں سے اجسام غریبہ کو نکال کر مضروب و مکسور اعضا کو حصروں وغیرہ سے درست کرنے میں کافی مہارت رکھتے تھے اور ان عمل جراحیہ کو اتنی سہولت اور پھرتی سے انجام دیتے تھے کہ مریض کو ناقابل برداشت تکلیف نہیں سہنی پڑتی تھی۔

بقراط ۴۶۰ سال قبل مسیح جزیرہ "قاس" میں پیدا ہوا اور (۹۷) سال کی عمر میں سنہ ۳۶۳ قبل مسیح اس نے بمقام لاریسہ انتقال کیا۔ بقراط نہ صرف یہ کہ طبیب تھا بلکہ بڑا جراح بھی تھا۔ اس سے پہلے جراحی عمل دو طبعی طور پر ہوا کرتی تھی لیکن اس نے تحقیق جراحی کی بنیاد ڈالی۔ اس کے زمانہ سے پہلے علم طب زبانی تھا۔ لیکن اس نیک دل حکیم نے اس فن کے مسائل کی باقاعدہ تدوین کی۔

علم طب کو عام کیا۔ باقاعدہ تعلیم دینی شروع کی

بقراط رات کی خاموشی اور تاریکی میں [illegible]

چیر پھاڑ کی تجربات کیا کرتا اور اس طریق [illegible]

بہت سے [illegible] کی [illegible]

حاصل ہوئی [illegible]

کتاب سے بقراط [illegible]

[illegible]

اعلام دیا کرتے تھے

ذی لیس [illegible]

انجام دیا اور جب کوئی [illegible]

[illegible]



[illegible]

[illegible] بکھرے ٹکڑوں سے کہ

[illegible]

آدمی کے دل کی تشریح جو ارسطو نے لکھی ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ اس نے ضرور انسان کے دل کو چیر کر معاینہ کیا ہوگا اور عمل جراحی بھی ارسطو نے انجام دیئے جس میں مخدر دوا کا استعمال بھی کیا تھا جیسا کہ ایک مریض کے کان سے ککھجورا نکالنے کے سلسلہ میں آپریشن کرنے سے پہلے اس کو ایک دوا پلائی تھی جس سے وہ بیہوش ہو گیا تھا۔

[illegible] ایک [illegible] [illegible] طوس [illegible] ارسطو کا ہم [illegible] تھا یہ دار العلوم اسکندریہ کا معلم تشریح تھا اور یہ [illegible] میں شمار

[illegible] تفریق کی۔ اس نے دل دماغ اور عروق وغیرہ کے باہمی تعلقات پر جو نظریہ قائم کیا وہ صدیوں تک مسلم رہا۔ اس کو عمامات قلب کا بھی علم تھا اس نے امعاء میں عروق لینفوسیہ کو بھی معلوم کیا تھا۔ اس نے حمام [illegible] الرؤس کا انکشاف کیا۔ جراح کبیر یا جراح کامل



ارسطو

[illegible] جاتا ہے جس نے [illegible] کا اعتقاد ہے اس نے انسانی لاشوں کو چیرا [illegible] سے پہلے اسی نے اعصاب حس اور [illegible] کے [illegible]

[illegible] کہ [illegible] کر سکتے ہیں اسے کوئی تردد نہیں ہوا طبی معالجہ میں بہت وسیع معلومات کا حامل اور بقراط کا معتقد تھا

ہیروفیلوس یہ بھی دار العلوم اسکندریہ میں معلم تھا اور حکیم اراسیٹراٹوس کا ہمعصر تھا اس نے سات سو لاشوں کو چیرا۔ بعض زندہ مجرموں پر بھی عمل تشریح کیا۔ اس نے دماغ کی ایسی باریک تشریح بتائی کہ تمام مشرحین پر سبقت لے گیا۔ دماغ کی جھلیوں میں سے باریک جھلی عنکبوتی کو اور دماغی بطون کو سب سے پہلے اسی نے ظاہر کیا اور یہ بھی بتایا کہ بطون چار ہوتے ہیں ہر ایک بطن میں روح کا مقام ہے۔ یہ ایسا عقیدہ تھا اس کی تائید حال حال تک بہت سے ماہرین عملیات نے کی ہے۔ ماغی وریدیں گدی کی ہڈی میں ترو قمہ دوی کے مقابل اندر ن حصہ میں چار طرف سے مل کر ایک جا ملتی ہیں جس کی وجہ اس تمام مقام پر ایک گڑھا ہوتا ہے جس کو بھی اسی کے نام کے اس سے منسوب کیا ہے آج تک اس مقام کو معصرۂ ہیروفیلوس (ٹارکولر ہیروفیلائی) کہتے ہیں اسی نے یہ ثابت کیا کہ پہلی آنت کی لمبائی بارہ انگشت سے متجاوز نہیں ہوتی اسی وجہ سے اس کا نام اثنا عشری رکھا جاتا ہے۔ ہیروفیلوس بڑی لیاقت کے ساتھ چاقو چلاتا تھا۔ ... اعمال مثلاً ... ویدی ... کیا کرتا تھا جتیاط رکھتے ... جراح لوگوں کا علاج ایک خاص قسم کی سلائی کے ذریعہ کیا کرتا تھا۔ یہ ... مرصہ دراز تک اسی کے نام سے موسوم کی جاتی رہی

جالینوس اس نے اسکندریہ کے دار العلوم میں تعلیم حاصل کی (۷۰) سال کی عمر پائی اور ... سال معمور رہا۔ یہ ماہر تشریح طب اور علم ... ماہر ... تھا اس نے بہت سے مردہ جانوروں کی بلکہ چیر پھاڑ ... ایک ... انسانی مردوں کو چیرا۔ اور تشریح عضلیات، اعصابیات، علامات علم الامراض کے متعلق بہت سی نئی چیزیں دریافت کیں۔ ترکیب الادویہ کا تو جالینوس کو موجد مانا جاتا ہے۔ اس محقق کی عادت تھی کہ جب اسے کسی تشریحی مسئلہ کی تحقیق مطلوب ہوا کرتی تو اس کو چیر پھاڑ کر معلوم کر لیا کرتا تھا ... اعضائے انسانی سے متعلق جالینوس کی نکتہ رسی ... کے ثبوت میں اس کے بہت سے کارنامے موجود ہیں اور بعض تشریحی چیزیں ... جالینوس کی طرف منسوب چلی آتی ہیں جیسے ... جو دماغ کے ہر ایک طرف گرہ ہوتا ہے ... جالینوس ... اور دوا اسی کے نام سے منسوب ہے جیسا کہ ... دماغ کے اندر



جالینوس

بطون کی سپید دار باریک رگیں ہیں جن کو جالینوس کی طرف منسوب کرکے وینہ آف گیلن (اور دہ جالینوسیہ) کہا جاتا ہے۔ ہیرفلس کے عروق کی تشریح کے سلسلہ میں جو کہ پرانا لوٹی میں ایک مقام پر جالینوس ... کا نام ہے ... دماغ سے نکلنے والے چھٹے عصبی جوڑے کا نام ... سب سے پہلے جالینوس نے رکھا اور اسی نے سب سے پہلے اس جوڑے کو پہچانا۔ اسی نے پہلی بار یہ بتایا کہ مثانہ گردوں میں متصل ہے اور نالیوں (حالبین) کے ذریعہ ... پیشاب ... گردوں سے ... خارج ہوتا ہے۔ ورنہ اس سے پہلے ... یہ خیال تھا کہ پیا ہوا پانی معدہ سے مترشح ہو کر مثانہ میں ... اور وہاں سے باہر خارج ہوتا ہے۔ جالینوس قلب کی ... اس کی کارکردگیوں کے کھلنے اور بند ہونے کے عمل سے ... کا ادراک اور ان ... کی کیفیت سے کما واقف تھا ... جالینوس نے مختلف تجربات کے علاوہ بہت سے ... کارنامے انجام دیئے۔

چنانچہ جالینوس نے اپنے علاج کا ایک واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ ... میرے پاس ایک مریض آیا جس کی آواز جاتی رہی اور ... ہو گئی تھی ... اس کی گردن پر دوائیں لگائیں اور وہ اچھا ہو گیا ... یہ تھی کہ اس شخص کی گردن کے دونوں طرف

بڑی بڑی خنازیری گلٹیاں تھیں جس کو کسی معالج نے پہلے ہی کاٹ کر نکال دیا تھا (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جالینوس کے زمانہ میں اس کے سوا اور بھی جراح (سرجن) تھے جو عمل جراحی میں خنازیری گلٹیوں کو نکالنے میں مہارت رکھتے تھے) لیکن کاٹنے کے سلسلہ میں غالباً کسی وجہ سے شریان سباتی کے دونوں طرف کے اعصاب میں برودت پیدا ہوگئی تھی۔ چونکہ اس کی ایک شاخ فم معدہ میں پھیلتی ہے جس سے معدہ میں اور خصوصاً فم معدہ میں احساس پیدا ہوتا ہے اور اس عصب کی ایک شاخ آلات صوت میں تحریک پیدا کرتی ہے اسی وجہ سے اس مریض کی آواز بھی خراب ہوگئی تھی اور ساتھ ہی بھوک میں بھی نقص لاحق ہوگیا تھا۔ چونکہ مجھے یہ سب باتیں معلوم تھیں لہٰذا میں نے گردن پر گرم دوائیں لگانی شروع کیں اور مریض اچھا ہوگیا۔

جالینوس درحقیقت اطبائے یونان کی آخری یادگار تھا۔ اس کے زمانہ میں یا اس کے بعد خطۂ یونان میں کوئی ایسا نامور حکیم و جراح نہیں ہوا اس کے بعد جس قدر بھی یونانی حکما گذرے وہ یا تو اس کے شاگرد تھے یا اس سے کم علم و فضل رکھتے تھے۔ یورپ میں ایک ایک زمانہ تک طبی درسگاہوں میں یہ ایک عام دستور تھا کہ ایک آدمی جالینوس کی کتاب تشریح پڑھتا جاتا اور دوسرا آدمی اپنے ہاتھ سے لاش چیرتا جاتا اور اپنے ہاتھ کی مدد سے ان تشریحی معلومات کی تصدیق کرتا جاتا اور دوسرے طلبا اطراف کھڑے ہوئے غور سے ان چیزوں کو دیکھا کرتے۔ اسکندریہ کے اطبا نے اسکندریہ کے طبی درسگاہ میں جالینوس کی سولہ (۱۶) کتابیں شریک درس کی تھیں جن میں سے ایک کتاب "اعمال" تھی جس سے اعمال جراحیہ کی اتنی معلومات حاصل ہوجاتی تھیں کہ طلبہ حسب ضرورت عملی کام کرسکتے تھے۔

جالینوس سنہ ۱۶۲ عیسوی میں پہلی مرتبہ روم گیا۔ اور روم ہی وہ مقام ہے جہاں جالینوس نے اپنے فن کی مایش بڑی حد تک کی۔ یہاں اس نے علم تشریح کے بھی عام لکچر دیئے۔

رومی جرّاحی

روما میں سکونت اختیار کرنے والا پہلا یونانی سرجن اسکلیپیاڈس تھا جو سنہ ۹۲ قبل مسیح میں گذرا ہے اسے پانی علاج اور کالی ورزش کے استعمال کا بڑا شوق تھا۔ اس کی شہرت سارے روما میں پھیلی ہوئی تھی۔ اور اسی شوق و ذوق کی بنا پر جاہل لوگ اس سرجن کو "جلاد" کے نام سے پکارتے تھے۔ یہ تجربہ سے پیشاب کا راستہ بنانے کے آپریشن میں بھی کافی مہارت رکھتا تھا۔ شہر بولینی کہا جاتا ہے۔ اس کا یہ بیان ہے کہ وہ ایک تحقیق و جستجو اور تلاش کی خاطر زندہ جانوروں کو چیرا کرتا تھا۔

اس نے یونانی طب و جراحت کو روما میں منتقل کیا۔ یہ صرف نہایت کامیاب طبیب ہی نہ تھا بلکہ نہایت باکمال جراح بھی تھا۔ اس کے فنی شوق و جراحت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اس نے نہایت جرأت اور بے باکی سے خود اپنے جسم کو تشریحی تجربات کے لئے وقف کردیا تھا۔

استقلی بیدوسس

روما میں بہت سے سرجن گذرے ہیں جن میں سے ایک بہت مشہور سرجن پال آف ایجینیا ہے جو سرجری اور فن قبالت میں شہرت رکھتا تھا۔ یہ ان شہرۂ آفاق ہستیوں میں سے ہے جن کے خیالات اپنے ہم عصروں سے صدیوں آگے تھے۔ اس کا زمانہ ۶۲۵ء سے ۶۹۰ء تک ہے۔ یہ سرجری میں ید طولیٰ رکھتا تھا۔ پیچیدہ اور مشکل عملیات کے بیانات جس کو اس نے بیان کیا ہے اس میں آج تک بہت کم اضافہ ہوا ہے۔ روما کے ماہرین جراحی میں "پال آف ایجینیا" کو غیر معمولی شخصیت حاصل تھی اور یہ ان میں آخری سرجن تھا۔

ہندی جرّاحی

کتاب تاریخ طب اقوام ایشیائی میں لکھا ہے کہ "ہندوؤں کا علم طب مصری پیشوایان مذاہب کے ذریعہ یونانیوں تک پہنچا ہے" آنریبل ماؤنٹ الفنسٹن گورنر بمبئی اپنی کتاب تاریخ ہند میں رقمطراز ہیں کہ "فن جراحی میں جو دستگاہ ہندوؤں کو حاصل تھی وہ اسی قدر حیرت انگیز ہے جس قدر کہ علم کیمیا کی ترقیاں۔ چنانچہ پتھری نکالنا۔ آنکھیں بنانا۔ رحم سے بچہ کو نکالنا ان کے یہاں رائج تھا۔ سوا سو (۱۲۵) سے زیادہ آلات جراحی ان کے ہاں مستعمل تھے۔ چیچک کا ٹیکہ لگانا ان کے ہاں مدت سے چلا آیا ہے۔"

ویدک مشاہیر میں مہاراج دھنونتری کو ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ یہ حضرت مسیح سے کئی سو برس پہلے ہوئے ہیں ان کے بہت سے شاگرد تھے جن میں سے سشرت بھی انہی کے شاگردوں میں سے بہت مشہور گذرا ہے۔ یہ علم جراحی کا اولین قائد مانا جاتا ہے۔ اس کی ایک



سشرت اپنے شاگردوں کیساتھ ایک ہندوستانی حکمران کے سامنے جراحیہ بیان کر رہا ہے ۔

تصویر السٹریٹڈ ویکلی آف انڈیا نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۲۶ء میں شائع کی ہے جس میں طبیب و جراح سشرت اپنے شاگردوں کے ساتھ ایک ہندوستانی حکمران کے سامنے اپنے نظریے بیان کر رہا ہے بقول اصاردکو یہ تصویر سترہویں صدی عیسوی کے لکھے ہوئے ایک نامعلوم الاسم قلمی مسودے سے اخذ کی گئی ہے۔ اگرچہ یہ تصویر بالکل قیاسی ہے لیکن اس قدیم ہندی طبیب و جراح کی جو تصاویر اس وقت موجود ہیں یہ تصویر ان میں سے ایک ہے۔ اس نے اپنی کتاب [illegible] سشرت سمہتا میں [illegible] کو جمع کیا ہے اور امراض جراحیہ کے اصول و علاجات اور آلات جراحیہ کا بیان کیا ہے علاوہ ازیں علم القابلہ کے متعلق ایسے بہت سی ہدایات بیان کی ہیں کہ ہزاروں سال گزر جانے کے باوجود آج بھی طب جدید [illegible] خصوصیات ہی میں ان سے آگے بڑھی ہوگی

الغرض جب مسلم فاتحین نے ہندوستان پر حملہ کیا اور اپنے ساتھ وہ طبیب و جراح بھی لائے تو پھر ہندی جراحی نے دوسرا جنم لیا

عربی جراحی

عربی [illegible] سلام کی [illegible] ہیں [illegible] [illegible] اور عمل جراحی کیا جاتا [illegible] تاریخ مسلمہ اسی [illegible]

[illegible] یونانی [illegible] [illegible] طب یونانی کو احیاء کیا اور [illegible] [illegible] معید [illegible] [illegible] اور [illegible] تو [illegible] آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے [illegible] احسانات [illegible] باوجود مسلمانوں نے [illegible] سے اسی کا [illegible] [illegible] کیا ہے۔ ع

[illegible] مسلمانوں [illegible] پھر بھی یہ زمانہ میں [illegible] یونانی کا مستند

طب و جراحت کی خوش نصیبی تھی کہ ایک طرف مشرق میں خلفائے عباسیہ ان کی سرپرستی کر رہے تھے تو دوسری طرف مغرب یعنی اسپین میں بنی امیہ اس کے زبردست مربی اور قدردان بنے ہوئے تھے۔ دور عباسی میں دارالترجمے قائم ہوئے۔ فاضل اور حاذق مترجم اطباء کو بیش قرار وظیفے مقرر ہوئے ان پر بے دریغ زرپاشیاں کی گئیں۔ مترجمین میں یہودی عیسائی۔ مجوسی، ستارہ پرست، ہندو مسلمان غرض ہر قوم و ملت کے لوگ تھے۔ سب ایک دوسرے کے دوش بدوش کام کرتے تھے اور حکومت کی طرف سے سب کے ساتھ یکساں سلوک کیا جاتا تھا یونانی کتب کے علاوہ اس عہد میں سنسکرت کی بھی کئی کتابوں کا ترجمہ عربی میں ہوا مثلاً سشرت سنگھتا کا عربی ترجمہ ہوا [illegible] اسلامی اطباء نے متفرق مسائل کو جو غیر مرتب حالت میں تھے کتب قدیمہ سے تلاش کر کے مرتب و مدون کیا۔ ادویہ کے اصول و خواص دریافت کئے امراض چشم کے لئے ایک [illegible] کی۔ آلات جراحی کی ایک کثیر تعداد کو اختراع کیا [illegible] ان سے زخموں کو [illegible] کے اصول ایجاد کئے۔ [illegible] جراحی [illegible] آلات [illegible] کے ذریعہ بیہوش کیا کرتے تھے

[illegible] پیش کیا جاتا ہے جس [illegible] قدیم [illegible] خراسانی [illegible] [illegible] اپنے علاج کے سلسلہ میں [illegible] اس تصویر کے بارے میں یورپ کے مورخین نے یہ اعتراف کیا ہے کہ یہ عہد قدیم کی نہایت قیمتی یادگار ہے [illegible] حیثیت سے [illegible] بالکل صحیح ہے اور اس سے اس تصویر سے اس زمانہ کے اطباء کی شکل و صورت، وضع قطع لباس و آلات و طریقۂ علاج پر خاص روشنی پڑتی ہے۔ ایک وہ دور تھا یورپ کو اپنے بادشاہوں کے علاج کے لئے ہمارے اسلاف کی احتیاج تھی اور ایک یہ موجودہ دور ہے کہ ہم اپنی ضرورتوں کے لئے مغرب کے محتاج ہیں۔ ع

کبھی تجھ کو بھی یاد آتا وہ دور بہار بھی جب تھے یکساں قدردان فقیر و [illegible]
[illegible] کو کمال [illegible] کر گئے ہیں [illegible] آبدیدہ [illegible] گذشتہ ہوئی وہ موسم
یاد آتے ہیں مجھے سے وہ ستارے [illegible] میری ہستی بزم عالم میں [illegible] کی یادگار
یاد [illegible] میری [illegible] کاش [illegible]



عرب اطبا شاہ روم کے علاج میں داغ دے رہے ہیں

طب جدید کا فن جراحی جو اپنے انتہائی عروج پر سمجھا جاتا ہے وہ ایک زمانہ میں یونانیوں اور عربوں کے زیر سایہ رہ کر پرورش پا چکا ہے۔ اگر اس وقت عرب اس کی دستگیری نہ کرتے تو آج وہ اپنے آپ سے انکار کرنے کے لئے زندہ نہ رہتا اور فنا ہو کر سالہا سال گذر چکے ہوتے۔ مغرب کے مستشرقین کی منصف مزاج اور حقیقت شناس جماعت تسلیم کی ہے کہ طب مغرب فی الحقیقت طب اسلامی کی دوسری ہے جس نے احوال اور حالات کے مطابق نیا لباس اور نئی وضع قطع اختیار کر لی ہو

ابوالقاسم زہراوی دسویں صدی عیسوی میں قرطبہ نے عربی نسل سے ایک سب سے بڑا جراح (سرجن) پیدا کیا جس کا نام ابوالقاسم الزہراوی ہے اور جو قرون وسطیٰ میں یورپ میں ابوالکاسس الکاسس اور الزہراویس کے ناموں سے مشہور رہا۔

یہ قرطبہ کے شاہی ہسپتال کا جلیل القدر سرجن تھا ڈاکٹر محمود صدقی نے اپنے فرانسیسی ترجمہ کتاب [illegible] کے مقدمے میں یہ تصویر شائع کی ہے [illegible] کے بیان کے موجب یہ تصویر ان کو مصر اور یورپ کی بعض قدیم خانقاہوں اور کتب خانوں سے حاصل ہوئی ہے جس میں زہراوی قرطبہ کے ہسپتال میں مریضوں کو دیکھ رہا ہے۔

زہراوی کا امتیاز خصوصی کمال فن جراحت ہے جس میں



ابوالقاسم زہراوی قرطبہ کے ہسپتال میں مریضوں کو دیکھ رہا ہے

اس کا کوئی حریف نہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ زہراوی کے علم الجراحت سے یورپ پر نہایت گہرا اثر پڑا اور اس سلسلہ میں اطبائے مغرب نے زہراوی سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔ نیز تقریباً تمام مستشرقین زہراوی کے کمال فن جراحت کی مدح وثنا میں رطب اللسان ومتفق البیان ہیں" ڈاکٹر لیبان لکھتے ہیں کہ" عربوں میں سب سے بڑا جراح القاسس تھا اس نے بہت سے آلات جراحی ایجاد کئے جن کی تصاویر اس کی کتابوں میں موجود ہیں۔ آپریشن میں اس نے پتھری نکالنے کا سامان کیا ہے جو اس وقت بالکل جدید عمل سمجھا جاتا ہے" زہراوی علم آلات کا باپ مانا جاتا ہے۔ آنتوں کے آپریشن میں آنتوں کو نہایت عمدگی کے ساتھ سیا کرتا تھا۔ زہراوی اگلے اطبا کا مقلد اور نقال نہیں بلکہ وہ خود موجد اور تجربہ کار تھا۔ زہراوی نے بیان کیا ہے (جس میں امتداد زمانہ اور تعدد اشخاص کے اپنی سمجھ کے مطابق روایت کرنے سے ممکن ہے واقعہ کا اصلی حدود حال کچھ بدلا ہوا ہو) کہ ایک ایسی عورت کا میں نے علاج کیا جس کے دو بچے پیٹ میں مرچکے تھے۔ اس کے زیر ناف ورم تھا اور اس سے مواد بھی بہتا تھا۔ میں نے ورم کو تحلیل کرنے اور مواد کو خارج کرنے کی دوائیں دیں مگر خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا۔ مواد کے اخراج کے زیادہ ہونے کی وجہ میں نے مخرج مواد پر مرہم دیا۔ ایک مرتبہ مواد کے ساتھ ایک ہڈی خارج ہوئی۔ چند روز کے بعد پھر ایک ہڈی خارج ہوئی اس پر مجھے یقین ہوگیا کہ یہ مردہ جنین کی ہڈیاں ہیں لہٰذا آپریشن کرکے خارج کرنا ضروری ہے۔ میں نے جراحت (آپریشن) کا ارادہ ظاہر کیا۔ وہ عورت شدید تکلیف سے اس قدر تنگ آ گئی تھی کہ اس کے لئے بہ سہولت تیار ہوگئی۔ چنانچہ میں نے اس کے پیٹ پر آپریشن کیا اور میرے خیال کے مطابق بہت سی ہڈیاں نکلیں۔ میں نے باحتیاط تمام اندرون شکم کو صاف کیا اور پھر اسے سی دیا۔ چند دن کے بعد وہ عورت اچھی ہوگئی۔ اور اسکی تمام شکایات رفع ہوگئیں۔

ت مذکورہ بالا واقعہ شاید آپ کے لئے انوکھا ہوگا، بے شمار شکوک وشبہات آپ کے دل میں پیدا ہوئے ہونگے، اور صدیوں پہلے کے ہمارے جراح (سرجن) پر بہت سے اعتراضات آپ کے دماغ نے اختراع کئے ہونگے کیونکہ اس کو کیا کیا جائے کہ عہد حاضر مستند ہے اور پچھلا دور خرافات۔

ذیل میں عہد حاضر کے واقعات قلمبند کئے جاتے ہیں جن سے زہراوی اور قدماء کی عظمت و منزلت ایک علم دوست اور حقیقت پسند کے دل میں گھر کئے بغیر نہ رہے گی۔ ایک واقعہ جناب ڈاکٹر خورشید حسین صاحب ایم بی اسی، ایچ ڈی، وظیفہ یاب سرجن دواخانہ عثمانیہ کی زبانی سنئے اور دوسرے واقعہ کے لئے ہمارے ساتھ "دکن میڈیکل جرنل مطبوعہ جنوری ۱۹۲۵ء ص ۴۶" کی سیر کیجئے ایک ہی صفحہ کے بعد وہاں جنین کی ہڈیوں کی تصویر بھی آپ کو مل جائے گی۔ (ایڈیٹر)

ایک واقعہ | ڈاکٹر خورشید حسین صاحب نے زہراوی کی بینہ سرگذشت وجراحت بہ نفس نفیس پڑھنے کے بعد اس واقعہ کی صداقت تسلیم کی اور تائید میں یہ واقعہ فرمایا۔ . . .

ت ڈاکٹر محمد حسین صاحب حیدرآباد کے ایک مشہور ڈاکٹر تھے ان کو مہاراجہ کشن پرشاد کے اسٹاف سرجن ہونے کا شرف حاصل تھا تقریباً ۲۰، ۲۵ سال پہلے کا واقعہ ہے کہ ان کی کوئی عزیزہ علیل ہوئیں بخار، پیٹ میں درد، اور آنوں اور پیپ وخون کے پاخانوں کی عرصہ تک شکایت رہی۔ خانگی علاج سے ان کو کوئی فائدہ نہ ہوا تو انہیں سرکاری زنانہ ہاسپٹل میں شریک کرایا گیا مسلسل علاج اور ڈاکٹروں کی ہمدردانہ توجہ کے باوجود کسی قسم کا فائدہ نہ ہوا۔ لاغری دن بدن بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ مریضہ پوست واستخوان ہوکر رہ گئی، مایوس ہو کر ان کو گھر واپس لے آئے، ڈاکٹر صاحب موصوف کے میرے والد یعنی ڈاکٹر ارسطو یار جنگ مرحوم سے بہت اچھے مراسم تھے والد مرحوم کا چندرائن گٹہ میں ایک باغ تھا ان کو باغبانی کا بے حد شوق تھا، روزانہ وہ شام کے وقت باغ جایا کرتے تھے، اس کو وہ اپنی ورزش سمجھتے تھے ڈاکٹر محمد حسین صاحب کا مکان راستے میں پڑتا تھا، والد مرحوم سے خواہش کی گئی کہ وہ مریضہ کو ایک نظر دیکھ لیں، حسب خواہش انہوں نے مریضہ کو دیکھا تو آنوں اور پیپ خون اجابت سے آنے کا رپورٹ ملی جو کسی طرح رکتی نہ تھی

والد بزرگوار مرحوم نے منفرج رسولی یا پھوڑے کے اندیشے کے تحت معاء مستقیم میں انگلی داخل کی، انگلی کو ہڈی کی موجودگی کا احساس ہوا، ہڈی نکالنے کی کوشش کی اور وہ نکل بھی آئی اسے دیکھ کر انہیں یقین ہوگیا کہ یہ جنین کی ہڈی ہے۔

معاء مستقیم کی راہ جنین کی ہڈیاں نکلتی دیکھ کر متعجب ہوئے بذات خود اپنا دیا، کچھ ہڈیاں پھر نکلیں، اب یہ مسئلہ قطعی واضح ہوگیا تھا کہ جنین تحلیل ہوگیا ہے اور اس سے رحم میں جو جھلی بن گئی ہے

جو منتج ہو کر انضمامات کے بعد مجاری مستقیم میں ہوتی گئی [illegible] راہ سے ہڈیاں نکل رہی ہیں۔ والد مرحوم نے حقنہ اس وقت تک جاری رکھنے کی ہدایت کی جب تک کہ سارا [illegible] نکل جائیں اس پر عمل کیا گیا اور مہینوں کی سا [illegible] ہڈیاں نکل گئیں [illegible] ہڈیوں کے نکل جانے کا یقین حاصل کرنے کے لئے [illegible] کو دیکھا گیا

اس کے بعد مریضہ کو [illegible]

[illegible]

بات سیدھی [illegible]

[illegible] سوزش (التہاب) محسوس [illegible] کے لئے کہا گیا اور اس نے [illegible] کیا [illegible] بعد عورت کے مجاری مستقیم کی راہ سے ادھر کبھی ایک دو [illegible] خارج ہوتی رہیں۔ ابتدا میں درد بہت شدت کا تھا [illegible] اور ہڈیوں کے نکل جانے کے بعد بتدریج کم ہو گیا [illegible] اور تلووں کی جلن دو ماہ تک باقی رہی [illegible] کی سوزش [illegible] وہ رفتہ رفتہ کم ہو گئی۔ مریضہ کا بیان ہے کہ [illegible] اب وہ اچھی ہے اس کو ماہواری باقاعدہ ہوتی تھی [illegible]

رجوع ہونے سے چار دن پہلے ہڈیوں کا نکلنا موقوف ہو چکا تھا۔ وافعہ میں جناب ڈاکٹر خورشید حسین صاحب و ڈاکٹر محمد عبد الستار صاحب نے اس کے رحم کا معائنہ کیا [illegible] ہو چکا تھا [illegible] اصلی حالت میں آ گیا تھا [illegible]

(مڈیکل جرنل [illegible])

[illegible]

[illegible]

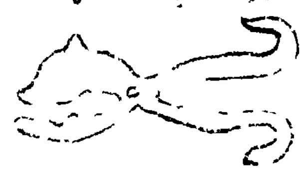
آلات جراحی

[illegible] کا ایک [illegible] سے [illegible] ترقی میں [illegible] کئے گئے ہیں۔

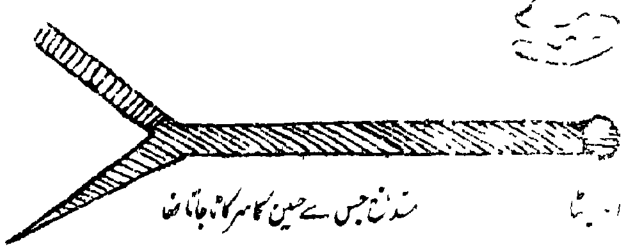
نہایت نازک نشتر، برچھے، سلائیاں، چمٹے، قینچیاں، چھریاں شامل ہیں۔ کارنک کے علاج میں استعمال ہونے والے آلات جراحی کی تصاویر بھی کھینچی گئی ہیں۔ مقام اپیتھسز ستی ... کے مندر میں ایک پتھر کی تختی پر ایک آلہ کی کھدی ہوئی اس طرح کی تصویر دریافت ہوئی ہے جو ... قبل مسیح کی ... ان کی عادی ...

او ... پہلے ... دریافت شدہ آلہ جراحی ہے ... مقام کولون ... عرسا ... ہر دو اس قسم کے اوزار ... میں حسن کے ساتھ نہایت صفائی سے ...





لق لق نما چمٹا



سندانی جس سے جنین کا سر کاٹا جاتا تھا

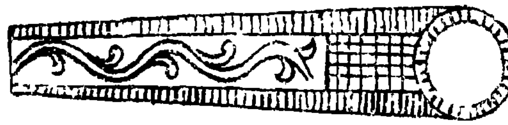


بگلا نما چمٹا

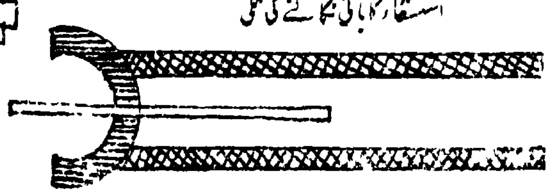


چیل کی شکل کا چمٹا

اور اسلامی دور میں سرجری کے بے شمار عجیب النوع آلات استعمال کئے جاتے تھے جیسے ابوالقاسم زہراوی نے اپنی کتاب التصریف میں منقوش کئے ہیں جس سے نمونہ چند آلات کی تصاویر یہ ہیں۔



استسقاء کا پانی نکالنے کی نلکی

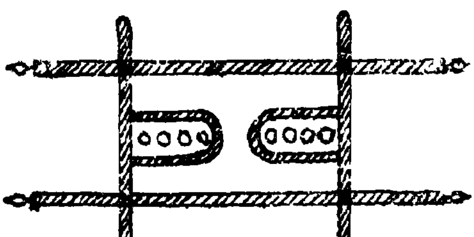


قاثاطیر جس سے پتھری نکالی جاتی تھی

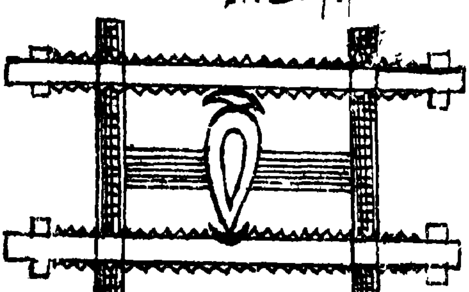
جاری کیا کرتے تھے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ طب قدیم کے اطباء فن طب کے آغاز ہی میں جراحی کی ترقی کے کس درجہ پر پہنچ چکے تھے۔ ان اوزار کی صحیح تاریخ کا پتہ نہیں چلتا۔ ہندی دور جراحی میں مختلف اغراض کے لئے مختلف اوزار بنائے گئے تھے اور چمٹے بنائے جاتے تھے ان کے منہ عام طور پر درندوں یا پرندوں کی صورت کے ہوتے تھے ملاحظہ ہوں چند نمونے۔



شیر کی شکل کا چمٹا



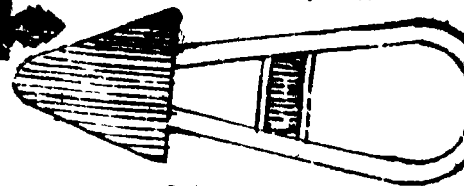
منہ رحم کھولنے کا آلہ



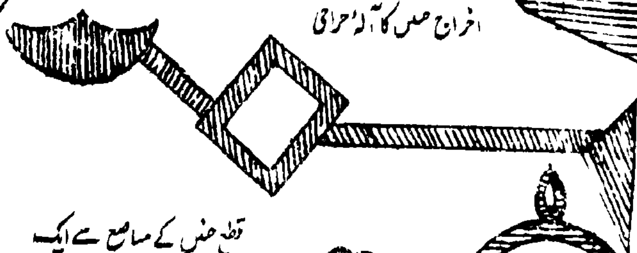
منہ رحم کے کھولنے کا آلہ



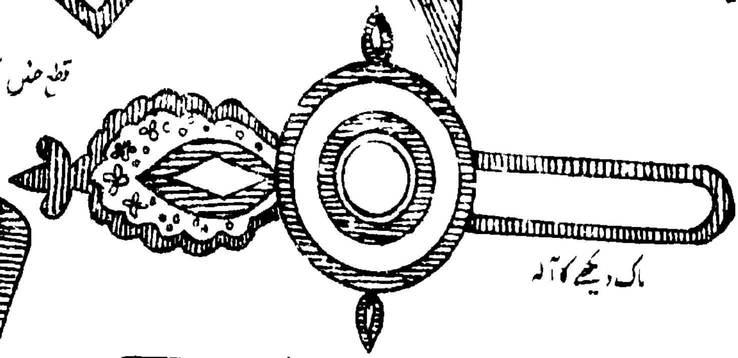
اخراج حصی کا آلہ جراحی



ورم لوزتین دیکھنے کے لئے زبان دبانے کا چمچہ



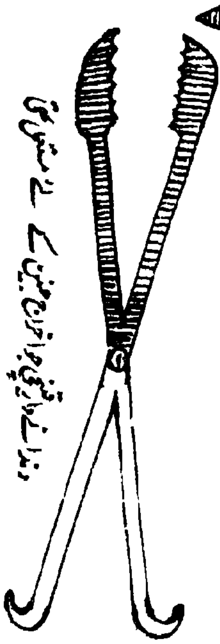
قطع حشفہ کے مباضع سے ایک



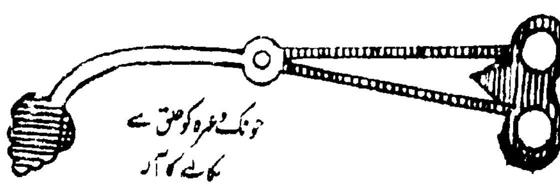
ناک دیکھنے کا آلہ



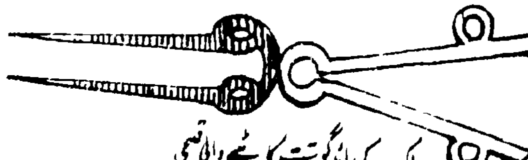
پیشاب کا سوراخ بند ہونے یا تنگ ہونے کی صورت میں اس مبضع سے پیشاب خارج ہونے کے لئے سوراخ کیا جاتا تھا



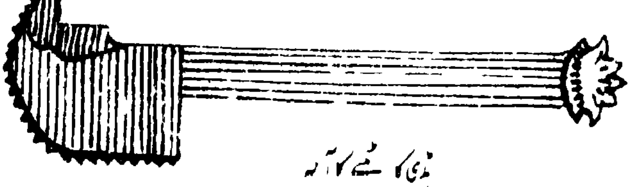
زنبور مضغہ جنین کے نکالنے کی



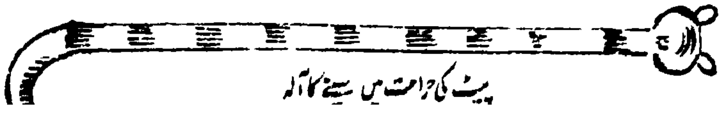
جونک وغیرہ کو حلق سے
نکالنے کا آلہ



حلق کے زائد گوشت کاٹنے والی قینچی



ہڈی کاٹنے کا آلہ



پیٹ کی جراحت میں سینے کا آلہ

اور ابوالقاسم زہراوی نے آلات ... ہی کے بارے میں لکھا ہے کہ ... آلات جراحی اندلس ... بہت زیادہ ... میں ... میں نے ان میں سے بعض آلات کا ذکر کیا ہے کیونکہ تمام موجود آلات کا ذکر موجب طوالت ہے۔

جدید تحقیق اور دقیقہ بینی قدیم دور میں ... جراحی کی طرح جراحی کے بہت سے اوزار

... جدید ... اس زمانے کے ... ان ... موجود ... سکے ...

جدید ... ایک ... ہے جس ... دیگر اوزار کے علاوہ ہڈیوں کی حالت بھی ... آئی ہے ... کتابوں کی ورق گردانی میں اس بات ... ہے کہ ... ہڈیوں کی نوعیت ... دریافت کرتے ہیں کوئی کسر ... اور ... زمانے کے ... کے مطابق انکی ... وقت ... کام ... میں درج ... ہے۔

علی ابن عباس مجوسی نے ... کتاب ... میں ... کے ... اور ان کی ... لکھے ہیں

... الطب ... (...)

تبین لنا صمعا وعلمنا ان فیه شیئا من کسر العظم فانك تعلم ذلك بالتفتیش الذی یکون بالآلة التی له ... الکسر وبالنظر الی الکسر وذلك ... عن شیء من الکسر فانك تعرفه من

... ۱۲ ... (کامل الصناعۃ مطبوعہ ... طابیسٹی کول)

(ترجمہ) اگر علامت ... کوئی شگاف نہیں ہے یا یہ ایک مشکل امر ہے اور تم نے سمجھ لیا ہے کہ یہاں ہڈی میں کسر (ٹوٹ) ہے تو تم اس آلہ سے تفتیش کر کے معلوم کر سکتے ہو جس سے کسر (ہڈی ٹوٹنے کا) کا کھوج لگایا جاتا ہے اور کسر کے معاینہ سے یا اس طرح کہ اگر ذرا بھی کسر لاحق ہوا ہے تو تم اس کی شکل سے پہچان سکتے ہو

اس بیان کے بعد یہ سمجھنا ... ہو گا کہ ہڈیوں وغیرہ کو ... آلات سے دیکھ کر اصلی ... حال کا سے نقاب کرنا انہوں ... کے ... کی ... اس ... میں بھی ضرورت

... کے مطابق حقیقت کی ... ہے ... تک ... کی ... گئی ہیں۔

... قصہ ہے ... داستاں ... اب کہاں
حال کی ... باقی ہے یہ تیری داستاں

"کاشیورکور"
(Kwashiorkor)

مترجم
حکیم محمد اقبال علی
طبیب مستند نظامیہ طبی کالج

از
ڈاکٹر سریشیندر صاحب
ایم بی بی ایس، ایم آر سی پی، ڈی سی ایچ (سی)، ڈی سی ایچ (انگلینڈ) سرمنڈمنٹ میلو ...

سو تو یہاں ہم مسائل میں سے ہے جس سے ہندوستان اور دوسرے حصوں میں کے تعالی (معالجین اطفال Pediatricians) دوچار ہیں۔ ... سے کاروں کا عادت وجہ رہا ہے جس کے نتیجہ میں مرض کی ... ہمیشہ پر ہاوی ایک عام قران (syndrome) بیان کیا گیا ہے کاشیورکور (Kwashiorkor) عموماً اسی نام سے اسے متعلق کیا جاتا ہے اس کو سب سے پہلے Williams نے ١٩٣٣ء میں ایک غیر مبہم ہیئت پر وجود کی حیثیت دی، لیکن ١٩٢٦ء میں کسامنڈیکل جرنل (Kenya Medical Journal) میں ڈاکٹر (Proctor) نے مرض کی صحیح وضاحت کردی ہو۔

کاشیورکور (Kwashiorkor) کا لفظ ... ایک افریقی بولی ہے دراصل اس کے معنی ... لیکن سی سال میں Trowell نے اسے ... کردیا Alan Moncrieff نے یاد کرایا کہ کاشیورکو (Kwashiorkor) کے معنی محروم کئے ہوئے بچہ (deprived child) کے ہیں ... پہلے یہ تعریف ہے کیونکہ اس سے قران (syndrome) کی موجودہ وضاحت ہوتی ہے اس قران (syndrome) کی مختلف ممالک میں مختلف ہیئتیں دیکھی گئی ہیں ... جامع تعریف کرنا مشکل ہے لیکن ... ان سب میں مشترک سبب پروٹین (Protein) کا سوء تغذیہ ہے یوگنڈا (Uganda) میں اس کی ممتاز مرضیات بانقراس کے متردد (reversable) فعل کی خرابی ہے ہندوستان میں اب تک نہیں دیکھی گئی کیونکہ (Achar) نے سترہ (١٧) مریضوں کی اثنا عشری میں انزیم (؟) کے اثنا عشری کی مائیہ کے ٹرپسین (Trypsine) کی فاعلیت کا تخمینہ کیا اور ان سب میں بانقراس کے خمیر (Enzyme) ... سے کم فاعلیت ... ہوئی ہندوستان میں اچار (Achar) اس قران (Syndrome) کو سوء تغذیہ یا سوء تغذیہ کا قران کہنا بہتر سمجھتا ہے۔

یہ اس لئے کہ اس مرض کا کوئی خاص تخیل نہ تھا، ١٩٤٩ء میں تغذیہ کی FAO اور WHO کی مشترک مجلس ماہرین نے WHO سے کاشیورکور کی مختلف ہیئتوں کی تفتیش کے لئے اس بات پر سفارش کی کہ Autret اور Brock نے اس کے مختلف پہلوؤں پر جب کہ افریقہ میں دیکھا گیا بحث کرتے ہوئے معلومات سے ایک رسالہ مدون کیا۔ وہ کاشیورکور کی تعریف کرتے ہیں کہ وہ ان تغذیہ ہے جو موخر رضاعت ... اور ... میں ہوتا ہے اس کے ... خصوصیت سے مندرجہ ذیل امور ہوتے ہیں

١) نمو میں ... (مختصر قامتی)
٢) جلد اور بال کے رنگ میں تغیر
٣) ادیما مع تقریباً قلیۃ الدم (Albuminaemia)
٤) جگر میں شحم (fatty infiltration) نیز ... (necrosis) اور تلیف کبد (fibrosis of the liver)
٥) مقررہ غذائی علاج کی غیر موجودگی میں ہلاکت کا بہت زیادہ ہونا
٦) کسی ایک قسم کی آزار ادمہ (dermatosis) کی شرکت
٧) حالات شکم مثلاً عدم اشتہا، فتور ہضم، اسہال اور ضعف اسہال ...

۸) جھلاہٹ اور بلادت ذہنی ۔

۹) سوء القنیہ طبی خلیات کے ساتھ یا کسی قدر بڑے خلیاتی شیشہ

۱۰) عناقید (acini) مانقراس کا ذبول جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اثنا عشری کے مافیہ کے مخمری فاعلیت زائل ہو جاتی ہے

اس رسالہ کے پیش کرنے کا میرا مقصد کاتیور کو رکے ان ایک سو انتالیس (۱۳۹) مریضوں پر تبصرہ کرنا ہے جو اپریل ۱۹۵۳ء سے یکم فروری ۱۹۵۵ء تک نیلوفر ہسپتال (جو بچوں اور عورتوں کیلئے ہے) میں شریک کئے گئے ، میر حیدرآباد میں جو فراز دیکھا گیا ہے اس کی مختلف ہیئتوں (manifestations) پر بحث کرنا ہے ۔ قراق زیادہ تر غریب طبقوں میں ملتا ہے اور ہمارے دواخانہ کے کل داخلوں کا ۵ (فیصد ہوتا ہے ، مجھے مزید کہنے دیجئے کہ صرف وہ مریض شریک کئے گئے جن کا مرض بہت بڑھ چکا تھا اور بعض کا خارجی مریض کی حیثیت سے علاج کیا گیا ۔

۱۳۹ مریضوں میں سے ۴۹ ہندو ، ۸۹ مسلمان اور ایک عیسائی تھا ۔ سن حدوث (age incidence) درج ذیل ہے ۔

سن	اصابات	فیصد	ہندو	مسلمان
۰ — ۶	۲	۱٫۴ ٪	۲	—
۶ — ۱۲	۶	۴٫۳ ٪	۴	۲
۱۲ — ۱۸	۱۰	۷٫۲ ٪	۴	۶
۱۸ — ۲۴	۳۳	۲۳٫۴ ٪	۸	۲۵
۲ — ۳ سال	۴۱	۲۹٫۱ ٪	۱۴	۲۷
۳ — ۴ "	۱۹	۱۳٫۶ ٪	۶	۱۳
۴ — ۵ "	۱۰	۱۰٫۵ ٪	۶	۱
۶ — ۱	۱۲	۵ ٪	۲	۱

یہ مرض جو ایک سے تین سال کی عمر کے اندر بعد فطام اسقاط مبنی پر ہوتا ہے اس جدول سے مخصوص سن حدوث کا پتہ چلتا ہے اس مرض کا حدوث ایک سال تک صرف ۵٫۶ ٪ ، ۱ سے ۴ سال تک ۶۰ ٪ اور ۴ سے ۱۰ سال تک ۳۴ ٪ ہوتا ہے ان تمام صورتوں میں غذا ارکی سوا ئح سے پروٹین (Protein) کے استعمال کی قلت معلوم ہوتی ہے جس کی وجہ بیشتر صورتوں میں نادار ی سے زیادہ لاعلمی ہوتی ہے ، کیونکہ ایک بار والدین کو بنیادی [illegible] دواخانہ میں شریک نہیں ہوا ۔

سریری حیات (Clinical Aspects)

وقوف نمو (Retardation of growth)

وزن کے انحنا (curve) سے وزن کی نمایاں کمی اور وقوف نمو سارے مریضوں میں نظر آتی ہے ۔ اس وقوف نمو کے باوجود بچہ لاغر اور فاقہ زدہ نظر نہیں آتا ، اس کے برعکس اگر تیج کی ابتدا سے تو بظاہر اسے دیکھکر یہ گمان ہوتا ہے کہ تغذیہ بہتر ہے ۔

سقم تلون اور آزار ادمہ (Dyspigmentation and Dermatoses)

تغذیہ کی اس بے ترتیبی سے جلد اور بال میں منتشر بدرنگی ہو جاتی ہے آزار ادمہ ہمارے مریضوں میں بنیادی ہیئت نہ تھی ، تاہم ان میں سے اکثر کے اندر کچھ تغیرات دکھائی دیتے ہیں یہ تغیرات جلد کے کھردرے پن اور ناہمواری یا بدرنگ جلد کے رقبے ہوتے ہیں ۔ ہمارے ۱۷ ٪ مریضوں میں جلد کی آفتیں اتنی نمایاں تھیں کہ انہیں خاص سریری ہیئت کا درجہ دیا جا سکتا ہے ۔ تترطخ اور تشوق کیساتھ جریان خون کے رقبے بھی ملے جو روشنی سے محفوظ مقامات پر نمایاں تھے ۔ بال کی بناوٹ اور رنگ کی تبدیلی ہمارے مندرجہ صد مریضوں میں نمایاں تھی ، لیکن اکثر میں یہ تغیرات معمولی درجہ کے تھے ۔ بال پھیکے رنگ کے سرخی مائل بھورے یا سفید ہو جاتے ہیں یا اپنی آب کھو کر مردہ ہو جاتے ہیں کبھی کبھی گنج (صلعہ) کے رقبے ملتے ہیں ۔

اوذیما اور قلت بیضۃ الدم (Oedema and Hypoalbuminaemia)

اوذیما ابتدائی علامت ہوتی ہے اور ہمارے ۷۰ ٪ مریضوں میں دیکھا گیا ہے ہلکی سوجن ، بعض پاؤں پر ہوتی ہے یا زیادہ وسیع ہوتی ہے عموماً چہرے کی بہ نسبت ہاتھ پاؤں میں سوجن زیادہ نمایاں ہوتی ہے تاہم ہمارے بعض مریض ایسے تھے جن میں استسقاء زقی ممتاز ہیئت تھی مختلف کارکنوں نے بتایا کہ اندار تیج کی کمی و بیشی پر منحصر نہیں ہے ہمارے اکثر مریضوں میں مجموعی پروٹین میں اگرچہ نمایاں کمی نہ تھی لیکن بیضۃ المصل نمایاں طور پر کم تھی Autret اور Brock نے بجا طور پر اس پر زور دیا ہے کہ مصل کی مجموعی پروٹین کے ریکارڈ اس حالت میں کوئی زیادہ وقیع نہیں ہے کیونکہ سیرم گلابولین (serum globulin) میں تلافی طور پر اضافہ ہوتا ہے جو سیرم البیومن کی کمی کے مطابق ہوتا ہے

انہوں نے اسے نقصان کبد کا نتیجہ قرار دیا۔ گوپالن
(Gopalan) نے مجوزہ حال ہی میں اس کا تصور
پیش کیا ہے کہ او ویما اتنا قلت ہیپیتہ الدم [illegible] کی کمی کی
وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ [illegible] اور [illegible] سے مسامی مادوں
کی وجہ سے ہوتا ہے۔ [illegible] تو کرتے ہیں مگر اس [illegible]
مشابہت کہ [illegible] کو وسیع [illegible] ایکس واژو
ساملان ([illegible]) [illegible]
کا مشاہدہ کیا ہے، اور [illegible] کے [illegible]
سے کوئی واسطہ نہیں۔ [illegible] ([illegible])
کے کاموں سے جو واضح ہوتی ہے [illegible]
ہے کہ او ویما [illegible] اول [illegible]
سے ہوتا ہے

جگر۔ [illegible] (Liver) [illegible] مریضوں میں [illegible]
معدے کے اندر جگر کا حصّہ [illegible]
اکثر میں پایا گیا [illegible] کا اس میں [illegible]
صورتوں میں بڑا ہوتا ہے یا [illegible] میں رکھی [illegible] میں
جگر کی شحمی ترسب (fatty infiltration)
ہمیشہ ہوتی ہے اور [illegible]
خلیہ کی ماهیت ظاہر ہوتی ہے [illegible] ([illegible])
اور تکلیف کبد (cirrhosis) [illegible]
کے ابتدائی اثرات زیر تحقیق ہیں

عمل معدہ و امعاء۔ [illegible] مریضوں میں عمل [illegible]
زیادہ تر [illegible] عدم [illegible] علامت [illegible]
علاج میں یہ ایک اہم مسئلہ [illegible]۔ تقریباً [illegible] مریضوں
کو مزمن اسہال تھے [illegible] زیادہ [illegible] کے آثار تھے
اسہال شحمی (steatorrhoea) [illegible]
نہ تھا۔ ہمارے [illegible] مریضوں میں [illegible] پائے
گئے۔ اکثر مریضوں کو [illegible] سے [illegible] روغن [illegible] سے
سے اسہال میں فائدہ ہوا۔

جھنجھلاہٹ اور بلادت ذہنی۔
(Peevishness and mental apathy)
ذہنی تغیرات بہت ہی متعلق ہوتے ہیں اور ہمارے تمام مریض

کی حالت میں ہوتا ہے اور ماحول کی کسی چیز سے دلچسپی نہیں رکھتا
کلارک (Clarke) نے اپنی تحقیق کی ہے کہ اگر
[illegible] کے چہرہ پر تبسم دکھائی دے تو یقین کر لینا چاہیئے
کہ [illegible]

[illegible] سے زیادہ مریضوں میں جلدی علامات
([illegible]) کے ساتھ یا بڑے حصیات
([illegible]) کے ساتھ [illegible] نمایاں ہوئیں
[illegible] اور [illegible] تعداد ڈھوائی [illegible] اور [illegible]
[illegible] کے درمیان [illegible]

[illegible] تحقیق [illegible] کا [illegible] کر کے
[illegible] کی کمی کے مختلف امراض کی مشترک نمایاں حیثیت رہی
[illegible] ہوں کیونکہ ان کا یہ پہلو اور بقیہ میں
[illegible] (Achar) نے
[illegible] مریضوں میں [illegible] اور بی کامپلکس (Vit B complex)
کی کمی [illegible] اس [illegible] (A) کی کمی
[illegible] میں آنکھ کے مظاہر بہت ہی نمایاں تھے
[illegible] مریضوں [illegible] کیلوسس (Cheilosis)
[illegible] بی کامپلکس کی کمی کا ثبوت [illegible]
[illegible] کا وجود بھی ہمارے ۱۶ مریضوں میں پایا گیا۔

[illegible] مریض داخلہ کے وقت ایسے
[illegible] کے [illegible] تھے۔ ایسے ۲ مریضوں کی مزید
[illegible] مریضوں میں ٹیوبرکلین (Tuberculin)
[illegible] سے سل کا کسی کی [illegible]
[illegible] ان مریضوں میں [illegible] بہت زیادہ ہوتی نظر آتی ہے۔
[illegible] کے اس پہلو کو [illegible] ہے [illegible] الرحمن اور خان
(Rahman and Khan) [illegible] چالیس مریضوں پر کیا گیا [illegible]
[illegible] کے [illegible] حرید [illegible]
(Haemic mur mur)

نظام قلب و عروق کے امتحان سے کوئی مثبت علامت نہیں
ملی لیکن الیکٹرو کارڈیوگرام جو تیس مریضوں میں لیا گیا اس سے اکثر
مریضوں میں low voltage پایا گیا۔
QRS کی موج اور T موج کی بلندی معیاری لیڈ

ہوا تھا۔ یہ تغیرات جنہیں نیم فاقہ کی صورتوں میں Minnesota کے کارکنوں نے بھی پائے ہیں بلا شبہ ان سے عضلہ قلب کی آفت ظاہر ہوتی ہے۔

ہلاکت :۔ واٹرلو (Waterlow) نے بجا طور پر بتایا ہے کہ اندازِ جگر کے نقصان کی شدت، تغذیہ کی موجودگی اور علاج سے تاثیر منحصر ہے۔ ہمارے سلسلہ میں جملہ ایک سو انتالیس (١٣٩) میں سے بیس فوت ہوئے۔ اس طرح ہلاکت ١٥٪) ان میں سے بیشتر داخلہ کے بعد چومیس گھنٹے کے اندر مر گئے۔ تین مریضوں میں ناگہانی موت ہوئی جن کو ہم سمجھتے تھے کہ وہ صحت کے ہموار راستہ پر آ گئے ہیں۔ Trowell اور Davies اور Dean محسوس کرتے ہیں کہ ایسی اموات کا حقیقی سبب ساخت اور عمل کی کیمسٹری میں سلے یا ممکن ہے حاد قلب شکر الدم ہو۔

علاج :۔ ان مریضوں میں چکنائی اتارے ہوئے دودھ کے سوف کا استعمال، پروٹین کا علاج خواہ معدہ کے ذریعہ ہو یا عضلی یا وریدی ہو اور دوران عضلی خلاصہ جگر جس کے ساتھ B وٹامن اور

فولک ایسڈ (Folic acid) ہمارا معمول علاج ہے۔ متعلقہ کمپنیوں سے جو مرکبات فراہم کئے گئے ان میں بنگال امیونٹی (Bengal Immunity) کا اورل ہیڈرو پروٹین (oral hydroprotein) نیو فارما کا نیو متھاڈین فورٹ اور میتھاڈین (Neu-methadine) اور گلیس کا ہیپار ی فورٹ (Hepar-re-forte) ہے۔ پروٹین کے استعمال کے سوا مجھے ذاتی طور پر یقین ہے علاحدہ جگر، وٹامن B۔12 اور فولک ایسڈ کی چھوٹی خوراکوں کو ان مریضوں کے علاج میں مقام حاصل ہے۔ اس علاج کا اثر جلد ہوتا ہے اور ہلاکت میں کمی ہو جاتی ہے۔ ہم اس کی توجیہہ کر سکتے ہیں کہ یہ جگر کی اصلاح کی وجہ سے ہوتا ہے جیسا کہ ایکار (Achar) نے ابتدائی نقل الدم کو مفید بتایا ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ ہمارے کسی مریض میں نقل الدم نہیں ہوا۔ مذکورہ علاج سے قطع نظر جہاں کمی ہو حیاتین استعمال کرائی جا سکتی ہے مجھے خصوصیت سے یہ بیان کرنا ہے کہ اگر حیاتین اے A بڑی مقدار میں استعمال کرائی جائے تو آنکھیں محفوظ رہ سکتی ہیں



جناب حکیم یوسف حسین خاں صاحب
انچارج طبیب وارڈ نمبر ۳ صدر شفاخانہ نظامیہ

یونانی معالجہ کی چند حالیہ پیش قدمیاں

یہ مولف کے اس مقالہ کی پہلی قسط ہے جس میں تفصیل کے ساتھ یونانی معالجہ کی حالیہ پیش قدمیوں کا جائزہ لیا گیا ہے اور ان کے اچھے اور برے دونوں پہلوؤں پر تسلی بخش روشنی ڈالی گئی ہے ہمارا ارادہ تھا کہ پورا مضمون سالنامہ میں پیش کرتے لیکن بعض وجوہ کی بنا پر مجبور رہے اس لئے ابتدائی حصہ حاضر ہے اگلی اشاعتوں میں اس کو بہ پابندی مکمل کیا جائے گا انتظار فرمائیے اور اس عرصہ میں اس ضمن میں طبیب ہونے کی حیثیت سے اپنا بھی جائزہ لیجئے کہ آپ کی کیا ذمہ داری ہے

مدیر

گزرے ہوئے چند سالوں میں یونانی معالجہ نے معینہ اور مقررہ حالات کو [illegible] اس سے کامیابیاں بھی حاصل کی ہیں اور بعض صورتوں میں معینہ سے انحراف بھی کیا ہے اور اس صورت میں بھی اسے کافی کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ بہتے ہوئے علاج کو پرکھ کر اگر تجربہ کی کسوٹی پر صحیح ثابت کر دیا جائے تو یہ بھی پیش قدمی ہے اور اگر کسی نئے طریقہ پر علاج سے انحراف کر کے دوسری طرز کو آزمایا جائے تو اسے بھی پیش قدمی ہی سے موسوم کیا جانا چاہئے۔ کیونکہ کامیابی کی صورت میں فن میں اضافہ ہوتا ہے اور ناکامی کی صورت میں پرانا معالجہ جو معالجہ جس کو چھوڑ کر دوسرا معالجہ اختیار کیا گیا تھا مقابلتاً زیادہ مثبت قرار پاتا ہے۔ اس کے علاوہ ناکامی اگر ہو تو یہ ایک طرح کا تازیانہ ہوتی ہے جو مزید چھان بین پر آمادہ کرتی ہے اور نئی دریافتوں کا پیش خیمہ ثابت ہوا کرتی ہے۔ اسی لئے گزشتہ چند سالوں میں یونانی معالجہ نے جو کچھ حاصل کیا وہ کتنا ہی حقیر، کتنا ہی کم مایہ اور کتنا ہی قابل نظرانداز کیوں نہ قرار پاتا ہو ممکن ہے وہ آگے کی جانب ایک اقدام اور ایضاً اس قابل ہے کہ اسے احباب کے سامنے پیش کیا جائے۔

یہ ایک حقیقت ہے جس سے اعلیٰ کسی کو انکار نہ ہوگا کہ ہم میں اپنے علاج کے متعلق جو ضعف اعتقادی بہت ہے! یہ ضعف اعتقادی کی صورتوں میں تو غلو کی حد کو پہنچی ہوئی ہے۔ ہمارے پاس کونسا نسخہ ایسا نہیں جو مجرب اور آزمودہ نہ بیان کیا جاتا ہو۔ کہاں وہ مجرب ہے؟ اور کس تشخیص کے ساتھ وہ آزمودہ ہے۔ اس سے اب تک کسی نے سروکار رکھا ہی نہیں۔ ایک بہادر [illegible] کہ لکھا میں سے دیکھو وہ [illegible] یہی حال ہماری طب کا ہے لیکن ہم نے اپنے محدود دائرہ عمل میں حسب عام کوئی بڑا ان محرمات میں سے چند کو پرکھ کر دیکھا تو ہمیں اس و بیشتر مایوسی ہی ہوئی۔ چنانچہ اس مایوسی کی بنا پر [illegible] اور میرے چند ساتھیوں میں یہ جرأت پیدا ہوئی کہ ہم قدم ڈگر سے اگر بہت زیادہ نہیں تو تھوڑا سا انحراف کر کے تو دیکھیں بات یہ کہ ہمارے [illegible] چنانچہ جب ہم نے ایسا کیا تو نقصان کم [illegible] پایا [illegible] گویا تو کچھ نہیں۔

ہماری طب کی یہ ایک مسلمہ خصوصیت ہے کہ اس میں کسی ادعا کو ناقابل تردید بنانا ہو تو اس کے لئے [illegible] کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اسی طرح بعض واقعات [illegible] کا خزانہ بھی اس میں ناکافی ثابت ہوتا ہے پھر اس کے لئے منظم [illegible] تشہیر [illegible] تبادلہ خیالات کی خاطر اجتماعات تصدیق [illegible] کرنے والوں کا ایک جداگانہ گروہ اور اعلیٰ پیمانہ پر اسی قسم کی دیگر اہم ضروریات کا موجود ہونا چاہیے اگرچہ ہو جب سب سے بڑھ کر یہ ضروری ہے کہ عاملین خود بھی پیش قدمی کو [illegible] لئے لازمی خیال کریں اور اس کے ایک ایک [illegible] سے بڑھ کر دلچسپی لیں۔ مجھے اس کا اعتراف ہے کہ ہمیں [illegible] بہت کم کامیابیاں مل سکیں مگر ساتھ ہی ساتھ میں یہ بھی کہوں گا [illegible] رہیں [illegible] جو کچھ بھی حاصل ہو وہ کم سے کم اتنا واضح تو ضرور تھا کہ آج ہم اس قابل ہو سکے ہیں کہ پیش قدمی کی ابتدا تو ہو سکی [illegible] کے متعلق میں کچھ [illegible] میرے نزدیک قابل ترجیح [illegible] اس وقت اسی پر [illegible] رہوں۔

یہ جو کچھ آپ کے سامنے ہے یہ ابھی بہت تشنہ ہے۔ یہ ختم نہیں ہوا ! ابھی جاری ہے اس لئے اس کے کسی حصہ کو ہم وثوق نہیں ٹہراسکتے اس کے ریکارڈ اور اعداد و شمار ابھی "ضمنی" درجہ میں ہیں ہمیں ان کو بھی اور وسعت دینا ہے اور بہت سی چھلنیوں میں سے چھاننا ہے۔ اپنی تقارسکے لئے ہمیں ان پیش قدمیوں کے علاوہ بھی اور بہت سے کام جاری رکھنے پڑتے ہیں اس لئے ہم کسی مقررہ نظام کے ماتحت پیش قدمی کرنے سے بھی مجبور رہے ہیں۔ ہمیں یکسانیت کے ساتھ ایک ہی رخ پر کام جاری رکھنے کا موقعہ مل سکا ہے ہم سے روزمرہ کا کام بھی جاری رکھا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ کام بھی ہم کرتے رہے ہیں۔ اس لئے ہمارا یہ کام اپنی موجودہ حیثیت میں کچھ زیادہ قطعیت کا حامل نہیں۔ یہ بہت نامکمل بہت ناقص بہت کمزور ہے اور اس کا ہمیں شدت کے ساتھ احساس ہے اس کی جملہ خامیاں ہماری نظر میں ہیں اور اگرچہ سردست ہم انھیں دور کرنے کے ناقابل ہیں لیکن اگر وہ ہمیشہ ہی تکمیل طلب رہیں تو یہ تو کوئی بات نہ ہوئی چنانچہ ہم تہیہ کر چکے ہیں کہ جیسے جیسے ہمیں وقت ملے گا اور موقعہ آتا جائے گا ہم رفتہ رفتہ ان کو دور کرتے رہیں گے اور آپ کے سامنے پیش کرتے جائیں گے ہاں ہماری مجبوریوں کے پیش نظر آنا ضرور ہے کہ اسمیں نسبتاً شائد زیادہ وقت لگ جائے یوں بھی یہ کام ایک دن کا نہیں ایک سال کا نہیں محققین نے اسمیں عمریں گنوائیں ہیں اور بیکار بھی گنوائی ہے مگر چونکہ اس قسم کی باتوں میں وقت کی کوئی حیثیت نہیں ہوا کرتی اس لئے ہم کو بھی اس کی کوئی خاص پرواہ نہیں ہے۔

پرواہ البتہ ایک بات کی ہے موجودہ صورت میں جس طور پر یہ کام جاری ہے اس میں وقت تو بہرکیف دوگنا لگتا چوگنا یا ممکن ہے کہ اس سے بھی زیادہ لگ جائے لیکن اس کا بھی امکان ہے کہ جو نتائج اخذ ہوں وہ بھی زیادہ صحیح نہ ہوں یہ ایک امکان ہے جس کا مجھے قوی اندیشہ ہے کیونکہ ہم محدود ہیں ہمارے ذرائع محدود ہیں، ہماری تعداد محدود ہے اور جس طرح یہ سب محدود ہیں اسی طرح ہمارا علم اور ہماری عقل بھی محدود ہے۔ علاوہ ازیں کسی حقیقت تک پہنچنے کے لئے ہمارے ذرائع ہمارے خیالات کی مطابقت کے مطابق ہیں ہم منزل تک پہنچنے کے شوق میں (اور چونکہ ہماری دھن بس یہی ایک دھن ہوگی) یہ بھول جاسکتے ہیں کہ راستہ میں گڑھے بھی ہیں اونچ نیچ بھی ہے، ایسی شاہراہیں بھی ہیں جو ہمیں بھٹکنے

سکتی ہیں اور ایسی پگڈنڈیاں بھی ہیں جن کو اگر نظرانداز نہ کیا جائے تو انتہا تک خوبی کے ساتھ اور جلدی پہنچا جاسکتا ہے۔ ہمیں تنہا چھوڑ دینے اور تنہا ہم پر بھروسہ کر لینے کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں جالینوس، بوعلی سینا، زکریا رازی، ابن بیطار، ربن طبری اور اسی طرح کے دیگر ائمہ کا ہم پلہ مان لیا جائے۔ ہم ان علماء کی خاک پاکے برابر بھی نہیں ہیں اور پھر یہ تو وہ زمانہ ہے کہ اگر ایک جالینوس کے لئے سو شیخ ایک شیخ کے لئے ہزار نفیس، ایک نفیس کے لئے لاتعداد بیطار اور ربن طبری نکل آئیں تو کہیں جاکر ہمارا فن اس اعلیٰ معیار پر آسکتا ہے کہ تنقید اور عدم اعتماد کی آنکھیں چار کرسکے اسی لئے میں اس کام میں اپنے اور اپنے ساتھیوں کے اکیلے پن سے متفق نہیں ہوں۔ یہ ایک طرح کی تنہا پسندی ہے اور تنہا پسندی فرد کو میتک ممتاز بناتی ہے، چنانچہ اس کی بعید پسندیدہ ہوتی ہے لیکن یہاں پسندیدگی کا سوال نہیں یہاں بہتری کا سوال ہے اور ہماری آپ کی اور فن کی بھلائی اسی میں ہے کہ ہمیں تنہا نہ چھوڑا جائے میرے نزدیک اس کی سب سے اچھی صورت یہ ہوگی کہ ہر طبیب اس کام میں ہمارا شریک کار ہو جائے اور یہ ٹھان لے کہ اسے بھی اس سلسلہ میں خلوص دل کے ساتھ ہماری امداد و اعانت کرنی ہے۔ سب کا ہمیں علیحدہ ہوتے ہوئے سب کا تجربہ منفرد اور ممتاز۔ مختلف ذہنوں اور تجربوں کا نچوڑ ہی حقیقی سچائی کی جانب ہمیں لے جاسکتا ہے لہٰذا اگر سب اپنے اپنے طور پر ہمارے کام کا بغور مطالعہ کرتے رہیں اسے اپنے اپنے نقطۂ نظر اور زاویہ نگاہ سے سمجھتے جائیں اپنے اپنے علم کی روشنی میں اس کا تجزیہ کرتے رہیں، اپنے تجربہ کی میزان میں تول کر اس کی تصحیح، تصدیق یا تکذیب سے ہمیں آگاہ رکھیں اور وقتاً فوقتاً اس طرح سے ہماری رہبری کرتے رہیں تو مجھے یقین ہے کہ میں اور میرے ساتھیوں جیسے راہنما صرف راہ گیری کے طریق سے ہی واقف ہوتے رہیں گے بلکہ یونانی طب بھی پھر ایک دفعہ ان بلندیوں کو چھو لیگی جنہیں وہ کھو چکی ہے اور جنہیں دوبارہ پالینے کی وہ ایک عرصہ سے آرزومند ہے!

● مجھ میں چلنے کی خواہش پیدا ہوئی ہے اس خواہش کو محسوس کرکے میں نے پہلا قدم اٹھا تو لیا ہے لیکن وہ بہت خفیف ہے اور اس میں بڑا لغزشیں ہیں۔ یہ تصحیح تو مستقبل ہی کرسکتا ہے کام

ہی قوت آسے یا دہ محفوظ رہ جائے لیکن یہ ایک قومی امانت ہوتا ہے اور ایسی میراث نہیں ہوتا جو تحقیق کے ساتھ کسی ایک ہی کی ہو۔ وہ تو سب کا ہوتا ہے اس لئے نہ صرف ہم ہمیشہ احباب سے بلکہ دیگر حاملین طب سے بھی میری یہی درخواست ہے کہ وہ ہمیں غیر کہہ کر چھوڑ نہ دیں بلکہ وہ بھی ہماری اس کد و کاوش میں ہمارا ہاتھ بٹائیں اور خلوص کے ساتھ جس قدر ہماری اعانت فرما سکتے ہوں فرمائیں۔ اس میں سے بہیں کہ یہ ہے تو تمام تر ہمارا اظہار کا کام لیکن ہر ایک معالجات سے متعلق ہے جس طرح کہ کسی ... نہیں معالجات ... کسی ... میں وہ تو سب کی ہے اور سب کے لئے ہوتی ہے۔

پیش قدمیاں

گذرے ہوئے چار سال میں دو امراض سب سے زیادہ ہماری توجہ کا مرکز رہے ہیں ایک تو حمی میعادی اور دوسرے فالج حمی میعادی زیادہ تر اس لئے ہماری توجہ حد سے زیادہ تک اس کے پیچھے مریض بھی آئے تھے ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہوا تھا اور نہیں ... ... (... ... ...) پیدا اندر کر دینے کے قابل تھا۔ فالج ہم سے ... توجہ ... کو توجہ دی تھی ... یہ ایک مرض ہے جس کے متعلق ... زمانی طریقہ علاج مرعوم کو اعتماد ... تھا۔ دوسری کئی بیماریوں سے متعلق دو ہم سے ... ہیں ... علاوہ ازیں فالج کی ... ہی کچھ حمی میعادی جیسی ہی رہ چکی تھی اور ... ایک دفعہ پیل جاتی ہے تو بہت دیر میں زائل ہوتی ہے ... فالج کے مریض بکثرت ہم ہی سے رجوع کرتے تھے۔ ... ہیں حمی میعادی اور فالج سے ایک تو ... دوسرے کثرت شفایابی کی بنا پر ان دونوں بیماریوں سے ... دلچسپی کو سنبھالے رکھا۔

حمی میعادی کے بارے میں یہ نسخہ معمول بہ تھا۔

ھوالشافی

سیرہ موابید ہمراہ جوشاندہ عناب گاؤزبان چھان کر جاکسی
۴ ماسہ ۵ دانہ ۷ ماسہ ۱۳ ماسہ
چھڑک کر پھر چھان کر صبح اور شام

یہ نسخہ بہت قدیم ہے اور نہایت اصولی ہے اس سے تعالیٰ بھی نہایت تسلی بخش پائی گئی ہمارے لئے بھی اس سے شاکی ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی چنانچہ ہم نے بھی اسی کو ملاتبدیلی جاری رکھا ہم نے یہ نسخہ صرف ان حالتوں میں دیا جن کا امتحان وڈال (WIDAL'S TEST) کرالیا گیا تھا اور جس میں اس جدید طریقہ تشخیص سے ٹائیفائڈ ثابت ہو چکا تھا لیکن ہم نے ... ان مریضوں ... شامل ... ہیں ... وڈال کا موقعہ ... ہو اور ... علامات ... میں ... ... علاوہ ... علامات ... سے قائل ... ... اور ... ہر ... سے ان ... آتی ہیں اور ... کبھی کسی امامت میں یہ تمام باتیں نہیں ... کہ ... کو ... کہا جاسکے تو ہم بھی اسے ٹائیفائڈ ... ... حد ... تشخیص سے اس کی توثیق ہو ... اس کے ... وڈال کا امتحان ذریعہ تشخیص ... میں اس کے ... لکھا ہے کہ وڈال ... نہیں ... اگر کسی ... میں علامات ... ہوں اور وڈال منفی ہو تو ... نہیں ... وہ ... ہوسکتا ہے کہ وہ ... ... ہو ... اس کا ... ... زیادہ ... ... اسی ... سے ان حالتوں میں بھی ہم نے مذکورہ بالا ... ... وڈال ... ... ہم نے ان حالتوں ... ... کی ... ... ہم معمولی طریقہ سے ... ... حمی میعادی اور اس سے ملتے جلتے حمیات ... ... نسخہ اگر ... علاجوں سے افضل نہیں ... ہم ... کم ... علاجوں میں سے ایک نہایت اچھا علاج ضرور رہے۔

... ہی اسی نسخہ ... ان میں سے صرف ایک امامت میں نکس واقع ہوا لیکن وہ بھی اسی نسخہ کے جاری رکھنے سے درست ہو گیا ... حمی میعادی کی ایک خصوصیت

ہم نے ضرور نوٹ کی اور وہ یہ تھی کہ ہر پانچ اصابتوں میں سے دو میں بخار طبعی ہو جانے کے بعد یا تو حبوب کستعقہ کی صورت میں چند روز جاری رہا اور تکان یا د آور د بر بخار سے شہرت ہفتہ کے بغیر درست ہوا اور یا بخار کے طبعی ہو جانے کے بعد اجابت کی نوعیت اختیار کرلی اور کبھی تو ملیریا کی جدید دواؤں سے گیا کبھی اس قدیم اور نادر حلول دوا کی ضرورت پیش آئی جس کو کہنے کو تو کوئی ہے لیکن تو بعض صورتوں میں اس قدر مفید ہے اور اسی لئے ہم اس کے استعمال میں دریغ نہیں کرتے کہ اگر علی الاعلان فرمانی قرابادین میں بلکہ سمجھ لی جائے تو کوئی مبالغہ نہیں!

حمی میعادی پر ترقی یافتہ ممالک میں جو تحقیق ہو رہی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس بیماری کے لئے ایسی دوا کی تلاش جاری ہے جو اول تو اس کی مدت گھٹا سکے اور دوسرے اس کے سوا جراثیم کی کوئی ایسی ہیئت بدن میں باقی نہ چھوڑے جس سے بعد میں مضر اثرات مرتب ہو سکیں۔ خمیرہ مروارید والا [illegible] ان مقاصد میں سے پہلے مقصد کو پورا کرتا ہے یا نہیں اس کے متعلق یقین کے ساتھ کچھ کہنے میں ابھی عرصہ لگے گا کیونکہ اس کے لئے ہمیں کیمیاوی طبیعیات [illegible] [illegible] اس کے [illegible] خمیرہ [illegible] کے متعلق اس قدر [illegible] سے تو کچھ مطالعہ کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر یہ مدت مرض گھٹانے پر قادر ہے تو اس کا یہ اثر کبھی نمایاں نہیں ہوا کہ متاثر عیاں ہو [illegible] واقعہ یہ ہے کہ [illegible] کسی اصابت میں مدت میں کوئی خاص [illegible] یا [illegible] ۹ روز [illegible] ۱۲ روز [illegible] ۲۱ روز [illegible] ایک اصابت میں ۳۱ دن رہی۔ [illegible] تو اگر مستقل طور پر رکھا جائے تو اس پر ایک عمومی اصول [illegible] [illegible] اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ متعدد اصابتیں ایسی دنوں میں ختم ہو جاتی ہیں جس سے ممکن ہے کہ [illegible] کے بارے میں یہ نسخہ ضعیف سا کوئی اثر رکھتا ہو۔ شدت میں البتہ ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ شدت گھٹانے کے لئے یہ نسخہ واقعی اکسیر ہے۔ اس کے استعمال سے ۲ روز کے اندر اندر تخفیف اور سکون شروع ہو جاتا ہے کم سے کم اذیت میں اتنا کرب نہیں رہتا جتنا کہ عموماً ان اصابتوں میں دیکھنے میں آتا ہے جو کسی اور نسخہ کے ذریعہ سے درست کی جاتی ہیں۔

اس کے برعکس تلاش کا دوسرا مقصد یعنی پیچیدگیوں [illegible] خمیرہ مروارید والے نسخے نے ہمیشہ اور بلا استثنا پورا کیا۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ تپ میعادی ختم ہو جانے کے بعد ہم نے کسی مریض میں مضر اثرات مابعد دیکھے ہوں۔ ان اثرات مابعد کی فہرست بہت لمبی ہے اور اگر ان میں سے کوئی ایک بیماری اچھی ہو جانے کے بعد پیدا ہوتا تو یقیناً ہمارے مشاہدہ میں آتا لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اب تک صرف ایک اصابت میں ہم نے یہ دیکھا کہ بخار طبعی ہو جانے کے بعد سیلان اور عارضی جنونی کیفیات پیدا ہوئیں لیکن وہ بھی پائیدار نہیں تھیں۔ خمیرہ گاؤزبان عنبری اور عود صلیب والا نسخے سے رفتہ رفتہ ان میں کمی آتی گئی۔ اور ایک ہفتہ میں دونوں کیفیات پورے طور پر رفع ہو گئے۔ خون کی کمی اور معدہ یا آنتوں کی مبہم سی کوئی خرابی ہماری کسی اصابت میں کبھی نہیں دیکھی گئی۔ اور نہ کوئی مریض اسی بیماری کا کوئی دوسرا سلسلہ لیکر دوبارہ کبھی ہم سے رجوع ہوا۔ ہم نے مریض کا پیچھا نہیں کیا (TO FOLLOW THE CASE) لیکن تعاملی کے مہینہ دو مہینے کے اندر اگر کوئی خطرناک پیچیدگی پیدا ہوتی تو ہمیں یقین ہے کہ مریض خود ہم سے رجوع کرتا۔ چونکہ ایسا نہیں ہوا اس لئے اس وقت ہم صرف اس قدر کہنے کے موقف میں ہیں کہ حمی میعادی کے بعد کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خمیرہ مروارید والا نسخہ [illegible] [illegible] [illegible] جب ہمارے تجربات ابھی اس قدر وسیع نہیں کہ یہ ادعا ہم وثوق کے ساتھ کر سکیں تاہم اگر اس بنیاد پر تحقیقات کو جاری رکھا جائے تو وثوق کے ساتھ ثابت ہو سکیگا اور ہماری قطعی رائے ہے کہ اس قسم کے اقدام کی شدید ضرورت ہے۔ یہ ایک اچھی ابتدا ثابت ہوگا۔

مختصر یہ کہ حمی میعادی میں خمیرہ مروارید والا نسخہ (۱) زیادہ سے زیادہ مفید ثابت ہوا ہے (۲) یہ نسخہ مدت مرض پر کوئی نمایاں اثر نہیں رکھتا لیکن (۳) شدت کو ضرور کم کرتا ہے اور (۴) تاحال اندازہ یہ کہتا ہے کہ اگر اس کا استعمال رہے تو اس بخار کے بعد کی پیچیدگیاں پیدا ہی نہیں ہوتیں۔ (باقی آئندہ)

بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۵۶

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۲ [illegible]	[illegible] STRAIN	ہیں	نہیں	کبھی کبھی نہیں	[illegible]	[illegible]

رموز مطب

از
جناب حکیم محمد شبلی صاحب
مددگار طبیب نظامیہ شفاخانہ
وارڈ ۳

فالج

مدیر تحفہ نے آج مجھ سے ایسے مرض کے ریکارڈ کی خواہش کی ہے، جسے یونانی اطبا کچھ زیادہ اہمیت نہیں دیتے، غالباً اس لئے کہ انھیں علاج میں زیادہ دشواری پیش نہیں آتی، اس لئے ہم سب مرض کے تعین کے ساتھ اصول علاج اور معمول کا ریکارڈ اور ان کے فوائد کا بہ نظر غائر مطالعہ یقیناً کسی مفید نتیجہ کا حامل ہوگا۔

زمانہ قدیم سے اس شفاخانہ میں اکثر یہ مسلک رہا کہ منضج و مسہل سے قدیم اصول سے بہت زیادہ مریض صحت یاب ہوتے رہے۔

فالج کے متعدد اور مختلف مریضوں پر علاج منضج مسہل تجربات کی تعیین کے بعد مذکورہ اصول برتنے پر ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ دماغ کے اندر جریان خون کے نتیجہ میں جب فالج ہو اور مریض ... مرحلہ کو عبور کر جائے تو مذکورہ اصول اس کے لئے مژدۂ جانفزا اور پیام صحت ہے۔

جتنے مریض وارڈ میں آئے اب تک ان میں سے ۹۹ فیصدی میں کامیابی دیکھی، رہا ایک مریض تو اس کی مختصر روئداد بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی۔

عمر مریض ... سکونت ... حیدرآباد ... تھا، دفعتاً حملہ ہوا اور بیہوش ہوگئے۔ ہوش آنے کے بعد بات چیت نہیں کر سکتے تھے اور داہنی جانب کا ہاتھ اور پاؤں مفلوج تھا۔ منضج و مسہل سے تدریجاً افاقہ ہوا، یہاں تک کہ ذرا تکلف کے ساتھ چلنے پھرنے اور تندرستوں کے ساتھ باتیں کرنے لگا۔

دو ماہ بعد خانگی حیثیت سے ان کے علاج کا اتفاق ہوا۔ دوبارہ ان کا پاؤں مفلوج ہو گیا تھا۔ بڑی مشقت کے ساتھ ایک بھاری بوجھ دونوں ہاتھ کی مدد سے گھسٹ کر آگے بڑھتے تھے ... گفتگو ... جواب میں مخاطب کی گفتگو کو دہرا دیا کرتے تھے، ضغط الدم ۲۰۰ ... تک بڑھا ہوا تھا۔ میں نے منضج دیا اور دس ... روز کے منضج سے منضج و مسہل دینے کے بعد تدریجی فائدہ شروع ہوا اور لکڑی کے سہارے چلنے کے قابل ہوگئے، بغیر سہارا چلنے میں ایک طرف جھکاؤ کی حالت تھا۔ لیکن چند مہینوں کے بعد میں نے سنا ان کی حالت خراب ہوگئی ہے، تفصیلات کا علم نہ ہو سکا۔

اس روئداد کا مقصد یہ تھا کہ ایک فیصد ناکامی کی پوری تفصیل آپ کے سامنے آجائے۔ اب اس شفاخانہ کا ابتدا سے آج تک کا تحریری ریکارڈ تو اس کے لئے پڑھ سکتا ہے ... وارڈ کے ایک زیر علاج مریض کی سرگذشت پر اکتفا کرتا ہوں کیونکہ یہ مریض اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل جداگانہ اور سابق نتائج سے بالکل برعکس ہے۔

... ٹانگ ... چلنے پھرنے لگا، گفتگو صاف ہوگئی مگر ضغط الدم $\frac{۲۲}{۱۲۵}$ ہوگیا۔ ... ضغط الدم کا علاج کسی منضج و مسہل سے کیا جاتا ہے ... اگر اس مریض کا ضغط الدم (تمدد ومعرد) کا علاج نہ کیا جائے تو میرے خیال میں فالج کے دوسرے حملہ کا اندیشہ ہے۔

نام مریض ۔ سید محمد لطیف ۔ عمر ۵۵ سال ۔ سکونت ... تاریخ داخلہ ۲۲ نومبر ۱۹۵۳ء وارڈ ۳

... پہلے سے مریض کو چکر آ رہا تھا، ایک دن ... بیہوش ہو کر گر پڑے، غالباً دس منٹ تک بیہوش رہے، ہوش آنے پر بایاں ہاتھ اور بایاں پیر مفلوج تھا اور ... گفتگو کا حامل نہیں تھی (یہ واضح رہے کہ مریض داہنے ہاتھ سے کام کرنے کا عادی ہے) تمدد کلورد (تمدد عروق) ۲۲ نومبر کو $\frac{۲۸}{۱۲۰}$ تھا۔

... کے بعد تین دن تک مسلسل دیا جاتا رہا، تیسرے ہی دن ... حرکت آگئی، لیٹ کر پیر اونچا کرنے کے قابل ہوگئے، گفتگو بھی کسی قدر صاف ہوگئی تھی، دو دن کے بعد منضج دیا گیا ... ہوتا رہا، یہاں تک کہ یکم دسمبر ۱۹۵۳ء کو مفلوج ہاتھ میں کافی

حرکت آگئی، ۱۸ر ڈسمبر کو پہلا مسہل دیا گیا، مسہل کے بعد افاقہ کی رفتار تیز ہوگئی، ۱۳ر ڈسمبر ۱۹۵۴ء کو ہاتھ کے ساتھ ساتھ مفلوج ٹانگ میں بھی کافی حرکت ہونے لگی، منضج جاری رہا، ۱۸ر ڈسمبر ۱۹۵۴ء دوسرا مسہل دیا گیا، دوسرے دن آدمی کا سہارا لیکر چلنے کے قابل ہوگئے مگر مفلوج ہاتھ میں صلابت باقی تھی، گلاس پکڑ نہیں سکتے تھے، منضج کا سلسلہ رہا، ۲۶ر ڈسمبر ۱۹۵۴ء کو تیسرا مسہل دیا گیا، ۲۷ر کو گلاس بخوبی پکڑ کر اٹھا سکے اور چلنے پھرنے لگے لیکن لڑکھڑاہٹ کے ساتھ ۳۱ر ڈسمبر تک ٹخنہ میں خدر (سن ہنا) کی شکایت تھی، ۸ر جنوری ۱۹۵۵ء تک مریض بے سہارا معمولی چلنے پھرنے لگے، البتہ گھٹنے میں خفیف درد تھا ۱۰ر جنوری ۱۹۵۵ء کو مریض کے بیان کے مطابق پیچھے میں چھم چھم محسوس کرتا تھا اور کوئی تکلیف نہ تھی، ۱۴ر جنوری ۱۹۵۵ء تک نہ کہیں خدر تھا اور چھم چھم کا احساس۔ اب مریض اچھا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک امر کا اظہار مناسب ہے، وارڈ میں فالج متعدد کے بعض ایسے مریض آئے جن کے حملے کو چھ ماہ گذر چکے تھے ان کو صرف منضج دیا گیا مسہل مطلقاً نہیں دیا گیا اور وہ تندرست و توانا ہو کر وارڈ سے گئے۔

منضج و مسہل کے نسخے لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا طب یونانی کے مبتدی بھی اس سے واقف ہیں۔

یہ بھی فالج کی ایک قسم، یعنی دماغی مرض کے نتیجہ میں واقع ہو تو منضج و مسہل کے اصول سے وارڈ کے نتائج کے لحاظ سے ۹۹ فیصد مریض شفایاب ہوئے۔ لیکن اگر دماغی عروق میں انجماد دم سے فالج ہو تو اس میں جہاں تک میرا ذاتی مطالعہ ہے منضج و مسہل سے کامیابی کم ہوتی ہے، معجون جوگراج گوگل کا استعمال ابھی تجربے کے دور میں ہے، امید افزا نظر آتا ہے۔ ضغط الدم اگر گرا ہوا ہو تو معجون جوگراج گوگل کے ساتھ معجون اذاراقی کا اضافہ سے افاقہ کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔

کیا ورم گردہ میں الکلائیں دینے کا اصول صحیح ہے؟

... سے ماؤف گردے کو مزید نقصان پہنچتا ہے چنانچہ سوڈیم، پوٹاسیم کے بائی کاربونیٹ، سٹریٹ، ایسی ٹیٹ اور لائی ٹارٹریٹ اسی غرض سے دیئے جاتے ہیں کہ ترشی قارورہ متورم گردے کے مزید نقصان کا باعث نہ ہو، اور خون کا قلوی ذخیرہ بھی قائم رہے مزمن ورم گردہ کے علاج کے ضمن میں "سیول سسٹم آف کلینیکل میڈیسن" میں لکھا ہے:

کیلشیم لکٹیٹ اور پوٹاشیم (الکلینیز) کے استعمال سے عارضی طور پر سفیدۃ البول (البیومینوریا) رک جاتی ہے

لیکن ذیل میں ایک دو واقعے درج کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ مذکورہ بالا اصول مزید غور و فکر کا محتاج ہے اور یا افتادہ اصول علاج کو خارت سے دور آپ کی صحیح نظر التفات کی ضرورت ہے، ذیل کی دو مثالوں میں لوروقات (الکلینیز) استعمال کرنے کی بجائے، موجودہ مسلم الثبوت اصول کے برعکس لیمو کا رس بڑی مقدار میں استعمال کرایا گیا، نتیجہ کی تفصیلات سے ظاہر ہوگا کہ حامضیت (Acidosis) کا اندیشہ تو کجا مریض شفایاب ہو گیا۔ ان سے ایک مثال میں بول کیلوسی شروع سے اخیر تک رہا (فائیریا سنگوئینس ہومینس) کا مریض کی صدر میں ان کا یقیناً اس کا سبب نہیں ہو سکا اور نہ عظیم غدد (لو افزائش) اس کا باعث ہو سکتا ہے ہر حال تحقیق و تجربہ کا سلسلہ جاری ہے۔ آب لیمو ورم گردہ کی مختلف صورتوں میں استعمال کرایا جا رہا ہے اس کی بڑی مقداروں سے ورم گردہ کی بعض صورتوں میں خاطر خواہ نتائج حاصل ہوئے، لیکن دوسرے اقسام کا تعین، نوعیت عمل اور نتائج کی تفصیلات کا مطالعہ قبل از وقت ہوگا یہ بھی ممکن ہے کہ آئندہ بڑی مقدار میں لیمو کا رس استعمال کرنے کی بجائے دوسرے ترشی استعمال کر کے بھی منفعت حاصل کی جائے، وارڈ میں گردے کے بعض مریضوں میں ہلدی بھی استعمال کرائی جا رہی ہے، اقدام اسے محلل ورام، مدر بول و طمث بتلاتے ہیں، ورم گردہ کی بعض صورتوں میں نتیجہ نہایت اطمینان بخش رہا۔ بہرحال ہر دو دوا کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تعلیت کے ساتھ کن کن امراض میں اور کس حد تک مفید ہیں دو واقعات البتہ آپ کے سامنے ہیں۔

نمبر ۱: نام مریض — محمد شمس الدین سکونت — متعدپیٹہ
عمر ۵۰ سال تاریخ داخلہ ۲ر ۱۲ر ۵۴ء — تاریخ اخراج ۲۸ر ۱۲ر ۵۴ء
وارڈ نمبر ۳ — مرض — ورم کلیہ مزمن
کیفیت: پیاس زیادہ تھی، پیشاب دن میں دس بارہ بار اور رات کو پانچ چھ مرتبہ آتا تھا۔

شیو [illegible] ۱۹۵۰ء جولائی [illegible] ۱۹۵۰ء میں ڈاکٹر ہمراہ آب میو [illegible] اسپی ایک خوراک صبح ایک شام

۴ ۵۵ء نتیجہ امتحان قارورہ

رطوبت بیضیہ + ± [illegible] امتحان [illegible] فاسفیٹس اور تقلی فاسفیٹس بکثرت، اگزالیٹ کی قلمیں معمولی تعداد میں۔

۴ ۵۵ء [illegible] رات کو دو مرتبہ پیشاب آنے لگا [illegible]

۱۲ ۴ ۵۵ء نتیجہ امتحان قارورہ: رطوبت بیضیہ + [illegible] فاسفیٹس اور تقلی فاسفیٹس بکثرت

۲۱ ۴ ۵۵ء رات کو ایک بار اور دن کو [illegible] پیشاب آ رہا ہے

۲۲ ۴ ۵۵ء نتیجہ امتحان قارورہ: رطوبت بیضیہ خفیف [illegible] ٹرپل فاسفیٹس کثرت سے تقلی فاسفیٹس خفیف مقدار میں۔ کیلشیم اگزالیٹ کی قلمیں معمولی تعداد میں

۲۴ ۴ ۵۵ء دن میں دو تین بار اور رات کو ایک بار پیشاب آتا رہا

۲۵ ۴ ۵۵ء نتیجہ امتحان قارورہ: رطوبت بیضیہ نہیں [illegible] امتحان کوئی غیر طبعی چیز نہیں ملی

۲۸ ۴ ۵۵ء تک رات کو ایک بار اور دن میں دو تین بار پیشاب آتا رہا

قارورہ کے [illegible] [illegible] قارورہ کے فاسفیٹس بھی [illegible] مریض کی [illegible] نکال [illegible] [illegible] اس [illegible] [illegible] [illegible] پیشاب [illegible] [illegible] تجربہ نسخہ کے اثر [illegible] ظاہر کرتا ہے۔

مثال ۲: نام مریض [illegible] [illegible] سکونت [illegible] [illegible]

مریض کو تقریباً دو ماہ سے [illegible] [illegible] پیشاب میں رطوبت بیضیہ تھی [illegible] امتحان [illegible] [illegible] اور کیلشیم اگزالیٹ کی قلمیں تھیں، ایک [illegible] مرض سے دوران میں قارورہ (کاسٹس) کبھی نظر آتے، کمر میں درد رہتا تھا۔

علاج: ۔ ۱۴ جولائی ۱۹۵۴ء ایک ڈاکٹر صاحب سے [illegible] استعمال کیا۔ سودمند ثابت نہ ہوا۔ اس کے بعد سلفو [illegible] کے استعمال کی ہدایت کی۔ اس سے مرض میں اور اضافہ ہو گیا۔ اس کے بعد (calci K) کی گولیاں دیں مگر افاقہ نہ ہوا۔ مریض یونانی اطبا کے پاس رجوع ہوئے۔ ابتدائی تحقیق کے مطابق ان میں سے بعض نے [illegible] [illegible] اور بعض نے قرص کاکج [illegible] [illegible] وغیرہ تجویز کی۔ لیکن پہلے کی طرح یہ سب دوائیں بھی [illegible] [illegible] [illegible] مریض کو اسٹرپٹومائیسین [illegible] اور [illegible] کے نسخہ کو انجکشن دیا گیا۔ دوسرے [illegible] [illegible] ڈائی میسلیں دی گئی اور چند کے دنوں میں ڈائی ہائیڈرو اسٹرپٹومائی سین ایک گرام [illegible] [illegible] دنوں تک دی جاتی [illegible] دوائیں [illegible] [illegible] ہوئیں تو ٹرائی مائی سین کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مگر نتیجہ مایوس کن رہا۔

نتیجہ امتحان قارورہ کی تفصیل [illegible] [illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۵	ں	+ ±	۱۹۲۶	[illegible]	[illegible]	محدود میں
۵		+		[illegible]		
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	+ ±		[illegible]		
[illegible]		+	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
[illegible]	[illegible]	+		[illegible]	[illegible]	-
[illegible]		+ +	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
[illegible]		+				
[illegible]		+	[illegible]	[illegible]		
		± +	[illegible]	[illegible]		[illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] کا علاج شروع ہوا۔

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] گردہ [illegible] [illegible] [illegible] بھر کر [illegible] کی ہدایت کی گئی۔

یہ علاج ۲ اکتوبر ۱۹۵۴ء تک جاری رہا اس اثناء میں قارورہ میں تبدیلیاں کیا ہوئیں، ذیل میں نتائج دیکھئے (سلسلہ کیلئے صفحہ [illegible] ملاحظہ فرمائیے)



نزلہ، زکام، بخار ہو

یا

سر اور داڑھ کے درد

"ایسٹو"

ASTO
TABLETS

کے

چند ہی خوراک

اکسیر کا کام کرتے ہیں!

دو قرص والی پیکٹ ۲ر سکۂ ہند

بارہ " " ۱۲ر "

ایجنسی کے خواہشمند درخواستیں پتہ ذیل پر روانہ کریں

توکل لیبارٹریز لمیٹیڈ حیدرآباد دکن

صداقت نامہ شعبہ تجارب دواخانہ یونانی طبی بورڈ افضل گنج

نام دوا "ایسٹو"

تیار کردہ توکل لیبارٹریز لمیٹیڈ حیدرآباد دکن۔

"ایسٹو"

حلق کے عام التہابات ملاقسام نزلہ زکام داڑھ کا درد سر کا درد اعصابی تھکن

کے لئے مفید اور بہتر ایجاد ہے

ہم عوام سے سفارش کرتے ہیں کہ ملک کی اس مفید اور بہتر ایجاد سے استفادہ کریں

دستخط حکیم محمد اعظم صاحب صدر یونانی طبی بورڈ و رکن بورڈ آف ہیلتھ سرکار عالی حیدرآباد دکن

" حکیم محمد بیت اللہ صاحب پروفیسر نظامیہ طبی کالج و معتمد یونانی طبی بورڈ

" حکیم محمد عبدالحفیظ صاحب میسوری سابق طبیب ممالک محروسہ سرکار عالی رکن "

" حکیم سید عیسیٰ صاحب مدیر تحفہ رکن "

" حکیم سید جعفر حسینی صاحب " "

دو ہزار پانچ سو روپے کے نقد انعامات

معمے، چیستانیں اور پہیلیاں تقریباً ہر زمان اور ہر ملک میں خاص درجہ رکھتی ہیں لیکن اُردو، ہندی اور فارسی میں ان کو بہت اہمیت اور مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ ہندوستان میں بالعموم چھوٹے چھوٹے بچوں کو جس طرح گھر کی بڑی بوڑھیاں مختلف کہانیاں سنا کر اُن کا دل بہلاتی ہیں اسی طرح اکثر ان سے پہیلیاں بھی بوجھواتی ہیں۔

معمہ ہو یا چیستان اور پہیلی یہ ذہانت اور علم و ادب کا جز ہیں۔ اور دراصل ان کا بنیادی مقصد صرف یہ ہے کہ انسان میں ہر ایک معاملہ پر گہرے سوچ بچار کے ساتھ اس کے نتیجہ ٹھیک نتیجے نکالنے کی عادت پیدا ہو۔

چیستان یا پہیلی کو "دو بول" بھی کہتے ہیں۔ اس میں کسی چیز کی ایک یا چند صفتیں اور خاصیتیں بیان کر کے اس چیز کا نام دریافت کیا جاتا ہے اور تفصیل کا انداز ایسا پیش کیا جاتا ہے کہ حل سوچنے والے کو صحیح فیصلہ پر پہنچنے سے پہلے کئی دوسری چیزوں کا گمان ہوتا ہے اور مختلف گمان اسے مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنے دماغ پر زور دے کر اصل جواب معلوم کرے۔ فن معمہ میں بھی کسی چیز کے نام کے حروف یا اعداد کو اس ڈھنگ سے بیان کیا جاتا ہے کہ گہری توجہ اور فکر کے بغیر ان کا سمجھ میں آنا دشوار ہو جاتا ہے۔

بڑی عمر والوں کے لیے پہیلیاں حل کرنا اور ان کی لسیدفنا اتہوں اور جھوٹا مرکب لاعلمیوں کا بہترین علاج ہے۔ پہیلیاں حل کرنے کی عادت سے انسانی قوت فکر کو صحیح رخ اختیار کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ تھوڑی عمر کے بچوں اور طالب علموں کے لیے پہیلیاں حل کرنا زندگی اور دماغی ارتقا کا ذریعہ رکھتا ہے۔ جب ایک بچہ پہیلی حل کرتے وقت کسی نامعلوم چیز کی صفتوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے فکر و خیال کی راہوں میں اس چیز کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس ذیل میں مختلف ہم صفت و ہم شکل چیزوں پر غور کرتے ہوئے پہیلی کے الفاظ و معانی کا حقیقی رشتہ ڈھونڈ نکالنے کی ذہنی جد و جہد کرتا ہے تو اس کے دماغ کے گوشے گوشے میں جلا ہوتی چلی جاتی ہے اور اس کا انداز فکر بتدریج سلجھا اور بہتر ہونے لگتا ہے۔

آپ اپنے علاوہ اپنے گھر کے ہر ایک فرد میں ماہنامہ "ہمدرد صحت" دہلی کی ہمدرد العام پہیلیاں حل کرنے کی عادت پیدا کیجئے۔ ہماری پہیلیاں نہ صرف یہ کہ آپ کا ذہنی و دماغی معیار بلند کرنے میں بے حد مدد دیں گی بلکہ آپ کے لئے معقول مالی نفع کا سبب بھی ثابت ہوں گی۔ ماہنامہ ہمدرد صحت بابت ماہ فروری ۵۵ء میں آپ کے لئے دو ہزار پانچ سو (۲۵۰۰) روپے کے نقد انعامات کی دو پہیلیاں شائع کی جا رہی ہیں۔ آپ معمولی سی توجہ اور فکر سے ان پہیلیوں کا صحیح حل تلاش کر کے انعامات کے حق دار بن سکتے ہیں۔

ہمدرد پہیلی، ہمدرد صحت — لال کنواں، دہلی

فہرست کتب مطبوعات دفتر المسیح حیدرآباد

مع صراحت قیمت

۱) افادہ کبیر — مکمل — طبع ہشتم — جدید مشرح

مکمل بیان میں یہ کلیات کے تمام ابواب پر حاوی ہے

قیمت: پانچ روپے آٹھ آنے (ﻟﻌﺔ) مجلد چھ روپے آٹھ آنے (ﻟﻌﺔ)

۲) افادہ کبیر — مختصر — جدید مشرح — طبع ہفتم

یہ کلیات کی مختصر کتاب ہے جس میں امور طبعیہ کے مبادی مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے

قیمت: چھ روپے (ﻟﻌﺔ) — مجلد سات روپے (ﻟﻌﺔ)

۳) مباحث ضروری (کلیات طب یونانی بصورت سوال و جواب)

قیمت: ایک روپیہ (عہ)

۴) ترجمہ کبیر (شرح اسباب) — طبع سوم — جدید مشرح

علم العلاج (یعنی معالجات) کی جامع کتاب۔ جدید تشریح میں اتنا کام کیا گیا ہے کہ اصل کتاب کی کایا پلٹ گئی ہے۔

مکمل کتاب چار جلدوں میں ہے

قیمت: فی جلد آٹھ روپے (ﻟﻌﺔ) مجلد نو روپے (ﻟﻌﺔ)

۵) بیاض کبیر — طبع ہشتم — تین حصوں میں

دہلی کا مطب (بیاض کبیر حصہ اول) اس میں امراض کے اصول علاج کے ساتھ دہلوی ہدایات درج کی گئی ہیں

قیمت: پانچ روپے (ﻟﻌﺔ) — مجلد چھ روپے (ﻟﻌﺔ)

دہلی کے مرکبات (بیاض کبیر حصہ دوم) یہ ایک مستند قرابادین ہے جس میں ادویہ مرکبہ کے نسخے اور تیاری کی ترکیبیں درج ہیں

قیمت: پانچ روپے (ﻟﻌﺔ) — مجلد چھ روپے (ﻟﻌﺔ)

دہلی کی دواسازی (بیاض کبیر حصہ سوم) اس میں یونانی دواسازی کے اصول و نکات اور اسرار و رموز درج ہیں

قیمت: دو روپے (ﻟﻌﺔ) — مجلد دو روپے چودہ آنے (ﻟﻌﺔ)

تینوں حصے یکجا مجلد تیرہ روپے چودہ آنے

۶) کتاب الادویہ حصہ اول کلیات الادویہ یہ دو اجزا پر مشتمل ہے

(ا) کلیات علم الادویہ — (ب) کلیات علاج

قیمت آٹھ روپے (ﻟﻌﺔ) — مجلد نو روپے (ﻟﻌﺔ)

(۷) کتاب الادویہ حصہ دوم **مخزن مفردات**

اس میں ادویہ مفردہ کے افعال و خواص درج کئے گئے ہیں (زیر طبع)

(۸) تکملہ کتاب الادویہ — ادویہ کی دو تقسیمیں

(ا) بلحاظ افعال — (ب) بلحاظ امراض

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (ﻟﻌﺔ) مجلد دو روپے چھ آنے (ﻟﻌﺔ)

(۹) ضمیمہ کتاب الادویہ — صیدلہ (اصول دواسازی)

دواسازی (بیاض کبیر حصہ سوم) جن حضرات کے پاس ہے انہیں اس کی ضرورت نہیں

قیمت: دو روپے (ﻟﻌﺔ) — مجلد دو روپے چودہ آنے (ﻟﻌﺔ)

(۱۰) رسالہ آتشک و سوزاک (وبال و نکال)

قیمت: ایک روپیہ آٹھ آنے (ﻟﻌﺔ) — مجلد دو روپے چھ آنے (ﻟﻌﺔ)

(۱۱) رسالہ قبض و بواسیر (ناصور و ناسور)

قیمت: ایک روپیہ آٹھ آنے (ﻟﻌﺔ) — مجلد دو روپے چھ آنے (ﻟﻌﺔ)

(۱۲) رسالہ حاشیہ و خامیہ — حمی محرقہ، ٹائیفائیڈ فیور / حمی حصبہ، حمی مالطہ

قیمت بارہ آنے (ﻟﻌﺔ) — مجلد ایک روپیہ آٹھ آنے (ﻟﻌﺔ)

(۱۳) رسالہ جراثیم اور حفظ صحت — دو کتابیں کاملہ میں قیمت ایک روپیہ (ﻟﻌﺔ)

(۱۴) رسالہ جراثیم اور طبیعت — سب کاملہ میں قیمت ایک روپیہ (ﻟﻌﺔ) مجلد

(۱۵) اصول حمیات — بخاروں کا اصول علاج (طبع دوم)

قیمت: دو روپے (ﻟﻌﺔ) — مجلد دو روپے چودہ آنے (ﻟﻌﺔ)

(۱۶) میزان الطب — مع ضمیمہ کشاف قیمت مع ضمیمہ چار روپے (ﻟﻌﺔ)

(۱۷) قانونچہ — اردو ترجمہ قیمت (ﻟﻌﺔ) مجلد (ﻟﻌﺔ)

(۱۸) تشریح صغیر — حصہ اول چار روپے (ﻟﻌﺔ) حصہ دوم چار روپے (ﻟﻌﺔ)

(۱۹) کلیات نفیسی — حصہ اول (ﻟﻌﺔ) حصہ دوم مکمل مجلد (ﻟﻌﺔ)

ملنے کا پتہ

دفتر المسیح بازار نور الامراء حیدرآباد دکن

طبّی اطلاعات

مذاکرۂ علمیہ

حسب اطلاع ماہ گذشتہ [illegible] بمقام [illegible] یونانی طبی بورڈ [illegible] تمام [illegible] زیر صدارت [illegible] حکیم ابوالنصر سید شرف الدین صاحب منعقد [illegible] کی [illegible] تعداد شریک جلسہ ہوئی، عنوان [illegible] تحریک [illegible] صاحب [illegible] میں پیش کیا۔ جناب حکیم [illegible] صاحب نے فرمایا

اس قسم کا اجتماع وقت کی اہم ضرورت ہے اور [illegible] زیادہ منعقد ہونے چاہئیں لیکن [illegible] کے جلسوں میں اگر ان باتوں کا اعادہ ہو جو کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں [illegible] کا [illegible] میں ہو سکتا ہے [illegible] محرقہ کے متعلق [illegible] میں [illegible] نہیں [illegible] کو پیش [illegible] علمہ کے [illegible] تو ان کی وضاحت یا ان کے متعلق کوئی [illegible] طور پر اطبا کو معلوم [illegible] ہو

حکیم صاحب موصوف نے [illegible] اور مبہم مسائل مثال کے طور پر بتلاتے ہوئے فرمایا کہ [illegible] کوئی اگر ان امور پر روشنی ڈالے اور تمام موجودہ [illegible] کا باعث ہوتا۔ اور [illegible] اجتماع مقصد [illegible] کہا [illegible] انہوں نے کہا کہ ابتدا [illegible] میں [illegible] کی ضرورت محسوس کرنے لگے ہیں [illegible] راہ [illegible] رہا ہے [illegible] جو شریک ہونے کی [illegible] زیادہ بہتر معیار پر لا سکیں گے

ان کے بعد جناب حکیم [illegible] صاحب [illegible] صاحب و جناب حکیم محمد [illegible] الدین صاحب وغیرہ کی تقا[illegible] ہوئیں — آئندہ مذاکرہ علمیہ کا جلسہ بتاریخ ۲۰ جنوری ۱۹۵۵ء بوقت [illegible] بجے شام منعقد ہوگا جس کا عنوان [illegible]

[illegible] کہ [illegible] زیادہ سے زیادہ تعداد دس [illegible] گئی [illegible] معلوم ہوا ہے کہ [illegible] یونانی کمیٹی کا [illegible]

انتقال [illegible] آئی ہے

انتقال ہونے والا ہے

[illegible] ہونے [illegible] یونانی [illegible] منتقل کیا جانے والا ہے

[illegible] یونانی [illegible] منتقل کیا جا رہا ہے [illegible] علوم [illegible]

انتقال ہوتے ہوتے رہ گیا

[illegible] ایک [illegible] مسئلہ [illegible] مسئلہ [illegible] تو [illegible]

[illegible] آپ [illegible] کل [illegible] ایڈہاک [illegible] رعایا [illegible] حالات سے ان کو [illegible] سال قبل [illegible] کر دیا گیا تو اب [illegible] یونانی [illegible] دوسری جگہ منتقل [illegible]

پیدا نہیں ہوتا ہم سا کنان نامسہ حکومت کے شکر گذار ہیں کہ اس نے ہماری مانگ کی واجبیت اور دواخانہ یونانی کے مرجوعہ کی کثرت کا خیال فرماتے ہوئے پھر یہ احکام صادر فرمائے کہ جدید دواخانہ الوپیتھک کو جس کا مرجوعہ بہت کم ہے قصبہ نامسہ سے قصبہ نائے گاؤں پر منتقل کر دیا جائے لیکن جوں ہی دوبارہ احکام منتقلی دواخانہ الوپیتھک پر پہنچے تو جناب ویدیہ صاحب کے دوست احباب پھر متحرک ہوئے اور جد و جہد کر کے خاص اثرات کو کام میں لا کر یہ افسران مقتدر سے ملکر احکام التوا لائے اور وہ لوگ اس ملک میں اس دور میں جبکہ بہت مل جل کر رہنے کی ضرورت ہے ہندو مسلم سوال پیدا کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں، اور یہ بتاتے ہیں کہ یہ ہندو کا دواخانہ ہے اور وہ مسلمان کا بہرحال تعجب ہے کہ دو مرتبہ احکام منتقلی صادر ہوئے اور دو مرتبہ بھی تعمیل نہ ہو سکی بلکہ جد و جہد کر کے التوا کے احکام لائے گئے اور کوشش اس بات کی کی جا رہی ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے یونانی کو منتقل کرا دیا جائے اور عوام اس کو ہر قیمت چھوڑنا نہیں چاہتے۔ بہرحال حکومت نے اس دیرینہ کارروائی کو سست ولال میں ڈال رکھا ہے بجائے اس کے جس مقام پر دواخانہ الوپیتھک کو منتقل فرمائے جانے کے احکام صادر ہوئے ہیں یعنی نائے گاؤں وہاں کے مسلمان حصہ کے گاؤں بھی دراصل دواخانہ الوپیتھک کے خواہشمند ہیں اور وہ لوگ دواخانہ یونانی کے خواہشمند نہیں

پس حکومت کے لئے ہر دو مقامات سے حسب خواہش تصفیہ فرمانا آسان ہے امید کہ آپ اس بیان کو اپنے رسالہ میں جگہ دیکر عہدہ داران مقتدر تک سے کہ پہنچائیں گے۔ اس کی ایک کاپی عالی جناب سیکریٹری صاحب ذکن ہو ... کیسی بغرض اشاعت مرسل ہے

شرحد سعد حیدر خاں

انتقال ہو چکا ہے

معلوم ہوا ہے کہ دواخانہ یونانی تعلقہ بھوکر ضلع ناندیڑ کا قصبہ کینی پر منتقل عمل میں آ چکی ہے یہ محض اس بنا پر کہ تعلقہ بھوکر پر ایک جدید الوپیتھی دواخانہ قائم کیا گیا ہے جس کی وجہ سے اس پرانے خادم کو راستے سے ہٹا دیا گیا۔

ہم طب یونانی کو تعزیت دیتے ہیں اور اظہار کی جرأت میں گرسپرش کرتے ہیں، انا للہ و انا الیہ راجعون

دعائے مغفرت

دیہاتوں میں ڈاکٹروں کو شہری ڈاکٹروں کے مقابل میں کم از کم دوسو روپیے یا اس سے زائد بھی اضافہ معاوضہ ادا کیا جائے ورنہ کوئی ڈاکٹر دیہات میں کام کرنے آمادہ نہ ہوگا۔ ورکسی موضع میں تقرر کے تیس سال بعد انہیں کسی بڑے مقام کے دواخانہ پر متعین کیا جائے

(فرمایا مسٹر ... دائرکٹر ... صاحب جاہ ہوم صدر آل حیدرآباد میڈیکل کانفرنس) دیہاتوں اور قصبوں میں طبی امداد اور حفظان صحت کی ضرورت نہایت شدت سے محسوس کی جا رہی ہے شاید یہی وجہ ہے کہ طب یونانی کے دواخانوں کا اضلاع اور شہروں اور تعلقہ جات سے مسلسل انتقال ہو رہا ہے جدا جانے شہریوں اور دیہاتیوں کی جسمانی ساخت میں کیا بنیادی فرق ہے کہ طب یونانی یہاں کے خصوصیاتوں کے لئے ناگزیر سمجھی جا رہی ہے اور الوپیتھی شہروں اور صدر اضلاع کے محلوں کے لئے مختص کر دی گئی ہے لیکن کیا ہم یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ الوپیتھی کیا اس قابل نہیں کہ دیہاتیوں کے علاج کی اہل ثابت نہ ہو سکے۔ یا دیہات اتنے ... دیہاتی ایسے ... ہیں کہ الوپیتھی وہاں سکونت اختیار نہیں کر سکتی، اور نہ ان کے ساتھ رہن سہن گوارا کر سکتی، ہاں اس ... کا اسے معاوضہ چاہیے، جو کم از کم دو سو روپیے ہوں۔

یہ ... معاوضہ گمانستہ
مدیر اچھی سوجھی ایسے ... طب یونانی کے قربانی کے بکرے
کو دیہاتوں اور دیہاتیوں کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھادی
مبارک ہو طب یونانی تجھے ذھن ہونے ہی ہونی تھی، مٹی
کا انتظار تھا اب وہ بھی تجھے نصیب ہو رہی ہے۔
بارہا تو تحم ریزی میں دفن ہوئی، پھر اگی ہے پھلتی ہے
پھولتی ہے، پھر صحت زندگی کے ثمر لاتی ہے۔ دشمن حیات
تیری جڑ کاٹتے ہیں اور تو پھر سرسبز ہو جاتی ہے ہم تیرے
تناسخ کے قائل ہو گئے!

معائنہ

بتاریخ ۲۲ ڈسمبر ۱۹۵۲ء بوقت ۱۱ بجے صبح عالیجناب نواب بہادر یار جنگ بہادر منسٹر طبابت و صحت معہ جناب منسٹری ایل ...

[illegible] صاحب ناظم طبابت وقت جناب ایس ایم رضوی صاحب [illegible] ضلع اورنگ آباد کے ہمراہ دواخانہ یونانی تعلقہ سر [illegible] معائنہ فرمایا۔ تقریباً ۲۰ منٹ تک تفصیلی معائنہ فرماتے رہے [illegible] معائنہ میں مختلف امور سے متعلق طبیب صاحب سے سوالات بھی فرمائیے!

اتفاق کی بات ہے کہ طبیب صاحب رخصت پر ملے آئے ہوئے تھے۔ واپسی پر ادویہ کا مطلوبہ جو دن ساتھ لے گئے تھے۔ بوقت معائنہ دواخانہ میں ادویہ موجود دیکھیں جس کی وجہ ادویہ کی سپلائی کے بہتر انتظام اور حقیقی سبب حال پر بہت گہرا پردہ پڑ گیا۔

ڈائرکٹر صاحب نے مخصوص سے گودام ادویہ تقسیم ادویہ کا مقام، ادویہ کی تقسیم کا طریقہ، رجسٹر مجوعہ کا مشاہدہ فرمایا اتنا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ عہدیداران میں بہ کسدہ مطمئن ہوئے۔

جس کو خدا رکھے اُس کو کون چکھے

تعلقہ بھوکر سے حسب دواخانہ و صدکیسی پر استعمال کر گیا تو وہاں کی رعایا نے فوراً اس کی آرتھی کو سنبھالا۔ نہایت ہی ساں دار جلسہ کیا۔ تعلقہ کے اکثر عہدہ داروں کو مدعو کیا۔ ورجنات کس راؤ صاحب نائب تحصیلدار کے ہاتھوں میں دواخانہ کو بنی رہ گی عطا ہوئی۔ جناب تحصیلدار صاحب کی خاص توجہ و مہربانی سے لوٹ انتقال جان کسی کی شدید تکلیف نہیں ہوئی۔ مستقر رعایا قصبہ کیسی نے اس دواخانہ کا ہاتھ ہی پکڑ لیا کہ جس سے عدم کی اور اس کے ساتھ ساتھ قدرت نے بھی دواخانہ کی بقا کا نہایت ہی مستحکم انتظام کر دیا۔ وہ یہ کہ رعایا نے دواخانہ اور عملہ دواخانہ کے لئے اپنی ذاتی مدد سے تعمیر عمارت کا تہیہ کیا۔ چنانچہ ۲۶ نومبر گزشتہ کو شری گوپال راؤ شاستری دیو صاحب ایم، ایل، اے وعدہ کانگرس ضلع سیکرٹری، شری بی، ایس گاکھرے صاحب ایم ایل اے سے دواخانہ کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس تقریب میں جناب حکیم محمد امین صاحب طبیب دواخانہ، شری ننگا رنڈی صاحب شری گنپت راؤ صاحب تحصیلدار بھوکر نے بھی شرکت کی خالق حقیقی کی بے پایاں عنایت سے امید ہے کہ بہت جلد یہ عمارت تکمیل کو پہونچ جائے گی

دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است۔

گودام ادویہ میں سرقہ

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سررشتہ انڈین میڈیسن کی فارمیسی کے شعبہ گودام میں چوری کی ایک واردات ہوئی ہے سارق پچھلی طرف سے داخل ہوا کھڑکی توڑا اور پھر ایک انچ موٹی سلاخ کو مروڑ کر اندر داخل ہوا۔ چند قیمتی مفردات کو اُکی ان بوں سے نکال کیا اور باقی کو جوں کا توں چھوڑ کر رفو چکر ہو گیا۔ مال مسروقہ کی قیمت کا اندازہ تقریباً ڈیڑھ ہزار بتلایا جاتا ہے۔ اس کی اطلاع پولیس کو بھی دے دی گئی ہے۔

" واہ رے چور تیرے حسن ذوق پر
تو چور ہے یا کیمیا داں معدنی چاندی کے اوراق کی
تیرے نزدیک کیا حقیقت تو تو پارے سے سونا بنا سکتا ہے
سونا بنانا بھی تو چوری ہے مگر کیا ہوا تیرا تو سونا ہی سونا ہے "

تبادلے

حسب ذیل اطبا کے تبادلے عمل میں آئے ہیں

حکیم سید عزیز حسینی صاحب نظارت مجلس طبابت سے دواخانہ مہادیو پور پر ــــ حکیم سید سعید احمد صاحب دواخانہ مہادیو پور سے دواخانہ ماما کنڈور پر ــــ حکیم محمد یوسف صاحب دواخانہ ماما کنڈور سے مددگاری گودام ادویہ پر ــــ حکیم سید علی حسینی صاحب مددگاری گودام ادویہ سے دواخانہ اورنگ آباد پر ــــ حکیم غلام حسین صاحب طبیب دواخانہ اورنگ آباد سے نیوریز حکیم سید محمد لعی صاحب نیوریز طبیب نظارت مجلس طبابت پر حکیم اکرام الدین صاحب صدیقی دواخانہ کنڑ سے دواخانہ منگوارہ پر طبیب صاحب دواخانہ منگوارہ دواخانہ جوکل پر ــــ حکیم نور الحق صاحب دواخانہ جوکل سے دواخانہ کنڑ پر ــــ

مراسلت ــ حیدرآباد میں طب یونانی کو حسن حکمت عملی کے ساتھ "کشتہ" کیا جا رہا تھا اور اس کی یتیمی و بیسری سے جس طور ناجائز فائدہ اٹھایا جا رہا تھا اس کی ایک ہلکی سی کراہ دہلی بھی پہنچ گئی وہاں کی طبی جماعتوں نے بالآخر ہمارے کرب کا احساس کر کے برادرانہ امداد کا ہاتھ بڑھایا ہے آل انڈیا یونانی طبی کانفرنس دہلی نے اطبا دکن کی جملہ مشکلات اور طب پر بیتی ہوئی تمام افتاد کو اکٹھا کیا۔ اور ایک سوال نامہ حکومت حیدرآباد کے پاس بھیجا کہ اس کی تصدیق یا تکذیب ہو جائے اور اگر ہو سکے تو ان ابتدائی مسائل کا امن و آشتی کے ساتھ تصفیہ ہو جائے لیکن اسے کس نظر سے دیکھا گیا؟ معاملات طے ہوئے یا اور ایک پیچ پڑا ان کے سلجھانے میں؟ اسکا [illegible] جواب اس وقت عدم گنجائش کی وجہ نہیں دیا جا سکتا۔ جناب جنرل سکریٹری صاحب آل انڈیا یونانی طبی کانفرنس دہلی میں تمام مراسلت بغرض اشاعت روانہ کیا ہے ہم آئندہ شمارہ میں [illegible]

[illegible] آئندہ شمارہ ضرور ملاحظہ کیجئے! [illegible]



[illegible] یوسف وطنی



مَاءُاللّحمِ طیوری!

مرغ مچھلی تیتر بٹیر سے زیادہ قوت بخش!!

"یوسفیہ کی مرغن بریانی ہے"

اصلی گھی، اسپین کی زعفران، دودھ، دہی، کھوا، بالائی کے ساتھ باریک خالص پھول جیسے
امرتسری چاول نے اسے سہ آتشہ بنادیا ہے

آپ کھاکر تو دیکھئے

اس کا ایک ایک دانہ بدن میں ایک ایک قطرہ خون

پیدا کردے گا



مرغ کی بریانی فی پلیٹ ۱۲ / ، ، ، نصف ، ۶ /
مرغ کا سالن فی پلیٹ عہ ، ، ، نصف ، ۸ /
دم کا مرغ مسلم پلیٹ للعہ ، نصف ، عاں

یوسفیہ ہوٹل اینڈ گولڈ رنگ باؤر بس اسٹانڈ افضل گنج

خود کھائیے۔ اوروں کو کھلائیے۔ مگر بچائیے

(جملہ حقوق محفوظ) قسط دوم

قرابادین دکن

باب الباء

هُوالشافی

برشعثا ابوالبرکات :- افیون ، فلفل سفید ، زعفران ، مر رالمکی ، فرفیون ، عاقرقرحا ، اگر غرقی ، سنبل الطیب ، زرنباد
۵ تولہ ۵ تولہ ۴½ تولہ ۳½ تولہ ۲½ ماشہ ۷½ ماشہ ۴½ ماشہ ۴½ ماشہ ۴½ ماشہ
سلیخہ ، بہمن سفید ، بہمن سرخ ، دروں ملساں ، عسل مصفی
۴½ ماشہ ۴½ ماشہ ۴½ ماشہ ۱ تولہ ۶ تولہ

حسب اصول مقررہ تیار کریں ، مقدار خوراک چھوٹی عمر والوں کو ۳ رتی ، بڑوں کو ۳ رتی تا ۱ ماشہ ۔

فوائد ۔ مرلہ درکام کی خاص دوا ہے ۔ سعال مزمن و سعال نزلی کے لئے حد مفید ہے استسقاء ، اعصابی کمزوری کے لئے بھی مفید ہے (صدر شفاخانہ)

هُوالشافی

بنادق کندری :- درد اسہال معوی اور بچوں کے اسہال کے لئے معمول مطب ۔
ادویہ ، کندر ، اکرمارخ ، افیون ، حب الآس
۴ تولہ ۱ تولہ ۱۰ تولہ ۵ تولہ ۲ تولہ
حسب دستور معروف تیار کریں مقدار حسب رائے طبیب (دواخانہ ...)

هُوالشافی

بنادق البزور :- مثانہ کی جلن ، سوزاک ، گردہ و مثانہ کے زخم ، مرض مثانہ کے لئے معمول مطب
مغز تخم کدو ، مغز تخم خیار ، تخم کاہو ، تخم خشخاش ، تخم کاسنی ، حب الحسک خورد ، ربرہ سفید ، تخم خرفہ
۵ تولہ ۱۰ تولہ ۵ تولہ ۵ تولہ ۸ تولہ ۵ تولہ ۳ تولہ ۵ تولہ
حسب دستور معروف تیار کریں ۔ مقدار ۳ تا ۶ رتی ... (صدر شفاخانہ)

باب التاء

هُوالشافی

تریاق اربعہ :- محلل ریاح اور مدر بول ہے ، زہروں کا تریاقی ہے ، مفتح سدد ہے ، زہریلے اثرات کو زائل کرتا ہے معمول مطب
زراوند گرد ، حب الغار[1] ، جنطیانہ ، مرمکی ، عسل مصفی حسب دستور معروف تیار کریں مقدار ۱ ماشہ
۲۰ تولہ ۲۰ تولہ ۲۰ تولہ ۲۰ تولہ ۳ سیر (صدر شفاخانہ)

---

[1] حب المحلب حب الغار کا بدل ہے بہ نسبت حب الغار کے آسانی سے دستیاب ہوتا ہے ۔

هُوالشافی

تریاق اسنان :۔ سردی سے دانتوں کے درد میں خصوصیت سے مفید ہے۔

[illegible] مستگی، [illegible] ساده، [illegible] سائلہ، افیون، ہر ایک مساوی الوزن

بوقت ضرورت شہد میں گولی بنا کر درد والے دانت میں دبا رکھیں۔ (صدر شفاخانہ)

هُوالشافی

تریاق اصغر :۔ [illegible] کاٹنے کے لئے مفید ہے

[illegible] زعفران، مرکی ہر ایک ڈیڑھ تولہ

[illegible] ضرورت ۲ تا ۶ گولی استعمال کرا سکتے ہیں (صدر شفاخانہ)

هُوالشافی

تریاق اعظم :۔ [illegible] میں مفید و معمول مطب ہے

[illegible]

[illegible] تولہ [illegible] تولہ

[illegible] عرق [illegible] استعمال کرائیں [illegible]

هُوالشافی

تریاق افاعی :۔ [illegible] زہروں کے [illegible] الاثر ہے [illegible] کا خاص تریاق [illegible] کے زمانے میں [illegible] رکھتا ہے

[illegible] ہر ایک ۵ تولہ [illegible] ۳۵ تولہ

[illegible] ایک قاعدہ [illegible] (مخزن المفردات)

هُوالشافی

تریاق اکبر :۔ [illegible] کاٹے [illegible]

[illegible] زعفران، مرکی [illegible]

[illegible] تولہ [illegible] تولہ [illegible]

[illegible]

هُوالشافی

تریاق بحتہ الصوت :۔ [illegible] کے لئے مفید ہے

[illegible] ہر ایک ساڑھے بارہ تولہ۔ تخم حلبہ مغز بادام شیریں ہر ایک [illegible] تولہ [illegible] عرق [illegible] ہر ایک پانچ تولہ عسل والعسل تین سیر [illegible] سات تولہ

[illegible] تولہ [illegible]

هُوالشافی

تریاق بلغم :۔ [illegible] کے لئے [illegible] ہے

[illegible]

[illegible]

بدستور معروف تیار کریں۔ مقدار ۳ ماسہ تا ۱ تولہ۔ حسب ضرورت (ہری یا وطا)

هُوالشّافی

تریاق ثمانیہ :- ریاح کو تحلیل کرتا ہے، زہریلے اثرات کو زائل کرتا ہے، مرگی، رعشہ، لقوہ، فالج اور دیگر عصبی امراض میں بعد تنقیہ (منضج و مسہل) مفید ہے۔

زراوند گرد، حطیانہ، حب الغار (بدل حب المحلب) سلیخہ، دارچینی، قسط تلخ، مرکی، فلفل سفید، ہر ایک پانچ تولہ۔ عسل مصفیٰ ۱۰ تار۔ حسب دستور معروف تیار کریں۔ مقدار ۳ تا ۵ ماسہ (صدر شفاخانہ)

هُوالشّافی

تریاق طین مختوم :- زہریلے مادہ کو بدرقہ سے خارج کرتا ہے، جب زہر کا اثر زائل ہو جاتا ہے تو قے خود بخود بند ہو جاتی ہے۔

گل مختوم، حب الغار، ابرسا، عسل خالص سہ وزن

۶ ماسہ ۶ ماسہ ۶ ماسہ

حسب دستور معروف تیار کریں۔ مقدار ۳ تا ۶ ماسہ

تریاق نزلہ :- کھانسی اور نزلہ حار کے لئے خصوصیت سے مفید ہے۔

اسطوخودوس، گل سرخ، کشنیز خشک، صمغ کتیرا، مرکی، صمغ عربی، ہر ایک سوا تولہ، گل گاؤزبان، حب الآس، نشاستہ، ہر ایک سوا دو تولہ، تخم کاہو، پوست خشخاش، تخم خشک، ہر ایک ساڑھے سات تولہ۔ رب السوس، قند سفید، خشخاش سفید

۱ تولہ ۴ تولہ ۱ تولہ

بدستور معروف تیار کریں۔ مقدار ۶ ماسہ تا ۱ تولہ (ہری اولی)

بابُ الثاء

هُوالشّافی

ثبادریطوس :- دردسر، لقوہ، رعشہ، فالج، ضعف جگر کے لئے مفید ہے

صبر، غاریقون مغربی، اسارون، سقر یاقلی، گل منڈی، ورج ترکی، افتیمون ولایتی، حماما

۸۰ تولہ ۱ تولہ ۲۰ ماسہ ۴۰ ماسہ ۲۰ تولہ ۲ تولہ ۱ تولہ ۱ تولہ

حب بلسان، برنجاسف، فلفل سفید، حطیانہ، اذخر مکی، ریوند چینی، حب بلسان، مصطگی، دارچینی۔

۱ تولہ ۱ تولہ ۱ تولہ ۱ تولہ ۱ تولہ ۱ تولہ ۱ تولہ ۲ تولہ ۲ تولہ

سنبل الطیب، روغن بلسان، زعفران، قند تلخ، عسل مصفیٰ، قند سفید

۲ تولہ ۴۰ تولہ ۶ ماسہ ۵ تولہ ۹۵ تولہ ۴ تولہ

بدستور معروف تیار کریں۔ مقدار ۱ تا ۳ ماسہ (صدر شفاخانہ)

هُوالشّافی

ثبادریطوس جدید :- اس کے اجزا پہلے نسخے کے ہیں۔ لیکن باعتبار عمل یہ قوی ہے۔

صبر زرد، افتیمون، اذخر مکی، اسارون، برگ سداب، قند سفید، ورج ترکی، فلفل سیاہ

۲۵ تولہ ۱۰ تولہ ۵ تولہ ۵ تولہ ۱۲ تولہ ۳ تولہ

وارفلفل ۔ دارشیشعان، روغن زیتون، ریوندچینی، قسط شیریں امریکی، اشق، زنجبیل، شکرسفید
۲۰ تولہ ۱ تولہ ۲ تولہ ۷۰ تولہ ۷۰ تولہ ۷۰ تولہ ۱۰ تولہ ۱۰ تولہ ۲۰ تارہ تولہ

بدستور معروف تیار کریں۔ مقدار ۱ تا ۲ ماسہ (میسرہ)

بابُ الجیم

هُوالشّافی

جوارش اہل :۔ دردِ طمث سے، عسرِ طمث کے لئے نافع ہے۔
اہل، مکطراتیج، تخم کرفس، انیسوں، برگ سداب، برنجاسف، شکرسفید سہ چند ادویہ
تار ۱ تولہ ۱ تولہ ۱۰ تولہ ۱ تولہ ۱۰ تولہ
بدستور معروف تیار کریں۔ مقدار ۶ تا ۹ ماسہ (فتح دروازہ)

هُوالشّافی

جوارش اصل السوس :۔ کھانسی و نزلہ کے لئے مفید ہے
اصل السوس قند سفید بدستور معروف تیار کریں۔ مقدار ۶ ماسہ تا ۱ تولہ
۱ تار ۳ تار (حسینی علم)

هُوالشّافی

جوارش اگر :۔ مقوی معدہ، ہضم طعام ہے، ریاح کو توڑتی ہے۔
اگرعرقی، کستچینی، دانہ ہیل خورد، صمغ عربی، ہر ایک ۳ تولہ زنجبیل، نشاستہ۔ عرق گلاب، کندر
۱۰ تولہ ۲۰ تولہ ۲۰ تولہ ۱ تولہ ۱ آ
مصطگی، زعفران، نبات سفید، آب سادہ
۷ ماسہ ۷ ماسہ ۲ سیر ۱/۲ تار
حسب دستور معروف تیار کریں۔ مقدار ۳ ماسہ تا ۶ ماسہ (بیرون ملدہ)

هُوالشّافی

جوارش انار دانہ :۔ قابض، مقوی معدہ و جگر۔
اگرعرقی، انار دانہ، پودینہ خشک، دارچینی، سعدکوفی، مصطگی، گردسماق، شکرسرخ
۱۰ تولہ ۱ تولہ ۱ تولہ ۵ تولہ ۵ تولہ ۵ تولہ ۱ تولہ ۳ تار
بدستور معروف تیار کریں۔ مقدار ۳ تا ۶ ماسہ (چھکوڑہ)

هوالشّافی

جوارش انبر باریس :۔ معدہ و معا کو قوت دیتی ہے، قابض ہے۔
گل سرخ، کتیرہ خشک، دانہ ہیل خورد، مصطگی، طباشیر، درونج، پوست ترنج، ساذج ہندی
۱ تولہ ۱ تولہ ۹ ماسہ ۹ ماسہ ۹ ماسہ ۹ ماسہ ۹ ماسہ ۹ ماسہ
صندل سفید، پودینہ خشک، انبر باریس، مربہ ی قند سفید سہ وزن۔ بدستور معروف تیار کریں
۹ ماسہ ۹ ماسہ ۴ عدد ۲ تولہ مقدار ۳ تا ۶ ماسہ [illegible]

نفسیات

پروفیسر دجوانی

بوڑھا مرنا نہیں چاہتا

(ایک تمثیلچہ)

ایک بوڑھا ناتوانی و ماندگی کے عالم میں چارپائی پر دراز ہے اور اس کے سرہانے ایک سیاہ فام پرچھائیں ایستادہ ہے۔ دونوں میں گفتگو ہوتی ہے۔

بوڑھا۔ میں بڑی مصیبت میں گرفتار ہوں مزید تکلیف برداشت نہیں کر سکتا

پرچھائیں۔ کوئی پرواہ کی بات نہیں گھبراتے کیوں ہو، تم بہت جلد مر جاؤ گے

بوڑھا۔ کیا تم میرا علاج کر سکتے ہو۔؟

پرچھائیں علاج تو نہیں البتہ میں تمہیں مرنے میں مدد دے سکتا ہوں۔

بوڑھا لیکن میں تو مرنا نہیں چاہتا۔

پرچھائیں۔ میں نے کہہ تو دیا کہ میں تمہاری مدد کروں گا اور تم دیکھو گے کہ مرنے میں کوئی تکلیف نہ ہو گی۔

بوڑھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم ایک آدم کش ہو اور چاہتے ہو کہ مجھے موت کے گھاٹ اتار دو دیکھو صاحب یہاں سے چلے جاؤ ورنہ

- میں ابھی اپنی بیوی بچوں کو بلاتا ہوں کہ مجھے تمہارے چنگل سے رہا کر دیں۔

پرچھائیں تمہاری بیوی بچے نہ تو تمہاری پکار کا جواب دیں گے اور نہ ہی وہ اس کمرے میں آ سکیں گے۔

بوڑھا۔ کیوں وہ میری پکار کا جواب نہ دیں گے؟

پرچھائیں۔ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ میں اس جگہ ہوں۔

بوڑھا تمہیں مجھ سے کیا عداوت ہے؟ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ تم مجھے کیوں مار ڈالنا چاہتے ہو!

(اس کے بعد بوڑھا بلند آواز سے پکارتا ہے کہ میری فریاد کو پہنچو، میری مدد کرو، مجھے مار دینا چاہتے ہیں)

پرچھائیں۔ کیوں شور مچاتے ہو؟ میں تم سے کہتا ہوں کہ مرنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی، میں تمہاری مدد کروں گا کہ تم چین اور راحت کے ساتھ مر جاؤ

بوڑھا۔ کیا تم کوئی طبیب ہو؟

پرچھائیں میں تمام دردوں کا علاج کرتا ہوں اور سبھی تکلیفوں کو دور کرتا ہوں۔ بھروسہ رکھو کہ میں تمہارا دوست ہوں۔

بوڑھا۔ میرا کوئی دوست نہیں۔ میرے تمام دوست مر چکے ہیں۔

پرچھائیں تم غلط سمجھتے ہو۔ میں تمہارا دوست ہوں ورنہ تنہا ہو

بوڑھا۔ تم کون ہو؟ اور کس لئے تم اپنا تعارف نہیں کراتے؟

پرچھائیں کیا تم خود نہیں سمجھتے کہ میں کون ہوں۔؟

بوڑھا۔ تم کون ہو؟ میں سمجھنے سے قاصر ہوں

پرچھائیں کیا تیس سال پہلے تم مجھ سے نہیں ملے تھے۔

بوڑھا۔ جب تم کو دیکھا ہی نہیں تو تم سے ملاقات کیسے کرتا۔

پرچھائیں۔ ٹھیک ہے کہ تم نے مجھے دیکھا نہیں لیکن مجھ سے ملے تو ہو؟

بوڑھا۔ یہ بات نہیں۔ بلکہ میں نے تمہاری آواز بھی نہیں سنی۔

پرچھائیں تم نہیں چاہتے کہ میری آواز سنو۔ لیکن تمہارے جسم کے تمام ذرات اور خلیات جانتے ہیں کہ میں کیا کہتا ہوں وہ سمجھتے ہیں کہ میرا مطلب کیا ہے، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ تمہاری موت تمہارے سر پر کھڑی ہے۔

بوڑھا۔ آخر تم نے نہیں بتایا کہ تم ہو کون اور مجھ سے کس طرح کہتے ہو کہ مجھے مر جانا چاہیئے۔

پرچھائیں میرا نام موت ہے ہاں میں تمہاری موت ہوں!!

بوڑھا۔ (پرچھائیں پر حیرت میں ڈوبی ہوئی نگاہ ڈالتے ہوئے تعجب انگیز لہجہ میں پوچھتا ہے) اچھا کیا تم ہی موت ہو؟

[illegible] یاد نہیں ہوں کہ ہم فوت ہو گئے

کیوں نہ — میں اچھی طرح دیکھتا ہوں کہ تم زندہ ہو اور حیات رکھتے ہو۔

پرچھائیں۔ یہ تو بخوبی روشن ہے کہ میں زندہ ہوں نہ صرف حیات رکھتا ہوں بلکہ میں کبھی مرتا نہیں

بوڑھا۔ دسخت لہو میں میرے سامنے سے دفع ہو جا۔

پرچھائیں۔ جاتا ہوں مگر یاد رکھ تجھے بھی میرے ساتھ ضرور آنا پڑے گا

بوڑھا۔ میں تیرے ساتھ کہاں آؤں

پرچھائیں۔ تجھے میرے ساتھ دوسری دنیا میں آنا ہوگا کیوں کہ وہ دنیا ہماری اصلی جگہ ہے

بوڑھا۔ میں تیرے ساتھ نہیں آتا کیونکہ مجھے ڈر لگتا ہے

پرچھائیں۔ تجھے خوف کس چیز کا ہے۔

بوڑھا۔ میں موت سے ڈرتا ہوں

پرچھائیں۔ پھر تو نے بحث شروع کر دی میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تیری موت میں ہوں کیا تو مجھ سے جو اس جگہ کھڑا ہوا ہوں خوف کھاتا ہے؟

بوڑھا۔ نہیں میں تجھ سے نہیں ڈرتا

پرچھائیں۔ بہت خوب پھر اٹھ ہم چلیں

بوڑھا۔ میں نے جو بہت سے گناہ کیے ہیں آخر ان کا کیا ہوگا؟

پرچھائیں۔ گناہ کا وجود اس وقت تک ہے جب تک کہ انسان زندہ ہے اور جب انسان مر جاتا ہے تو گناہ بھی نابود ہو جاتا اور اپنا وجود کھو دیتا ہے

بوڑھا۔ یہ تو تیری باتیں ہیں لیکن جاننا چاہیئے کہ خدا کیا کہتا ہے؟ اور اس خصوص میں اس کا کیا خیال ہے؟

پرچھائیں۔ خدا کا خیال اس بارے میں تیرے اپنے خیال کے مطابق ہے

بوڑھا۔ لیکن کیا خدا مجھ سے بازپرس نہیں کرے گا؟ اور میرا فیصلہ نہیں کرے گا؟

پرچھائیں۔ تو ہی اپنے سے بازپرس کرے گا اور تو ہی اپنا فیصلہ کرے گا کیا تو اپنے آپ سے وحشت رکھتا ہے

بوڑھا۔ میں اپنے سے وحشت نہیں رکھتا لیکن میں دوسری دنیا کی تمام چیزوں سے خوف کھاتا ہوں۔

پ۔ دوسرے تجھے کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے کیونکہ ان کا ہاتھ تجھ تک نہیں پہنچتا۔

ب۔ دوسری دنیا میں جہاں تو مجھے لے جانا چاہتا ہے کس قسم کے لوگ ہیں اور ہم کیسے لوگوں کو دیکھیں گے؟

پ۔ کوئی شخص وہاں نہیں ہے۔

ب۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں وہاں اکیلا رہوں گا آخر میں تنہائی میں وہاں کیا کروں گا۔

پ۔ پہلے تو تو وہاں تنہا نہ ہوگا میں جو تیرے ساتھ ہمیشہ رہوں گا دوسرے یہ کہ اس دنیا میں تجھے کوئی کام نہ کرنا پڑے گا۔ کیونکہ وہ کام کرنے کی جگہ نہیں ہے

ب۔ پھر تو اس دنیا میں کس طرح زندگی گزاروں گا؟ میری زندگی کیسے بسر ہوگی؟ اور میں اپنی زندگی کے وسائل کو کیونکر فراہم کروں گا؟

پ۔ تجھے دوسری دنیا میں کھانے پینے، پہننے اوڑھنے کی حاجت اور رہنے سہنے کے لیے مکان کی ضرورت نہ ہوگی۔ کیونکہ وہاں کبھی بھوکا پیاسا نہ ہوگا اور کسی وقت بھی تجھے گرمی سردی کا احساس نہ ہوگا اور اس دنیا میں برف و باراں اور سورج نہیں کہ تو مکان کا محتاج ہو۔

ب۔ پھر تو میں اس دنیا میں کس کام کا ہوں اور میرا وہاں کیا مقصد ہوگا؟

پ۔ تیرا مقصد اس دنیا میں یہ ہے کہ تیرا وجود جاودانی ہے

ب۔ کیا میں کسی مقصد کے لیے زندہ رہ سکتا ہوں؟

پ۔ یہ مقصد اتنا اہم [illegible] دیکھا ہے کہ تو جاوداں اور ہر جا رہ سکتا ہے زماں و مکاں کی قید سے آزاد زمین و آسمان کی حدود سے باہر۔

ب۔ تیری یہ باتیں سن کر مجھے خیال ہوتا ہے کہ تیرے ساتھ اس دنیا میں جانا برا نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ میں اپنے ساتھ کچھ زاد و سامان رکھ لوں۔

پ۔ میں نے تو تجھ سے کہہ دیا کہ اس دنیا میں تجھے کسی چیز کی حاجت نہیں۔ تجھے اپنے ساتھ کوئی چیز لینے کی ضرورت نہیں ہے

ب۔ کیمی کے حصوں کے بارے میں تجھے کچھ معلوم ہے؟

پ۔ کون سے حصوں کے بارے میں تو گفتگو کر رہا ہے

ت۔ اُس کمپنی کے متعلق کہہ رہا ہوں جو شہر کے مرکز میں واقع ہے
ب۔ ایک اطلاع کے مطابق، جو مجھے ملی ہے، تیرا حصہ ترقی کر گیا ہے
اور تجھے تین ہزار ڈالر منافع ملا ہے۔
ب۔ (ہنستے ہوئے) انسان اس خبر کو سن کر خوش ہوتا ہے۔
ب یہ بات تو ہے۔ جن لوگوں کے نقصان سے تو نے نفع کمایا ہے
وہ اس خبر کو سن کر رنجیدہ ہوتے ہیں، ان کا بھی تو خیال کر،
ب تو نے ابھی کہا کہ دوسری دنیا میں میرے سوا کوئی اور نہیں ہوگا
جو مجھ سے باز پرس کرے، کیا یہ صحیح نہیں ہے۔
ب۔ ہاں ۔ ایسا ہی ہے
ت۔ میرا خیال ہے کہ میرے چھوٹے گناہوں کی ان اہمیت نہیں
ہے کہ میں خود سے باز پرس کروں۔
ت بیشک چھوٹے گناہ قابل گرفت و توجہ نہیں ہیں۔
ت لیکن اگر میں نے کوئی بڑا گناہ کیا ہو تو میں نے کیا ہوگا۔
ب۔ کونسا بڑا گناہ تجھ سے سرزد ہوا ہے؟
ت مثال کے طور پر اگر میں نے کسی کو قتل کر دیا ہو تو اس صورت
میں مجھے کیا کرنا ہوگا؟
ب۔ اس صورت میں بھی تجھے خود سے باز پرس اور فیصلہ کرنا ہوگا
ت۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ اس بڑے گناہ کے لئے کس قسم کی
سزا مجھے اپنے بارے میں دینی ہوگی
ب میں اب سمجھ سے ہوں کہ ۔ ۔ ۔ ہے میں کونسا ۔ ۔ ۔
تجویز کرے گا۔ تو سزا خود ہی تجھ ۔ ۔ ۔ ۔ ے گا
ت جب تو دوسروں کی تلاش میں جاتا ہے تو کیا کرتا ہے؟
ت میں دوسروں کی تلاش میں نہیں جاتا اور ان سے مجھے
کوئی سروکار نہیں۔
ت۔ عجب بات ہے ۔ ۔ تو پھر میری ہی تلاش میں تو آیا ہے
اور مجھ سے پہلے دوسروں کے گھر نہیں گیا؟
ت۔ ہاں میں صرف تیری ہی تلاش میں آیا ہوں اور اس سے پہلے
کسی کے گھر نہیں گیا اور اس کے بعد بھی کسی کے گھر نہیں جاؤں گا
اس لئے کہ ہر شخص کی موت اسی سے مخصوص ہے اور دوسروں
سے تعلق نہیں رکھتی، جیسے کہ سرچہرہ اور رخسار تجھ سے
تعلق رکھتے ہیں اور دوسرا کوئی ان میں شریک نہیں ہے ۔
دیر ہو گئی۔ اُٹھ آ، ہم چلیں۔

ب۔ میں تیرے ساتھ نہیں آسکتا کیونکہ میں ۔ ۔ ۔ ۔
گھبرایا ہوا ہوں۔
ب۔ کیا تو سونے سے گھبراتا ہے؟
ت۔ نہیں سونے سے میں ڈرتا نہیں۔ کیوں کہ میں جانتا
ہوں کہ بیدار ہو جاؤں گا۔
ب۔ موت بھی تیری بیداری کی طرح ہے
ت ہاں لوگ یہی کہتے ہیں۔ لیکن عملی طور پر ایسا نہیں ہے۔
ب فرض کر کہ تو بیدار نہ ہوا۔ ایسا ہی سوتا رہا۔ تو کیا سونے
سے تو ڈرتا ہے اور نیند کے عالم میں تکلیف و رنج کا احساس
کرتا ہے؟
ت۔ میں جانتا ہوں کہ تیری یہ باتیں حقیقت سے دور کا بھی
لگاؤ نہیں رکھتیں۔ مرنے میں اور سونے یا بیدار ہونے
میں فرق ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ
مجھے کہاں جانا ہوگا میں وہاں ہمیشہ رہوں گا۔ اور اپنے کو
پہچان بھی سکوں گا یا نہیں؟
ت تو ہر جگہ ۔ ہے گا یعنی جس جگہ کا تو تصور و خیال کرے گا
وہیں موجود ہوگا ۔ یقینی طور پر تو اپنے کو پہچان بھی لیگا
یعنی جس وقت تو چاہے اپنے کو پہچان سکتا ہے اس کے
علاوہ میں ہمیشہ تیرے ساتھ رہوں گا
ب ۔ کہتا ہے کہ میں ہر جگہ رہوں گا۔
ب۔ بیشک تو ہر جگہ ایسے ہی ہوگا جیسے کہ بجلی کی لہر ہر جگہ
ہے اور میں بھی ہمیشہ تیرے ساتھ زندہ رہوں گا اس لئے
کہ تجھ میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ تو میں ہے ا ۔ میں تو
ت تیری یہ باتیں سمجھ میں کچھ نہیں آتیں۔
ب گھبرا نہیں بہت جلد تو ان باتوں کا مطلب سمجھ جائے گا
ت۔ تو کیوں مجھ سے ایسی باتیں کہتا ہے جن کو میں سمجھ نہیں سکتا
کیا تو ایسی باتیں نہیں کر سکتا جو میری سمجھ میں آسانی سے آجائیں
ب۔ اس وقت تو میری باتیں سمجھ نہیں سکتا۔ لیکن جب تو
میرے ساتھ آئے گا۔ تو میری باتوں کو سمجھ لے گا۔ جیسے تو
چار سال کا بچہ تھا تو کیا ان باتوں کو سمجھ سکتا تھا۔ جن کو
تو نے چالیس سال کی عمر میں سن کر سمجھا تھا۔؟
ب تو جو کچھ مجھ سے گفتگو کر رہا ہے۔ کیا اس کو خود سمجھتا ہے

بے شک، ورنہ میں یہ باتیں میں تجھ سے نہیں کہتا۔

ب۔ تیرے پاس ایسا کیا ہنر ہے کہ تو ان باتوں کو سمجھ لیتا ہے۔ حالانکہ میں سمجھ نہیں پاتا

پ۔ میں اپنی ان باتوں کو سمجھ لیتا ہوں کیونکہ میں ہر جگہ ہوں۔ تو بھی جب لبسری طرح ہو جائے گا تو تمام چیزیں تیری سمجھ میں آجائیں گی۔

ب۔ کیا میں اب ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتا۔

پ۔ نہیں [illegible] تک [illegible] جان میں ہے ایسی چیزیں نہیں سمجھ سکتا۔

ب۔ لیکن میں اس جسم میں [illegible] اور اس جسم سے آزاد ہونا نہیں چاہتا۔

پ۔ تجھے اس خیال کو دور کر دینا چاہیے کیونکہ اب عنقریب تو اس جسم کو چھوڑ دے گا۔

ب۔ کیا مجھے اس جسم کو [illegible] چھوڑنا پڑے گا

پ۔ [illegible] تک [illegible] دکھ درد میں [illegible] ہوگا [illegible] جسم چھوڑنا چاہیے دوسری دنیا [illegible] اس جگہ نہیں ہے [illegible] جسم جا کر [illegible] سکے

ب۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ تو پھر [illegible] کرے اور مجھے مہلت دے سکے؟

پ۔ [illegible] اور مجھ میں [illegible] دے [illegible] میں وہاں تجھے [illegible] سکتا

ب۔ تو نہیں سمجھتا کہ میں تم سے [illegible] ہوں [illegible] اپنے جسم سے [illegible] تعلق رکھتا [illegible] ہاتھ سے [illegible] میں دیا جاتا [illegible] دیکھو جیسے کے بعد میرا دل کہتا ہے کہ یہ میرا کتا ہوگا۔ ایسے [illegible] دروازہ کو کھٹکھٹا رہا ہے اور کمرہ میں آکر مجھے دیکھنا چاہتا ہے۔ [illegible] دروازہ کھول دے [illegible] اندر آ جائے

پ۔ اگر میں دروازہ کھول بھی دوں تو تیرا کتا کمرے میں نہ آسکے گا خود ہی اس کی نگاہ مجھ پر پڑے گی وہ واپس ہو جائے گا

ب۔ (کمزور آواز کے ساتھ اپنے کتے کو پکارتا اور کہتا ہے) میں سمجھتا ہوں کہ دروازہ کھل گیا اور کتا اپنے پنجے سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو سکے گا۔

(چند لمحوں میں کتا اپنے پنجے سے دروازہ کھول کر کمرہ میں داخل ہو جاتا اور چند قدم آگے بڑھتا ہے۔ لیکن جوں ہی اس کی نظر پرچھائیں پر پڑتی ہے چپ چاپ پلٹ جاتا اور سر جھکائے دم دبائے دروازہ سے باہر نکل جاتا ہے)

ب۔ میرا خیال ہے کہ میرا کتا ڈر گیا ہے۔

پ۔ ہاں وہ مجھے دیکھ کر وحشت زدہ ہو گیا۔

ب۔ کیا کتے بھی [illegible] دیکھتے ہیں؟

پ۔ [illegible] دیکھ [illegible] اس جگہ سے کوچ کر جاتا ہے۔

ب۔ جب [illegible] کمرہ میں وارد ہوا تو کہاں سے ہوتے ہوئے آیا؟

پ۔ میں [illegible] کمرہ سے ہوتے ہوئے [illegible]

ب۔ [illegible] کچھ [illegible] دیکھا؟

پ۔ ہاں میں نے [illegible] دیکھا

ب۔ میں تجھ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کیا کر رہے تھے یا وہ کمرے سے [illegible] تھے؟

پ۔ [illegible]

ب۔ وہ کس کام میں مشغول تھے؟

پ۔ [illegible] کھا رہے تھے

ب۔ [illegible] کس قسم کا تھا؟

پ۔ ان کی غذا [illegible] بکری کا گوشت اور مچھلی تھی

ب۔ واقعی وہ لذیذ غذائیں کھا رہے تھے کیونکہ میں نے ایک بہترین بارہ سنگھا چھوڑا ہے جو کہ ان میں سے ہر ایک کا [illegible] گفتگو کر رہے تھے؟

پ۔ [illegible] گفتگو [illegible] البتہ [illegible] بیٹی کی موت سے گفتگو کی

ب۔ (کسی قدر تعجب کے ساتھ) میری بیٹی کی موت سے تو نے گفتگو کی؟ لیکن میری بیٹی تو میری نظروں ہے

پ۔ تیری بیٹی ٹھیک ہے۔ لیکن اس کی موت کمرہ میں حاضر ہے میں نے اسی سے باتیں کیں کیونکہ ہم جو افراد کی موت ہیں جس وقت آپس میں ملتے ہیں تو تھوڑی سی باتیں کر لیتے ہیں

ب۔ میری بیٹی کی موت نے تجھ سے کیا کہا؟

پ۔ اس نے کہا کہ تیری بیٹی اس دنیا میں زیادہ دن تک نہیں رہے گی زیادہ سے زیادہ آئندہ چھ ماہ تک یہاں سے کوچ کر جائے گی۔

ب۔ کیا وہ بیمار ہے؟ اگر بیمار ہے تو اس کا مرض کیا ہے؟

پ۔ اس کے دائیں پستان کے نیچے سرطان نکل آیا ہے

یہی اس کی موت کا سبب ہوگا

ب۔ کیا وہ اپنے اس مرض سے آگاہ نہیں ہے؟

پ۔ نہیں . وہ گمان کرتی ہے کہ معمولی سا ورم ہے اور بہت جلد زائل ہو جائیگا۔

ب۔ اس کا معالج طبیب کیا کہتا ہے، کیا وہ اس کا علاج کرسکتا ہے؟

ب۔ اس کا معالج ملین دوائیں اور گرم حمام تجویز کرتا ہے۔

ب۔ بہر حال میری لڑکی کو خبر کردینا چاہیئے کہ وہ کس خطرناک مرض میں مبتلا ہے۔ تاکہ اُسے بھی ایسا مرض معلوم ہو جائے اور اس کی روک تھام کی کوشش کرسکے

ب لاکھ اس کو خبر کرو وہ نہیں سمجھے گی۔ اور اسکی طرف توجہ نہیں دیگی کیونکہ اُسے دوسری باتیں جاننا ضروری ہے۔

ب۔ کم از کم اس کے معالج کو تو اطلاع کردو تاکہ وہ علاج سے آگاہ کردے

پ۔ "مومیں" ہرگز طبیبوں سے گفتگو نہیں کرتیں اور ان سے ربط و تعلق نہیں رکھتیں۔

ب۔ تم کس لیے طبیبوں سے نہیں ملتے؟

پ۔ اس لئے کہ طبیب لوگ، بجائے اس کے کہ اپنے کو جانیں ہم سے سروکار رکھتے ہیں اور ہم ہرگز ان سے نہیں ملتے ہیں اور کوئی چیز ان کو نہیں سکھاتے۔ کیونکہ اس صورت میں ہم اپنا ہی نقصان کریں گے۔

ب۔ کیا سرطان کی بیماری قابل علاج نہیں ہے؟

پ۔ کیوں نہیں یہ مرض قابل علاج ہے اور آئندہ تین سال تک طبیب اس کا علاج دریافت کرسکیں گے۔

ب۔ تو اس وقت کوئی مریض سرطان سے نہیں مرے گا؟

پ۔ ہاں کوئی شخص سرطان سے نہیں مرا بلکہ زمانہ کا دستور ہے کہ کوچ کا سبب بن جاتا ہے جیسا کہ تجھے اب نہ تو سرطان کا مرض ہے اور نہ کوئی اور بیماری۔ لیکن اسکے باوجود تجھے مرنا ہی پڑ رہا ہے

ب۔ میں اگر مرجاؤں تو پھر بھی ایک چیز ہے کیونکہ میں قریب اسی سال کا ہوں۔ لیکن میری بیٹی ۴۵ سال سے زیادہ عمر کی نہیں ابھی وہ جوان ہے یہ بڑا ہی ظلم ہے کہ جوان لوگ بھی بوڑھوں کی طرح مرجائیں۔ اس صورت میں کیا ہم یہ کہنے میں حق بجانب نہیں ہیں کہ انصاف موجود

نہیں ہے؟

پ۔ تو غلط سمجھتا ہے ... اس جہاں میں ایک چیز ہے جو انصاف سے بھی بلند و برتر ہے۔

ب۔ تو یہ کیا کہہ رہا ہے؟ انصاف سے بالاتر کون ہے؟

پ۔ تو جب تک اس دنیا میں ہے۔ عدالت و انصاف کا خیال کرتا ہے۔ جب تو اس جہاں سے رحلت کرجائے گا تو چند ایسی چیزوں کو سمجھ جائے گا کہ جو عدالت کو تیری نگاہوں میں حقیر ثابت کردیں گی۔

ب۔ مجھے نہیں معلوم کہ میرے گھر والوں نے مجھے تنہا کیوں چھوڑ دیا ہے اور کوئی بھی میرے پاس نہیں آتا۔

ب۔ جب انسان مرجاتا ہے تو ہمیشہ تنہا ہوتا ہے اور کوئی شخص اس کے ساتھ نہیں ہوتا۔

ب۔ کیا میرے گھر والوں نے تجھے کھانے کے کمرہ میں دیکھا؟

پ۔ وہ لوگ جو کھانے کے کمرے میں بیٹھے ہیں مجھے نہیں دیکھتے کیونکہ کوئی بھی مجھے کھانے کے کمرے میں تلاش نہیں کرتا جو لوگ میری تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ قبرستان میں میرے پیچھے آتے ہیں اور اس بات سے بے خبر ہیں کہ میں قبرستان میں بھی نہیں ہوں۔ کیونکہ میں لعشوں کی وجہ سے اچھا نہیں لگتا ہوں اور لوگ ابھی تک یہی سمجھے ہیں کہ موت نعش کے علاوہ کوئی چیز ہے

ب۔ میرا عقیدہ ہے کہ اگر اطبا اور خصوصی معالجین میرا معائنہ کریں تو ممکن ہے کہ میں زندہ رہوں۔

ب۔ پھر تو غلط فہمی میں پڑگیا۔ تمام کو مرنا پڑے گا۔ یہاں تک کہ وہی اطبا اور خصوصی معالجین بھی انہی بیماریوں میں سے کسی ایک بیماری سے جن کے علاج کا وہ دعوی کرتے ہیں مرجاتے ہیں

ب۔ اگر وہ یہاں آکر مجھے دیکھیں تو ممکن ہے کہ چند دنوں تک مجھے زندہ رکھیں گے۔

پ۔ تیری سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ چند روز تو زندہ رہے گا۔ اسمیں تیرا نقصان ہے۔ تیرا فائدہ اسی میں ہے کہ جتنا جلد ہو تو مرجائے تاکہ تمام چیزیں تیری سمجھ میں آجائیں۔

ب۔ تو پھر میں اور کوئی آمید نہ رکھوں؟

پ۔ تو اب بہت بڑی چیز کا امیدوار ہے اور وہ زندگی جاوداں

[illegible] اور مجھے خوف دامنگیر ہے۔ کہ وہ مجھے سزا دے گا۔

پ۔ خدا سے سزا کی توقع نہ رکھو کیونکہ وہ اس سے بہت بلند و بالا ہستی ہے۔

ب۔ اس کے باوجود میں ڈر رہا ہوں کہ کہیں [illegible]

پ۔ تو اُسے نہیں دیکھے گا کیونکہ کوئی شخص خدا کو نہیں دیکھ سکتا۔

ب۔ تو کیا تو بھی اُسے نہیں دیکھ [illegible]؟

پ۔ نہیں میں بھی اُسے نہیں دیکھتا کیونکہ ہم تمام [illegible] کے وجود [illegible] ہم [illegible] دیکھ سکتے

ب۔ (اضطراب [illegible] عالم میں) [illegible] جاتا ہے مجھے [illegible]

پ۔ گھبراؤ نہیں، میں تجھے [illegible] نہیں چھوڑوں گا

ب۔ [illegible]

پ۔ [illegible]

ب۔ قریب ہے کہ میرا دل اپنی دھڑکن [illegible] ہے۔

پ۔ اُسے اپنی حرکت بند کر دینے دے، تجھے اب دل کی ضرورت نہ ہوگی

ب۔ (آہ گرم کے ساتھ) آہ میں مرا جاتا ہوں۔

پ۔ ہاں ہاں تو مر رہا ہے اور تجھے مرنا ہی چاہیے کیونکہ تو پیدا ہوا ہے مرنے کے لئے جیسے کہ دو عدد کی جمع کا منطقی نتیجہ بڑھاؤ اور دو عدد کی تفریق کا نتیجہ گھٹاؤ ہے۔ یعنی پیدائش کا منطقی نتیجہ بھی موت ہے

ب۔ ([illegible] کرتا ہے۔ سر کو تکیہ سے کسی قدر اونچا کرتا ہے [illegible] اور روح کا پرندہ قفس عنصری کو چھوڑ کر پرواز کر رہا ہے)

[illegible]

[illegible]

فہرست ادویہ مرکبہ

دواخانہ یونانی طبی بورڈ افضل گنج حیدرآباد دکن

الف

قیمت	خواص و ترکیب استعمال	نام ادویہ
فی شیشی ۱۰ر	درد سر، درد کمر، سردی کی کھانسی ۔ لہر رکاوٹ اور پھوڑے پھنسیوں کے لئے فوری تسکین ۔ نیم گرم مالش کرکے سینکیں ۔	ارسطو بام
خوراک ۱ر شیشی ۸ر	قبض کشا، فوری موثر، خوش ذائقہ مسہل ہے جو بلا مروڑ اور تکلیف کے دست لاتا ہے ، ایک خوراک سوتے وقت ٹھنڈے یا نیم گرم پانی سے ۔ بعد اسکے دس گھنٹے بعد دوا لیں	ارسطو جلاب
شیشی ۸ر	سوء ہضم، ریح، ریاح ، درد شکم، تبخیر، دردوسرل، کھٹی ڈکار، متلی، قے، وغیرہ کے لئے اکسیر ہے ایک دو خوراک ہی میں اس کا اثر معلوم ہوتا ہے بہترین خوش ذائقہ چورن ہے ۔ ۱ تا ۳ ماشے بعد غذا پانی سے یا ملا لیں	ارسطو چورن
فی شیشی ۱۲ر	اگزیما، داد، اور ہر قسم کے زخموں اور پھنسیوں پر سیلانی خارش ذکیری دواہے صرف ایک دو مرتبہ لگانے سے آرام محسوس ہونے لگتاہے ۔ یاد رہے یہ صرف بیرونی استعمال کی دوا ہے ۔ احتیاط سے رکھی جائے ۔ روئی کی پھریری سے مقام ماؤف پر دن میں دو مرتبہ لگائیں ۔	ارسطو روغن
فی شیشی ۸ر	دانتوں کو چمکا دیتاہے پیپ اور خون کا دافع ، دانتوں کو مضبوط کرتا ہے ۔ دانتوں کو مثل موتی کی طرح آبدار بناتا ہے ۔ مسوڑوں کو مضبوط کرتا ہے	ارسطو منجن
فی شیشی ۸ر	ہر قسم کے پھوڑے پھنسیوں کے لئے بہترین مرہم ہے ۔ ہر قسم کی خارش کے لئے بے نظیر ہے ۔ زخموں کو بھرتا ہے گلٹیوں کو تحلیل کرتا ہے ۔ تھوڑا سا مرہم مقام ماؤف پر لگا کر پٹی باندھیں	ارسطو مرہم
	سر میں ڈالنے کے لئے خاص طبی اصول سے تیار کیا گیا ہے ۔ بالوں کے لئے لاجواب تیل ہے ۔ آنکھوں کی	ارسطو [illegible]

	بصارت کو قوی کرتا ہے۔ دماغی کام کرنے والے اصحاب کے لئے نعمت ہے۔ گرتے بالوں کو روکتا ہے۔ بالوں کو سیاہ چمکدار بناتا ہے۔ عورتوں کے حسن کو دوبالا کرتا ہے۔ لطیف خوشبودار	فی شیشی عہ
اطریفل اسطوخودوس	دماغ ومعدہ کو فضلات سے پاک کرتا ہے۔ امراض بلغمی وسوداوی کے لئے اکسیر ہے۔ مسلسل استعمال سے بالوں کی سیاہی قائم رہتی ہے۔ ۵ ماشہ سے ۱ تولہ تک رات کو سوتے وقت استعمال کریں۔ ترش اشیاء سے پرہیز رکھیں۔	فی تار [illegible] تولہ ۱ر۲ر
اطریفل افتیمون	مقوی دماغ امراض [illegible] ہمراہ عرق [illegible] استعمال کریں	فی تار [illegible] تولہ [illegible]
اطریفل [illegible]	مقوی دماغ [illegible] رات کو سوتے وقت [illegible] سے استعمال کریں	فی تار [illegible]
اطریفل [illegible]	[illegible] ہمراہ عرق [illegible] استعمال کریں	فی تار [illegible]
اطریفل [illegible]	[illegible] امراض کے لئے مفید ہے آتشک کی گرمی [illegible] نہایت ہی [illegible] ہے۔ ۵ ماشہ سے ۱ تولہ تک صبح کو ہمراہ عرق [illegible] استعمال کریں۔	فی تار [illegible] تولہ ۱ر
اطریفل [illegible]	بواسیر کے لئے مفید ہے۔ قبض [illegible] دفع کرتا ہے [illegible] بواسیر کے لئے مفید ہے۔ ۵ ماشہ سے ۱ تولہ تک ہمراہ پانی استعمال کریں۔	فی تار [illegible] تولہ ۱ر۲ر
[illegible]	مقوی [illegible] حافظہ کو قوی کرتا ہے [illegible] معدہ کو [illegible] بصارت کی حفاظت کرتا ہے۔	فی تار [illegible] تولہ ۳ر
اطریفل [illegible]	دماغ ومعدہ کو قوت دیتا ہے [illegible] بواسیر کے لئے مفید ہے [illegible] معدہ کو قوت دیتا ہے۔ ۵ ماشہ صبح اور رات کو سوتے وقت استعمال کریں۔	فی تار [illegible] تولہ ۲ر
اطریفل [illegible]	[illegible] امراض کے لئے جو تبخیر معدہ کی وجہ سے ہوں مفید ہے [illegible] کو کم کرتا ہے بواسیر کو نافع ہے۔ ۱ تولہ رات سوتے وقت ہمراہ عرق گاؤزبان [illegible] تولہ یا پانی سے استعمال کریں۔	فی تار [illegible] تولہ ۱ر
اطریفل [illegible]	معدہ کو قوی کرتا ہے، دماغ کو قوت پہنچاتا ہے [illegible] مفید ہے ۱ تولہ ہمراہ عرق گاؤزبان [illegible] تولہ استعمال کریں	فی تار [illegible] تولہ ۱ر

[illegible]	فساد خون کے امراض کے لئے مفید ہے ۔ ۷ ماشہ رات میں سوتے وقت ہمراہ عرق مصفی اعظم یا پانی سے استعمال کریں ۔	فی تار ہ ۱۲ تولہ ۱۲ /
[illegible]	یہ ایسے امعال و عوارض میں الطرہ ہائے کبیر کے مشابہ ہے ۔ صبح ۷ ماشہ ہمراہ عرق بادیان (۲) تولے استعمال کریں	فی تار ۱۲ تولہ ۲ /
[illegible]	[illegible] ہے ۔ معدہ کو قوت دیتی ہے ۔ [illegible] کو زیادہ کرتی ہے [illegible] اور [illegible] طبعی [illegible] معدہ [illegible] ہمراہ عرق ماشہ صبح [illegible] تولے استعمال کریں	فی تار ۵ تولہ ۵ /
[illegible]	مقوی معدہ و جمع [illegible] ہے ۔ [illegible] کے لئے مجرب مفید ہے ۔ ۵ تا ۹ ماشہ ہمراہ [illegible] استعمال کریں	فی تار ۱۲ تولہ ۱ /
[illegible]	یہ قوی الضرر اعضاء رئیسہ تمام اقسام مالیخولیا [illegible] کے لئے بہت ہی نافع ہے ۔ خفقان و [illegible] کرتی ہے ۔ [illegible] معدہ [illegible] ۷ ماشہ تا ۹ ماشہ ہمراہ [illegible] یا گاؤ زبان استعمال کریں ۔	فی تار ۱۲ تولہ ۱۲
[illegible]	مالیخولیا میں طبعی سوداوی [illegible] کے لئے [illegible] مفید ہے ۔ [illegible] رات کو سوتے وقت ہمراہ عرق گلاب یا [illegible] استعمال کریں	فی تولہ ۲ /
[illegible]	دماغ اور معدہ کو فضلات سے پاک کرتا ہے ۔ [illegible] زائل کرتا ہے [illegible] معدہ ہے ۔	فی تولہ ۲ /
	:(ب):	
برشعثا ابوالبرکات	مرکز اعصاب پر محدود اثر ڈال کر [illegible] اور معدہ و جگر کے درد کو تسکین دیتا ہے ۔ [illegible] تا تیز اعصاب کی گرمی مو دحس کو اعتدال پر لا کر مالیخولیا کو مفید ہی ہے ۔ نزلہ زکام کی [illegible] استعمال مرض [illegible] کی کھانسی میں ازبس مفید ہے ۔ استرخاء ، فالج ، [illegible] کے لئے مفید ہے نزلہ زکام میں خیرہ [illegible] عناب والا ۳ ماشہ میں ملا کر استعمال کریں ، قولنج اور درد معدہ وغیرہ میں نیم گرم پانی کے ساتھ یا عرق بادیان کے ساتھ ۔ ۱۱ سے ۱۵ سال تک ۴ رتی ۔ زیادہ عمر والوں کے لئے ۳ رتی تا ۱ ماشہ	فی تولہ عالی
[illegible]	اس کے فوائد مثل برشعثا ابوالبرکات کے ہیں لیکن یہ قوت میں کم ہے ۔ ترکیب استعمال ۔ مثل برشعثا ابوالبرکات مقدار ۱۱ تا ۱۵ سال ۴ رتی ۱۱ ماشہ زیادہ عمر والوں کو ۱ تا ۳ ماشے	فی تار ۱۲ تولہ ۲ /

	...ہے۔ آنکھ کی سرخی اور جلن و سوزش کو تسکین دیتا ہے۔ ...طرح لگائیں۔	فی تولہ ۵
ت:		
تریاق اربعہ	مرگی، فالج اور سرد طبعی امراض میں مفید ہے۔ ریاح کو خارج کرتا ہے۔ جگر و طحال کی اصلاح کرتا ہے۔ بچھو اور دیگر زہریلے جانوروں کے زہر کے لئے تریاق ہے۔ نزلہ زکام کے لئے فائدہ مند ہے۔ دل و دماغ کو قوت دیتا ہے۔ ۱ تا ۳ ماشے ہمراہ نیم گرم پانی یا مدرقہ مناسب کے ساتھ۔	فی تولہ ۸/
تریاق ارسطو	یہ بھی نہایت ہی زود اثر تریاق ہے۔ ریاح کو توڑتا ہے۔ بھوک لگاتا ہے معدہ کو قوت دیتا ہے ہر قسم کے دردوں کے لئے مسکن ہے۔ متلی، قے، دست، اور ہیضہ میں بالخصوص مفید ہے۔ ۴۔ رتی ہمراہ عرق بادیان چھ تولہ۔	فی تولہ ۸/۵
تریاق الامراض	دواخانہ ہذا کی خاص ایجاد ہے۔ جو دردِ سر، کان کے درد، دردِ شکم، ہیضہ، قے، متلی، اسہال اور رحم وغیرہ کے لئے تریاق ہے۔ سفر کا بہترین ساتھی۔	فی تولہ ۵
تریاق اوجاع جدید	اعصابی درد، دردِ سر، دردِ کمر، دردِ ایام ماہواری، وجع المفاصل، عرق النسا، النقرس کے لئے بیحد مفید ۱ ماشہ ہمراہ چائے یا پانی استعمال کریں۔	فی تولہ ۸/
تریاق البواسیر	دواخانہ ہذا کی نئی ایجاد۔ ریح البواسیر، بواسیر کو بھی۔ سر امراض جگر کے لئے بیحد مفید ہے۔	فی شیشی ۵
تریاق ثمانیہ	ریاح کو تحلیل کرتا ہے۔ قولنج کو نافع ہے۔ دافع لقوہ، رعشہ، صرع، ہر جگہ سموم کے لئے تریاق ہے۔ چار ماشے ہمراہ عرق بادیان استعمال کریں۔	فی تولہ ۲/
تریاق رحم	مقوی رحم، مدر طمث، مسکن وردِ رحم ہے۔ رحم کی جملہ خرابیوں کو دور کرتا ہے۔ سیلان الرحم میں خصوصیت سے مفید ہے۔ دو ماشہ ہمراہ عرق بادیان بارہ تولے استعمال کریں۔	فی تار ۵ فی تولہ ۲/
تریاق خ...	دواخانہ ہذا کی یگانہ ایجاد ہے۔ ہائی بلڈ پریشر یعنی خون کے دباؤ کا مرض بہت ہی عام ہو گیا ہے۔ عوام کی صحت پر اس کا بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔ اس موذی مرض سے نجات دلانے کے لئے لاثانی دوا ہے۔ اس سے کلاہ گردہ کا فعل معتدل ہو جاتا ہے۔ نظام عصبی خصوصاً اعصاب ... کے افعال کو درست کرتا ہے۔ نیز جنون مالیخولیا، اختناق الرحم، ہسٹیریا کے دوالی کے لئے بیحد مفید	فی شیشی ۱۰/

تریاق نزلہ	کھانسی، نزلہ میں مفید ہے۔ صبح یا رات سوتے وقت سات ماشے [illegible] بارہ تولہ شربت خشخاش دو تولہ استعمال کریں	

ش

شیادریطوس	درد سر، لقوہ، رعشہ، فالج، ضعف جگر کیلئے مفید ہے۔ ایک تا ۳ ماشے استعمال کریں	[illegible]

ج

جوارش آملہ	معدہ اور دل کو قوت دیتی ہے۔ دل و جگر کی غیر معمولی حرارت کو کم کرتی ہے۔ اسہال صفراوی کو روکتی ہے تبخیر کے لئے مفید ہے۔ ۱۰ ماشہ ہمراہ عرق گاؤ زبان ۱۲ تولہ استعمال کریں	فی تولہ [illegible]
جوارش آملہ عنبری	قلب و معدہ کو قوت دیتی ہے۔ اسہال صفراوی کو روکتی ہے۔ تبخیر کے لئے نافع ہے۔ چھ ماشے ہمراہ بدرقہ مناسب	فی تولہ [illegible]
جوارش انارین	قوی معدہ، بھوک، اسہال صفراوی کو روکتی ہے۔ متلی اور قے کے لئے مفید ہے۔ حرارت کو تسکین دیتی ہے۔ ۵ ماشے ہمراہ بدرقہ مناسب	فی تولہ [illegible]
جوارش اسقف	معدہ اور آنتوں سے بلغم غلیظ کو نکالتی ہے۔ بواسیر ریحی کو زائل کرتی ہے۔ کولنج اور کمر کے درد کو تسکین دیتی ہے قولنج کے لئے خصوصیت سے مفید ہے۔ سات ماشے ہمراہ عرق پودینہ ۵ تولہ استعمال کریں۔ بطور مسہل ۱ تا ۲ تولہ ہمراہ نیم گرم آب	فی تولہ عہ [illegible]
جوارش بسباسہ	معدہ کی برودت کو زائل کرتی ہے۔ ریح البواسیر کے لئے ازحد مفید ہے۔ قوی معدہ، مشتہی، ہاضم طعام ہے نافع ہے۔ ریاحی دردوں کے لئے نہایت مفید ہے۔ قوی اعصاب و باہ ہے۔ صبح و شام بعد غذا سات ماشے استعمال کریں۔	فی تولہ [illegible]
جوارش لعل	قوی باہ، ہاضم، کاسر ریاح ہے۔ پانچ ماشے ہمراہ بدرقہ مناسب صبح و شام استعمال کریں	فی تولہ [illegible]
جوارش پودینہ	دستوں کو روکتی ہے، متلی، قے وغیرہ کے لئے مفید ہے۔ ۳ تا ۷ ماشے ہمراہ عرق پودینہ استعمال کریں	[illegible]
جوارش ترنج	ریاح کو تحلیل کرتی ہے۔ معدہ کو قوت دیتی ہے۔ معدہ سے بدبو دور کرتی ہے، ہاضم، قوی معدہ و دافع [illegible] ہے۔ سات ماشے ہمراہ عرق بادیان بارہ تولہ استعمال کریں	[illegible]
جوارش [illegible]	دل جگر معدہ کو قوت دیتی ہے۔ اشتہا پیدا کرتی ہے۔ صفراوی دستوں اور قے کو روکتی ہے [illegible]	[illegible]

[illegible]	۔۔۔ کو قوت دیتا ہے۔ درد کمر کو زائل کرتا ہے۔ قبض توڑتی ہے۔ ۔۔۔ پیدا کرتا ہے۔ جلی کھانسی کے لئے مفید ہے۔ پیشاب کی زیادتی کو زائل کرتی ہے۔ گردہ و مثانہ کو فضلات سے پاک کرتی ہے۔ ریح البواسیر کے لئے مفید ہے۔ بالخصوص معدہ کو قوی کرتی ہے۔ منہ کی بدبو کو دور کرتی ہے۔ ۶ ماشہ یا ایک تولہ ہمراہ عرق بادیان یا پانی سے استعمال کریں	فی تولہ ۴/
[illegible]	مقوی معدہ و جگر مقوی گردہ و مثانہ باہ، دردِ سر کھانسی کثرت بول کے لئے مفید ہے	فی تار ۱۲ فی تولہ ۳/
جوارش [illegible]	نزلہ دماغی کے لئے بیحد مفید ہے۔ مقوی باہ و اعصاب ہے ہاضم طعام و کاسر ریاح ہے عام ریکی درد کو مفید ہے۔ مقوی معدہ و جگر ہے۔ سات ماشے ہمراہ پانی یا عرق بادیان بارہ تولہ	فی تولہ ۳/
جوارش [illegible]	ہاضم طعام ہے، مقوی معدہ ہے رنگ کو نکھارتی ہے منہ کی بدبو کو زائل کرتی ہے، قوت معدہ وضعف ہضم میں خصوصیت سے مفید ہے۔ سات ماشے ہمراہ عرق بادیان دس تولہ استعمال کریں	فی تولہ ۴/ فی تار ۱۲
جوارش [illegible]	مقوی معدہ ہاضم ہے تعاب کو دور کرتی ہے، قوت معدہ کے لئے لاثانی دوا ہے ۶ ماشے ہمراہ عرق بادیان صبح استعمال کریں۔	فی تار ۱۲ تولہ ۴/
جوارش [illegible]	محلل ریاح، ہاضم ۔۔۔ ۔۔۔ ماشے ہمراہ پانی استعمال کریں	فی تولہ ۱/
جوارش [illegible]	۔۔۔ و استسقاء میں خصوصیت سے مفید ہے۔ غذا ہضم کرتی ہے بھوک لگاتی ہے، متلی و قے کو روکتی ہے۔ مقوی جگر ہے، ۶ ماشے تا ۱ تولہ ہمراہ عرق بادیان یا ۔۔۔ استعمال کریں	فی تار ۱۲ تولہ ۲/
جوارش [illegible]	آلات تناسل کو قوی کرتی ہے قوت باہ بڑھاتی ہے مقوی گردہ و جگر ہے ۔۔۔ میں مفید ہے سات ماشے تا ایک تولہ ہمراہ پانی صبح و شام استعمال کریں	فی تار ۱۲ تولہ ۲/
جوارش [illegible]	۔۔۔ کو قوت دیتی ہے، معدہ کی اصلاح کرتی ہے۔ بلغمی اور سوداوی امراض، زیادتی پیشاب، دردِ سر، بلغمی کھانسی اور نقرس کو مفید ہے، کاسر ریاح ہے معدہ و جگر گردہ، مثانہ، دماغ کو قوت دیتی ہے۔ مادہ تولید پیدا کرتی ہے، مقوی اعصاب ہے۔ ۵ ماشے جوارش ۔۔۔ عرق مناسب کے ساتھ استعمال کریں۔	فی تار ۱۲ فی تولہ ۸/
[illegible]	مقوی باہ و گردہ و اعضاء رئیسہ، مقوی اعصاب، کاسر ریاح، سنگ گردہ و مثانہ کے لئے بیحد مفید ہے۔ پیشاب کی کثرت کو روکتی ہے گردہ کو قوت دیتی ہے، حافظہ کو قوت دیتی ہے۔	فی تولہ ۱۲/

جوارش [illegible]	کاسر ریاح، ہاضم، تبخیر کے لئے مفید ہے۔ ضعف معدہ بارد اور تمام [illegible] ہے۔ ۲ ماشے ہمراہ عرق گاؤزبان ۱۰ تولہ استعمال کریں۔	
جوارش شاہی	دل و دماغ کو قوت دیتی ہے۔ وحشت و پریشان خیالی اور خفقان کو زائل کرتی ہے۔ قبض رفع کرتی ہے۔ فرحت بخشتی ہے۔ ۵ ماشے ہمراہ عرق گاؤزبان ۱۰ تولہ صبح بہار استعمال کریں۔	[illegible]
جوارش [illegible]	غذا کو ہضم کرتا ہے۔ بھوک لگاتی ہے۔ بلغمی و صفراوی رطوبتوں کو زائل کرتی ہے۔ امراض معدہ میں خصوصیت سے مفید ہے۔ ۲ ماشے ہمراہ عرق گاؤزبان ۱۰ تولے استعمال کریں	فی تولہ [illegible]
جوارش [illegible]	معدہ کی خرابی کو دور کرتی ہے۔ کمزوری کو زائل کرتی ہے۔ اشتہا پیدا کرتی ہے۔ غذا ہضم کرتی ہے۔ ۲ ماشے ہمراہ عرق بادیان ۱۰ تولہ پانی کے ساتھ استعمال کریں	فی تولہ [illegible]
جوارش [illegible]	دل و دماغ کو قوت دیتی ہے۔ معدہ کو قوی کرتی ہے۔ تبخیر کو زائل کرتی ہے۔ ۵ ماشے ہمراہ عرق گاؤزبان ۱۰ تولہ استعمال کریں	فی تولہ [illegible]
جوارش [illegible]	معدہ کو قوت دیتی ہے۔ بھوک لگاتی ہے۔ قبض رفع کرتی ہے۔ ۲ ماشے ہمراہ عرق بادیان ۵ تولے عرق کو ۵ تولے استعمال کریں	فی تولہ [illegible]
جوارش [illegible]	چوتھیا بخار (حمی ربع) کو زائل کرتی ہے۔ معدہ کو قوت دیتی ہے۔ ریاح تحلیل کرنے اور معدہ کے درد جگر کے عوارضات کو رفع کرنے میں خصوصیت سے مفید ہے۔ ۳ ماشے ہمراہ شیرہ بادیان و عرق کو و عرق بادیان استعمال کریں	فی تولہ [illegible]
جوارش [illegible]	معدہ کو قوت دیتی ہے۔ ریح البواسیر کو زائل کرتی ہے۔ رنگ کو نکھارتی ہے۔ استرخاء معدہ میں خصوصیت سے مفید ہے۔ ۲ ماشے ہمراہ پانی یا عرق بادیان استعمال کریں	فی تولہ [illegible]
جوارش [illegible]	برودت معدہ کو زائل کرتی ہے۔ ہچکی کو روکتی ہے، کاسر ریاح ہے۔ درد شکم اور سوء ہضم کے لئے مفید ہے۔	[illegible]
جوارش [illegible]	درد معدہ اور قولنج ریحی کو نافع ہے۔ دافع قبض ہے کاسر ریاح و مقوی معدہ ہے [illegible] ۷ ماشے تا ۱ تولہ ہمراہ عرق بادیان	

[illegible]	ہے ۔ ۵ ماشے ہمراہ عرق بادیان استعمال کریں ۔	فی تارہ ۱۲ / تولہ ۲ /
[illegible]	...ل کرتی ہے ، منہ سے رال بہنے کو روکتی ہے ۔ زیر حزمن اسہال بلغمی ... کثرت بول اور خفقان کے لئے نافع ہے ۔ ۵ ماشے تا ۱ تولہ ہمراہ پانی یا عرق بادیان استعمال کریں	فی تارہ ۱۲ / تولہ ۲ /
[illegible]	...سریاح ، تبخیر کو دافع ، ہاضم ، مقوی معدہ و جگر ۔ ۵ ماشے یا ایک تولہ ہمراہ عرق بادیان یا پانی استعمال کریں	فی شیشہ ۱۲ / تولہ ۲ /
[illegible]	سوداوی امراض آتشک ، وجع المفاصل ، عرق النساء کے لئے مفید ہے ، اختلاج قلب و توحش جو سوداوی تبخیر کی وجہ سے ہو اس میں فائدہ دیتا ہے ۔ ۲ چاول ملتی میں رکھ کر استعمال کریں استعمال سے قبل طبیب سے مشورہ کرنا نہایت ضروری ہے ۔	فی تولہ ۱۲ / ماشہ ۱۲ /
[illegible]	بلغمی امراض کو زائل کرتا ہے ، استسقاء اور معدہ کی کمزوری کو زائل کرتا ہے ۔ قوت باہ بڑھاتا ہے تقویت باہ کے لئے ۲ چاول یا ہمراہ لبوب کبیر استعمال کریں ۔	فی تولہ ۱۲ / ماشہ ۱۲ /
	:(ح):	
[illegible]	آتشک کے بدبودار زخم ، خراش اور دوسری تکلیفیں دور کرنے میں اکسیر ہے ۔ ایک ایک گولی صبح و شام بالائی دہی ، تودہ میں یا منقی میں رکھ کر استعمال کریں	فی درجن ۱۲ /
[illegible]	ہر قسم کے بخاروں کے لئے مفید ہے ۔ خصوصاً دماغی ، موسمی بخاروں میں بے حد مفید ہے ۔ ایک ایک گولی دن میں ۳ مرتبہ ہمراہ پانی یا بدرقہ مناسب استعمال کریں	فی درجن ۳ /
[illegible]	طاقت مردانہ کی خاص دوا ہے پیرانہ سالی کے ضعف کو دور کرتی ہے ۔ عالم پیری میں لطف شباب حاصل ہوتا ہے ۔ ایک ایک گولی صبح شام استعمال کریں	فی درجن ۱۲ /
[illegible]	اختناق الرحم کے دوروں اور اعصابی تشنج کو مفید ہے ۔ ایک ایک گولی صبح و شام ہمراہ پانی یا بدرقہ مناسب استعمال کریں ۔	فی درجن ۳ /
[illegible]	ہر قسم کے درد ، درد کمر ، درد سینہ ، درد قلب ، کھانسی ، ایام ماہواری کے درد کے لئے مفید ہے ایک ایک گولی صبح و شام استعمال کریں ۔	فی درجن ۶ /

حب [illegible]	امراض رحم، ایام ماہواری کا درد [illegible] دوپہر شام ہمراہ پانی ایک ایک گولی۔	
حب [illegible]	مصلح معدہ، بچوں کے دانتوں کے لئے مفید، مقوی، مفرح، بیشمار فوائد کے حامل ہیں۔ صبح دوپہر شام ایک ایک گولی ہمراہ پانی۔ بچوں کو ماں کے دودھ میں گھول کر دیں۔	[illegible]
حب ایارج	فالج لقوہ، رعشہ، استرخاء، سکتہ، مالیخولیا میں مفید ہے، مخرج اخلاط غلیظہ و مقوی دماغ، دافع دردِ سر ہے۔ امراض چشم میں مفید ہے۔ چار تا نو گولی ہمراہ عرق گاؤزبان استعمال کریں	فی درجن ۳ر
حب [illegible]	خشک کھانسی و خشونت صدر میں مفید ہے۔ دو دو گولی منہ میں گھولیں	فی درجن ۲ر
حب [illegible]	ملیریا کی اکسیری دوا ہے۔ نیز بلغمی و تری بخاروں میں بیحد مفید ہے۔ جگر و معدہ کی اصلاح کرتی ہے۔ صبح دوپہر شام ایک ایک گولی ہمراہ عرق گاؤزبان یا پانی استعمال کریں	فی شیشی [illegible] فی درجن [illegible]
حب [illegible]	مقوی اعصاب، مقوی باہ، دمہ، کھانسی، بلغمی امراض میں مفید ہے۔ بھوک خوب لگاتی ہے۔ ایک صبح ایک شام ہمراہ پانی استعمال کریں	فی شیشی [illegible]
حب [illegible]	کاسر ریاح، کوئی ورم بواسیر میں مفید ہے۔ صبح دوپہر شام ایک ایک گولی ہمراہ پانی استعمال کریں	فی درجن ۳ر
حب [illegible]	دمہ، کھانسی میں مفید ہے، آواز کو کھولنے میں خاص طور پر مفید ہے۔ صبح و شام ایک ایک گولی استعمال کریں	فی درجن ۳ر
حب [illegible]	ہیں، کاسر ریاح، مقوی معدہ ہے۔ بھوک لگاتی ہے۔ غذا کو ہضم کو کرتی ہے۔ دو گولی دو وقت [illegible] ہمراہ پانی استعمال کریں۔	فی درجن [illegible]
حب [illegible]	پیٹ کے درد کو دور کرتی ہے، بدہضمی کو دفع کرتی ہے۔ معدہ کو قوت دیتی ہے۔ طاعون میں بطور حفظ ماتقدم استعمال بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ صبح و شام ایک ایک گولی بعد غذا ہمراہ پانی استعمال کریں۔	فی درجن [illegible]
حب جریان	جریان، رقت، کثرت احتلام، سرعت انزال کے لئے بیحد مفید ہے۔ مادہ تولید کے قوام کو غلیظ کرتا ہے۔ جریان کے لیے خصوصیت کے ساتھ مفید ہے۔ صبح دوپہر شام ایک ایک گولی ہمراہ دودھ استعمال کریں۔	

نام	تفصیل	قیمت
[illegible]	[illegible] ہے۔ اختلاج وخفقان کے لئے بیحد مفید ہے صبح وشام ایک ایک گولی ہمراہ [illegible] نک ۳ تولہ استعمال کریں	فی درجن ے
[illegible]	امراض قلب میں مفید خفقان اور وحشت کو دور کرتا ہے۔ بیحد مقوی قلب و اعضاء رئیسہ ہے۔ صبح وشام ایک ایک گولی ہمراہ عرق گاؤزبان استعمال کریں۔	فی درجن ؎
[illegible]	ذیابیطس کا بے خطا کامیاب علاج، مقوی اعضاء رئیسہ، صبح وشام ایک ایک گولی ہمراہ آب تازہ	فی درجن عہ سو گولی عہ
[illegible]	کا مرباح ہے معدہ کو قوت دیتی ہے۔ قوت ماسکہ کو برانگیختہ کرتی ہے۔ غذا کو ہضم کرنے میں خاص چیز ہے دو گولی بعد غذا ہمراہ پانی استعمال کریں	فی درجن ۳ر
[illegible]	امراض سوداوی وفساد خون آتشک کے لئے مفید ہے۔ ایک ایک گولی صبح وشام طبیب کی رائے سے استعمال کریں۔	فی درجن عہ ر
[illegible]	سنگ گردہ میں مفید ہے۔ ریاح کو توڑتی ہے۔ درد کو تسکین دیتی ہے۔ صبح وشام ایک ایک گولی ہمراہ پانی یا مدرقہ مناسب استعمال کریں۔	فی درجن ۱ر
[illegible]	آنتوں کے کیڑے مارتی ہے۔ خصوصاً کدو دانوں میں معمول مفید ہے۔ روزانہ ایک گولی بوقت خواب ہمراہ گرم پانی استعمال کریں	فی درجن ۱۲
[illegible]	ذات الریہ (نمونیا) ذات الجنب، اور کھانسی کے لئے مفید ہے۔ ایک ایک گولی صبح وشام ماں کے دودھ میں گھس کر دیں	فی درجن ۲ر
[illegible]	ذیابیطس و کثرت بول کے لئے نافع ہے۔ صبح وشام ایک ایک گولی ہمراہ پانی استعمال کریں	فی درجن ۱۲ر
[illegible]	بچوں کے دست خواہ دانت نکلنے سے ہوں یا سوکھیا مساں سے اس کے استعمال سے بند ہو جاتے ہیں۔ عام اسہال کے لئے بھی مفید ہے۔ حرارت کو تسکین دیتی ہیں غلیان صفرا کو کم کرتی ہیں۔ صفراوی قے کو روکتی ہیں۔ بچوں کو ایک ایک بڑوں کو دو دو گولی صبح دوپہر شام ہمراہ عرق پودینہ استعمال کریں۔	فی درجن ۴ر
[illegible]	[illegible] ہے۔ تپ اور الکانی میں مطلب ہے۔ دو دو گولی ہمراہ عرق بادیان یا عرق [illegible] استعمال کریں۔	فی درجن ۲ر

[illegible]	عرق [illegible] ... گولی صبح دوپہر شام ہمراہ تازہ پانی استعمال کریں	
حب [illegible]	پیشاب کی جلن کو دور کرتی ہے۔ زخم کو مندمل کرتی ہے۔ پیپ اور مواد کو روکتی ہے [illegible] کے لیے سوزاک میں معمول مطلب اور نہایت مفید ہے۔ ایک ایک گولی صبح دوپہر شام شربت بزوری (۲) تولہ عرق گاؤزبان (۲) تولہ عرق عنبی اعظم (۲) تولہ کے ہمراہ استعمال کریں۔	فی شیشی [illegible]
حب [illegible]	خشک کھانسی جس میں قے ہو جاتی ہے۔ خصوصیت سے مفید ہے۔ نزلہ کو روکتی ہے۔ گلے کی خراش کو زائل کرتی ہے کھانسی کے وقت بچوں کو ایک گولی۔ بڑوں کو (۲) گولی تک دے سکتے ہیں	فی درجن [illegible]
حب [illegible]	دماغ کو تقویت دیتی ہے۔ بھوک کو زائل کرتی ہے۔ معدہ کو مواد ردیہ سے پاک کرتی ہے۔ بخار اور کھانسی میں مفید ہے۔ ورم جگر و طحال کو تحلیل کرتی ہے، بواسیر کے سوں کو زائل کرتی ہے ہر تا ۳ گولی بوقت خواب ہمراہ عرق بادیان بارہ تولہ استعمال کریں	فی درجن [illegible]
حب [illegible]	ہر اسے بخاروں میں خصوصیت سے مفید ہے۔ درد سر کو تسکین دیتی ہے، اعصابی تکلیف کو دور کرتی ہے [illegible] کو قائم رکھتی ہے۔ نزلہ عارضہ کے لئے خاص طور پر مستعمل ہے۔	فی درجن ۲ [illegible]
حب [illegible]	صلابت و ورم طحال میں بہت ہی مفید ہیں ایک ایک گولی صبح و شام ہمراہ عرق مکو استعمال کریں	فی درجن [illegible]
حب صرعی	صرع یعنی مرگی میں بہت مفید ہے۔ ام الصبیان یعنی بچوں کی مرگی کو بھی سود مند ہیں، بڑی عمر والے تین گولی صبح و شام ہمراہ تازہ پانی استعمال کریں۔ بچوں کو ایک گولی ماں کے دودھ میں گھس کر دیں۔ ماں کو ترشی اور ثقیل اشیاء سے پرہیز کرائیں	فی درجن [illegible]
حب [illegible]	کھانسی اور دمہ کے لئے حد مفید ہیں، دورے کو فوری دور کر دیتی ہے، رات کو سوتے وقت یا دورے کے وقت ہمراہ عرق گاؤزبان بارہ تولہ استعمال کریں	فی درجن [illegible]
حب [illegible]	تبخیر، حرارت اور مختلف قسم کے بخاروں میں مفید ہے دو دو گولی صبح دوپہر شام [illegible] استعمال کریں۔	
حب [illegible]	تپ دق، تبخیر اور نزلی بخار میں مفید ہے۔ دو گولی صبح دوپہر شام ہمراہ [illegible] استعمال کریں	

[illegible]	[illegible] یح ہے ۔ بلغم منضج میں اکسیر ہے بلعغذا ایک ایک گولی صبح دوپہر شام ہمراہ [illegible] کریں	فی درجن ۳ر
[illegible]	[illegible] رئیسہ کو قوت دیتی ہے ۔ جماع کے بعد کی سستی اور کمزوری زائل کرتی ہے ۔ بعید مقوی باہ [illegible] ۔ جوانی کی علط کاریوں کی وجہ اعضاء تناسل میں جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ان کو زائل کرتی اور قوت دیتی ہے ۔ دو گولی رات کو سوتے وقت پاؤ بھر دودھ اور ما ء اللحم اخلطی (۲) تولہ مصری ۔۔ تولہ شریک کرکے استعمال کریں	فی درجن لے فی گولی ۸ر
[illegible]	بلغمی اور سوداوی بخارمیں مفید ہے ۔ تپ کہنہ میں معمول مطلب ہیں دو دو گولی ہمراہ عرق مادیان و عرقیات صبح دوپہر شام استعمال کریں	فی درجن ۴ر
[illegible]	فالج ، لقوہ ، رعشہ اور دیگر عصبی امراض میں مفید ہے ۔ ایک ایک گولی ہمراہ ماء العسل استعمال کریں	فی درجن ۴
[illegible]	دستوں کو روکنے میں خصوصیت سے مفید و معمول ہے ایک ایک گولی صبح و شام ہمراہ عرق مادیان (۵) تولہ و شربت حب الآس (۲) تولہ استعمال کریں	فی درجن ۱۲ر
[illegible]	ہاضم طعام ، دافع نفخ و ریاح ، ہیضہ میں بھی بے حد مفید ہے ۔ دو دو گولی صبح دوپہر شام ہمراہ تازہ پانی استعمال کریں ۔	فی درجن ار
حب کبد نوشادری	اصلاح جگر کی مشہور و معروف دوا ہے ۔ امراض جگر میں خصوصیت سے مفید ہے ۔ غذا کو ہضم کرتی ہے ۔ قبض و گرانی شکم کو دور کرتی ہے ۔ محرک جگر و کاسر ریاح ہے ۔ ایک ایک گولی ہر غذا کے بعد پانی سے استعمال کریں ۔	فی درجن ار ۶آ
[illegible]	گٹھیا ، آتشک نیز سوداوی امراض میں مفید ہے ۔ ایک گولی صبح منقی میں رکھکر بلا چبائے نگل لیں احتیاط رکھیں کہ دانت کو نہ لگنے پائے ۔ غذا ڈبل روٹی ، پھلکے ، بکری کے گوشت کا شوربا یا ارہر کی دال خوب گھی ڈال کر کھائیں	فی درجن عہ
[illegible]	امراض سوداوی ، ناسور ، عسر الاندمال زخموں کے لئے خاص چیز ہے ، امراض خبیثہ میں بیحد مفید ہے ۔ روزانہ ایک گولی طبیب کی رائے سے استعمال کریں ۔	فی درجن لے فی گولی ۸ر
[illegible]	قوت باہ اور امساک کی بے نظیر دوا ہے ۔ ایک ایک گولی صبح و شام ہمراہ دودھ استعمال کریں ۔ [illegible] فائدہ کیلئے مباشرت سے ایک گھنٹہ قبل ہمراہ دودھ استعمال کریں ۔	فی درجن عہ فی گولی [illegible]

[illegible]	[illegible] تازہ پانی کے ساتھ استعمال کریں ۔ حالت ایام میں استعمال [illegible]
[illegible]	سرفہ نزمن (پرانی کھانسی) کالی کھانسی اور نزلہ کے لئے مفید ہے صبح دوپہر شام ایک ایک گولی تازے پانی سے استعمال کریں ۔
[illegible]	کاسر ریاح ، بواسیر کے لئے بید مفید ہے ۔ صبح دوپہر شام دو دو گولی ہمراہ تازہ پانی استعمال کریں
[illegible]	قوت باہ اور امساک کی خاص چیز ہے ۔ ایک گولی ہمراہ دودھ جماع سے ایک گھنٹہ قبل استعمال کریں
[illegible]	محرک مقوی باہ ہے ایک ایک گولی صبح و شام ہمراہ دودھ استعمال کریں
[illegible]	وجع مفاصل ، نقرس ، عرق النساء میں بید مفید ہے ۔ ایک ایک گولی صبح دوپہر شام ہمراہ بجوف سورنجان چھ ماشے استعمال کریں ۔

خ

خمیرہ [illegible] ارشد والا	مقوی اعضاء رئیسہ ہے ۔ خفقان میں نافع ہے ۔ دماغ کو تقویت دیتا ہے ۔ قلب کی حرکات میں تنظیم پیدا کرتا ہے ۔ خیالات فاسد کو رفع کرتا ہے ۔ جگر کو قوت دے کر خون پیدا کرتا ہے ۔ نقاہت کو زائل کرتا ہے ۔ مرلہ مار اور سوداوی امراض میں خصوصیت سے مفید ہے ۔ بچوں کو ۱ تا ۲ ماشہ بڑوں کو تین تا پانچ ماشہ ہمراہ دودھ استعمال کریں
خمیرہ [illegible]	گھبراہٹ پریشانی اور خفقان کو دور کرتا ہے ۔ بینائی کو قوت دیتا ہے ۔ دل و دماغ کو تقویت بخشتا ہے ۵ ماشہ ہمراہ عرق گاؤزبان یا تازہ پانی سے صبح و شام استعمال کریں
خمیرہ [illegible]	بصارت کو قوی کرتا ہے ۔ خفقان اور وحشت کو زائل کرتا ہے ۔ حافظہ کو قوت دیتا ہے ۔ سل دق اور خشک کھانسی میں خصوصیت سے مفید ہے ۔ ۲ ماشہ ہمراہ بارہ تولہ عرق [illegible] یا تازہ پانی سے استعمال کریں
خمیرہ [illegible]	اختلاج و وحشت کے لئے مفید ہے ۔ نیز نزلہ کی کھانسی میں خصوصیت سے مفید ہے
[illegible]	اعضاء ہضم کو قوت دیتا ہے ۔ کاسر ریاح ہے ۔ ریاح کی [illegible]

[illegible]	...عرق ہمراہ مقدار استعمال کریں	فی تولہ ۱ر
[illegible]	...تا ہے ۔ دماغ کی خشکی کو دور کرکے توانائی پیدا کرتا ہے ۔ صفرا کو خارج کرتا ہے ۔ نمونیا اور پسلی ...درد کو دور کرتا ہے ۔ سینہ اور پسلیوں کے امراض میں خصوصیت سے مفید ہے ۔ نمونیا اور پسلی کے درد کی حالت میں (۲) تولہ خمیرہ کھلے پانی میں گھول کر استعمال کریں ۔ معمولی حالات میں ایک سے چار تولہ تک عرق گاؤزبان یا مناسب جوشاندہ میں گھول کر استعمال کریں ۔	فی تولہ ۱ر
خمیرہ خشخاش	کھانسی کو زائل کرتا ہے ۔ کھانسی میں خون آنے کو روکتا ہے ۔ نزلہ حار میں خصوصیت سے مفید ہے ۔ سر پر نزلہ کے انصباب کو روکتا ہے ۔ دماغ کو تسکین دیتا ہے سل میں مفید ہے ۔ چھ ماشے تا ایک تولہ ہمراہ تازہ پانی استعمال کریں	فی تولہ ۱ر
خمیرہ [illegible]	دماغ خفقان، صرع وسواس کو دور کرتا ہے نسیان کو زائل کرتا ہے ۔ تین تا چھ ماشے ہمراہ عرق گاؤزبان استعمال کریں ۔	فی تولہ ۱ر
خمیرہ [illegible]	پرانی کھانسی و نزلہ میں بے حد مفید ہے ۔ چھ ماشے تا ایک تولہ ہمراہ تازہ پانی استعمال کریں	فی تولہ ۲ر
خمیرہ [illegible]	مقوی دل و دماغ و حافظ ہے ۔ صرع اور اختلاج قلب کیلئے مفید ہے ۔ تین تین ماشے صبح و شام ہمراہ عرق گاؤزبان ۱ تولہ استعمال کریں	فی تولہ ۴ر
خمیرہ [illegible]	دل دماغ بصارت کو قوت دیتا ہے وسواس خفقان میں مفید ہے ۔ چھ ماشے تا ایک تولہ ہمراہ عرق گاؤزبان بارہ تولہ استعمال کریں	فی تولہ ۱ر
خمیرہ [illegible]	دل دماغ اور بصارت کو قوت دیتا ہے ۔ دماغی کام کرنے والوں کیلئے بہترین چیز ہے چھ ماشے صبح و شام استعمال کریں	فی تولہ ۲ر
خمیرہ [illegible]	فرحت بخش ہے ۔ ملال کو زائل کرتا ہے ۔ حافظہ قوی کرتا ہے ۔ بصارت کو تیز کرتا ہے قلب و دماغ کیلئے مجرب چیز ہے ۔ پانچ ماشے ہمراہ عرق گاؤزبان بارہ تولہ استعمال کریں ۔	فی تولہ ۸ر
خمیرہ [illegible]	تمام کمزوری کو زائل کرتا ہے ۔ ضعف اعصاب حافظہ کے لئے مفید ہے ، فالج ، مرگی ، لقوہ ، دیگر دماغی سرد امراض میں مفید ہے ۔ پانچ ماشے ہمراہ عرق گاؤزبان بارہ تولہ استعمال کریں	فی تولہ ۱۲ر
[illegible]	دل و دماغ کو قوت دیتا ہے ۔ نقاہت اور کمزوری کو جو خون کے بہہ جانے یا دستوں کی وجہ سے ہو زائل کرتا ہے ۔ چیچک اور خسرہ میں خصوصیت سے مفید ہے ۔ تین تا ۵ ماشے صبح و شام استعمال کریں	فی تولہ عہ

[illegible]	حرارت کو تسکین دیتا ہے ۔ خفقان اور پریشانی کو زائل کرتا ہے ۔ دل و دماغ کو قوت [illegible]	[illegible]
	(د)	
دواء [illegible]	مقوی اعضاء رئیسہ نقاہت و کمزوری کو زائل کرتی ہے حرارت عزیزی کی حفاظت کرتی ہے ا تا ۳ ماشے ہمراہ عرق [illegible] استعمال کریں	[illegible]
دواء [illegible]	جگر و طحال کے امراض باردہ میں مفید ہے محلل ریاح ہے ۔ ضعف جگر و طحال کیلئے مفید ہے استسقاء میں بے حد نافع ہے پانچ ماشہ ہمراہ عرق مکو یا کاسنی ۵ تولہ ۲ تولہ شربت دینار شریک کرکے استعمال کریں ۔	[illegible]
دواء [illegible]	محلل ریاح ہے ۔ سمن مفرط (غیر معمولی موٹاپن) کو دور کرتی ہے ۔ جگر و طحال کے ورم کو تحلیل کرتی ہے ۔ سدہ کھولتی ہے پانچ ماشے ہمراہ عرق مکو یا کاسنی صبح و شام استعمال کریں ۔	[illegible]
[illegible]	خفقان اور وحشت کو دور کرتی ہے ۔ مفرح ہے مقوی اعضاء رئیسہ ہے مقوی معدہ و جگر ہے ہاضم ہے سات ماشے ہمراہ عرق بادیان استعمال کریں	[illegible]
دواء المسک [illegible]	تقویت قلب و تفریح میں دواء المسک سادہ سے قوی العمل ہے ۔ مقوی اعضاء رئیسہ ہے ۔ خیالات فاسدہ کو زائل کرتی ہے ۔ پانچ ماشے ہمراہ عرق گاؤزبان استعمال کریں	[illegible]
دواء المسک [illegible]	قلب و دماغ کو طاقت دیتی ہے ۔ وحشت مالیخولیا امراض باردہ فالج لقوہ رعشہ کیلئے بے حد مفید ہے ۔ پانچ ماشہ ہمراہ عرق بادیان استعمال کریں	[illegible]
دواء المسک [illegible]	معدہ جگر قلب کو قوت دیتی ہے ۔ سوداوی بخارات تحلیل کرتی ہے ۔ خفقان سوداوی مالیخولیا مراقی میں بالخصوص مفید ہے بیماری کے بعد کی کمزوری و غیر عام جسمانی کمزوری کو جلد دور کرتی ہے قلب کی کوا اڑیوں کے امراض میں بے حد مفید ہے ۔ تین تا چار ماشے ہمراہ عرق بادیان یا عرق گذر صبح و شام استعمال کریں ۔	[illegible]
[illegible]	خشک کھانسی کیلئے بے حد مفید ہے ۔ نزلہ کو روکتا ہے ۔ سینہ کو صاف کرتا ہے سات تا بارہ ماشے ہمراہ عرق گاؤزبان استعمال کریں	[illegible]
	(ر)	
روغن [illegible]	محلل اورام باطنی مسکن درد اور ریحی دردوں کے لئے نہایت مفید ہے ۔ نیم گرم تیل مقام تکلیف پر مالش کریں	[illegible]
روغن [illegible]	تر و خشک خارش پھنسیوں اور سر کے پھوڑوں اور جلد کی خرابی کو دور کرنے میں اپنا نظیر نہیں رکھتا	[illegible]
روغن [illegible]	اورام خبیثہ و فساد خون ، آتشک کی خاص دوا ہے ۔ چھ ماشے سوتے وقت استعمال کریں	[illegible]
[illegible]	اعصاب کو قوت دیتا ہے ۔ جوڑوں کے درد اور ورم دمعی کو دور کرتا ہے	[illegible]

[illegible]	[illegible] امراض بارد مفاصل اور گٹھیا کے دردوں کیلئے مفید ہے نیم گرم تیل تمام درد پر مالش کرنے کیلئے	فی شیشی ۸ر
[illegible]	[illegible] تقویت دیتا ہے، نزلہ، بیخوابی، دردسر اور دماغی زکام کو دور کرتا ہے	فی شیشی عه
روغن [illegible]	کان کے درد اور ریشہ نیز قلت سماعت میں بے حد مفید ہے ۔	فی تولہ ۴ر
[illegible]	امراض بارد وفالج، لقوہ، استرخا وغیرہ میں مفید ہے	فی تولہ ۴ر
روغن گل	[illegible] اورام تقوی اعصاب اور ابتدا سرسام میں مفید ہے	فی تولہ ۲ر
[illegible]	امراض بارد، فالج، لقوہ، استرخا اور تمام اعصابی کمزوریوں میں بے حد مفید ہے ۔ نیم گرم مالش کریں	فی شیشی عه
[illegible]	دواخانہ ہذا کی خاص ایجاد ہے برص، بہق، جلدی دھبوں کو دور کرنے کی واحد لاثانی دوا ہے اور آپ دو مرتبہ پھریری سے دھبوں پر لگائیں اور سفوف برص کا ساتھ ہی استعمال کریں	فی تولہ عه
[illegible]	دماغ کی خشکی کو دور کرتا ہے بیخوابی کے لئے مفید ہے ۔	فی تولہ ۲ر
[illegible]	ورم مفاصل کیلئے بحد مفید ہے	فی تولہ ۲ر
[illegible]	پرانے زخم اور ناسور میں بحد مفید ہے	فی تولہ ۸ر
[illegible]	فالج لقوہ، رعشہ اور درد مفاصل میں بے حد مفید ہے	فی تولہ ۱ر ۲ پیسہ

(س):

[illegible]	[illegible] سوزاک کی جلن کو دور کرتا ہے ۔ پیشاب صاف لاتا ہے ۔ دو دو ماشے صبح دوپہر شام پانی سے استعمال کریں	فی تولہ ۲ر
[illegible]	دردشکم، دردسر، ایام ماہواری کیلئے بحد مفید ہے [illegible] پانی کے ساتھ تین ماشے استعمال کریں	فی شیشی عه
[illegible]	دواخانہ ہذا کی قابل قدر برص کی لاثانی دوا ہے جس کا متعدد مریضوں پر تجربہ کیا جا چکا ہے ۔ تجربہ سے ثابت ہوا کہ برص کے لئے اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری دوا نہیں ۔ اس کا واحد کامیاب علاج ہے ۔ [illegible] ماشے رات کو ایک پیالی پانی میں بھگو دیں ۔ صبح صرف نتھار کر پی لیں ۔ پھوک کو پانی میں [illegible] ۔ غذا میں صرف چنے، بیسن کی روٹی بلا نمک گھی ملا کر کھائیں ۔	[illegible]

سفوف [illegible]	معدہ کے اسہال کو روکتا ہے۔ منہ اقسام کا اسہال ہے۔ [illegible]	[illegible]
سفوف کرپان	کثرت احتلام، جریان، قا اور کمزوری کیلئے خاص مجرب ہے	[illegible]
سفوف حلی اطفال	بچوں کے اکثر امراض کیلئے مفید ہے ہاضمہ درست کرتا ہے۔ اسہال کو روکتا ہے۔ نفخ کو کم کرتا ہے	[illegible]
سفوف حابس الدم	خون حیض کو روکتا ہے۔ ایام ماہواری کو باقاعدہ کرتا ہے۔ دیگر جریان خون کیلئے بھی مفید ہے بواسیر کے خون کیلئے [illegible] ماشے ہمراہ پانی استعمال [illegible]	[illegible]
سفوف سیلان	رحم کی رطوبت بہنے کو روکتا ہے۔ سیلان کی خاص دوا ہے۔ نقاہت و کمزوری کو زائل کرتا ہے	[illegible]
سفوف درد	یقین اور کامیاب ہے۔ ایک ایک ماشہ پانی کے ہمراہ استعمال کریں	[illegible]
سفوف قلاع	منہ کے پک جانے کے لئے نہایت مفید ہے۔ ایک ایک چٹکی منہ میں چھڑکیں	[illegible]
سفوف سپستان	ورم حلق، ورم اور ورم حلق کیلئے مفید ہے۔ درد حلق میں رکھ کر صبح نہار استعمال کریں	[illegible]
سفوف مسمن اطفال	بچوں کو فربہ کرتا ہے۔ بچوں کے دستوں کو روکتا ہے۔ عام نقاہت کیلئے مفید ہے جو بچوں میں دودھ سے پیدا کرتا ہے۔ ۱۰ سال کی عمر تک ۱ ماشہ بڑوں کو تین ماشے صبح دوپہر شام ہمراہ دودھ استعمال کریں	[illegible]
سفوف تعلیا نا	بچوں اور بڑوں کو دور کرتا ہے۔ خون آنے کو روکتا ہے۔ تین ماشے، تولہ مسکہ میں ملا کر استعمال کریں۔ صبح دوپہر	[illegible]
سفوف [illegible]	گردے اور مثانے سوزاک میں مفید ہے۔ پیشاب کی جلن کو دور کرتا ہے۔ پیشاب صاف لاتا ہے۔ صبح دوپہر شام تین تین ماشے ہمراہ شربت پانی استعمال کریں	[illegible]
سفوف نمک ریح الرمی	مقوی معدہ و جگر، محلل ریاح و ہاضم طعام ہے۔ ایک ماشہ ہمراہ پانی استعمال کریں	[illegible]
سفوف نمک سلیمانی	معدہ کو قوت دیتا ہے قوت ہاضمہ کو بڑھا کر غذا ہضم کرتا ہے مقوی و مصلح جگر ہے۔ نفخ اور درد شکم کیلئے مفید ہے۔ ایک ماشہ بوقت ضرورت استعمال کریں۔	[illegible]
سکنجبین سادہ	صفرا کی حدت کو توڑتی ہے پیشاب صاف لاتی ہے۔ جگر کی ملطف ہے۔ (۲) تولے ہمراہ پانی استعمال کریں	[illegible]
سکنجبین لیمو	صفرا کو توڑتی ہے اور دستوں کو روکتی ہے۔ پیاس بجھاتی ہے۔ (۲) تولہ ہمراہ پانی استعمال کریں۔	[illegible]
سنون محکم اسنان	دانتوں اور مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے۔ خون اور پیپ کو روکتا ہے۔ درد کو کم کرتا ہے۔ منجن کے طور پر استعمال کریں	[illegible]
سنون مجلی	دانتوں کو چمکاتا ہے۔ منہ کو خوشبودار بناتا ہے منجن کے طور پر استعمال کریں	[illegible]

—:(ش):—

شربت اعجاز	سل و دق، خشک کھانسی کے لئے مفید ہے ۲ تولہ ہمراہ عرق گاؤزبان استعمال کریں	[illegible]
شربت انار ترش	دستوں کو روکتا ہے، معدہ کو قوت دیتا ہے، بھوک لگاتا ہے، متلی اور قے کو بند کرتا ہے۔	[illegible]
شربت انار شیریں	دل و جگر کو قوت دیتا ہے، تشنگی کو کم کرتا ہے۔ خون اور اسہال کو روکتا ہے۔ ۲ تا ۴ تولہ ہمراہ عرق گاؤزبان استعمال کریں	[illegible]
شربت [illegible]	خون کو روکتا ہے، معدہ و جگر کی حرارت کو زائل کرتا ہے۔ پھیپھڑے کے زخم کے لئے مفید ہے۔ ۲ تولہ ہمراہ عرق گاؤزبان یا پانی سے استعمال کریں۔	[illegible]
شربت [illegible]	معدہ کو قوت دیتا ہے۔ صفراوی بخار میں مفید ہے [illegible] ۲ تا ۴ تولہ ہمراہ عرق گاؤزبان استعمال کریں	[illegible]
شربت [illegible]	[illegible]	[illegible]

	...مثانہ کی خشونت کو شتاب سے ختم کرتا ہے حرارت کو زائل کرتا ہے	فی شیشہ / تولہ
[illegible]	نزلہ، زکام، درد سر، درد چشم، بخار میں مفید ہے۔ ملین طبع ہے اور امراض معدہ کیلئے فائدہ بخش ہے۔ ہمراہ عرق ۲ تولہ دو زبان استعمال کریں۔	فی ... ۰/
[illegible]	مفرح دماغ و قلب، حرارت، تشنگی، قے اور ذیابیطس کیلئے مفید ہے۔ ۱ تا ۲ تولہ ہمراہ عرق گاؤزبان یا پانی استعمال کریں۔	فی ...
شربت دینار	تبض کو دور کرتا ہے۔ جگر کے سدوں کو کھولتا ہے، استسقا، ذات الجنب، معدہ، جگر، ورم، و مثانہ کے امراض میں خصوصیت سے مفید ہے۔ ۲ تولہ ہمراہ عرق گاؤزبان استعمال کریں۔	فی شیشہ ...
آبِ نیلوفر	نہایت مفرح، خوش ذائقہ و خوشبودار شربت ہے۔ مفرح قلب، مسکن پیاس و حرارت ہے، دماغ میں انبساط و تازگی و سرور کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ تھکے ہوئے اعضاء میں چستی آجاتی ہے۔	فی شیشہ عہ
شربت سیب	معدہ اور قلب کو قوت دیتا ہے۔ اختلاج و خفقان کے لئے مفید ہے نہایت ہی مفرح ہے۔ ۲ تولہ ہمراہ عرق گاؤزبان استعمال کریں۔	فی شیشہ ...
شربت توت	گلے کے ورم کو دور کرتا ہے۔ امراض حلق، ورم، لوزتین، گلے کا درد اور سینہ کے امراض میں مفید ہے۔ ۲ تولہ ہمراہ عرق گاؤزبان استعمال کریں۔	فی شیشہ ...
شربت عناب	کھانسی اور دوسرے دردوں کے جوش میں مانع ہے مصفی خون ہے۔ چیچک کے زمانے میں خصوصیت سے مفید ہے۔ ۲ تولہ ہمراہ عرق گاؤزبان یا ہمراہ عرق مصفی اعظم استعمال کریں۔	فی شیشہ ...
شربت فولاد	مقوی اعضاء، مصلح جگر، خون کی پیدائش کو بڑھاتا ہے چہرے کو سرخ کرتا ہے۔ ملیریا کے بعد کی نقاہت میں خصوصیت سے مفید ہے۔	فی شیشی عہ
شربت مفرح	مقوی قلب مفرح ہے۔ تشنگی کو کم کرتا ہے۔ اختلاج کو فائدہ کرتا ہے۔ تفریح پیدا کرتا ہے۔ ۲ تولہ پانی میں ملا کر استعمال کریں۔	فی شیشہ عہ
شیاف ابیض	آشوب چشم اور آنکھ کے تمام امراض میں مفید ہے۔ ایک شیاف پانی میں گھس کر سلائی سے لگائیں۔	فی درجن ۱/

ض

ضماد محلل	طحال و جگر کے ورم کو تحلیل کرتا ہے۔ عام اورام کا محلل ہے۔	فی تولہ ۲/
ضماد خنازیر	کنٹھ مالا اور ایسے دیگر تمام سخت ورموں کو تحلیل کرتا ہے۔ کنٹھ مالا کے زخموں کو صاف اور مندمل کرتا ہے۔ کنٹھ مالا کی مخصوص اور لاثانی دوا ہے۔	فی تولہ عہ

(ط)

طلاء خشکی	یہ نہایت ہی قیمتی طلاء ہے۔ عضو مخصوص کی تمام خرابیوں کا بہترین علاج ہے۔ صرف حشفہ سے تھوڑا تا اور سیون چھوڑ کر روزانہ ایک رتی عضو پر مالش کریں۔	فی شیشی عہ
طلاء ...	عضو مخصوص کی تمام خرابیوں کو دور کرتا ہے۔ سختی پیدا کرتا ہے۔ بساحت کو مضبوط اور رگوں کو مضبوط کرتا ہے۔ روزانہ ۲ رتی عضو پر مالش کریں۔	فی شیشی عال
[illegible]	جلق و کثرت مباشرت کی وجہ سے پیدا شدہ تمام خرابیوں کیلئے مفید ہے۔ کجی کو دور کرتا ہے۔ قوت پیدا کرتا ہے۔ ۲ رتی ... مالش کریں۔	فی شیشی عال

(ع)

عرق بادیان	جگر، معدہ، اور گردہ کے دردوں کو دور کرتا ہے۔ ہاضم کا سردار ہے [illegible]	[illegible]
عرق برنجاسف	قوی معدہ و جگر ہے۔ تپ بلغمی کے لئے مفید ہے ۲ تولہ استعمال کریں	فی شیشہ [illegible]
عرق پودینہ	متلی دفع کرتا ہے۔ ہضم میں اعانت کرتا ہے تریاقی اثر رکھتا ہے ۵ تا ۱۰ تولہ [illegible] استعمال کریں	[illegible]
عرق شیر	اعلیٰ درجہ کا مصفی خون اور مسکن حرارت ہے ہر قسم کی حرارت کو تسکین دیتا ہے تپ دق اور سوء القنیہ امراض میں مفید ہے۔ مفرح و مقوی قلب ہے ۵ تا ۱۰ تولہ مناسب بدرقوں کے ساتھ استعمال کریں	فی شیشہ [illegible]
عرق عنبر	مفرح مقوی قلب ہے۔ غشی کو دور کرتا ہے۔ مولد خون ہے۔ حرارت غریزی کو بحال کرتا ہے۔ زائل شدہ قوتوں کو جلد لوٹاتا ہے۔ ۲ تا ۵ تولہ استعمال کریں۔	فی شیشہ [illegible]
عرق کاسنی	خون کی حدت اور صفرا کی تیزی کو دور کرتا ہے [illegible] جگر کے سدوں کو کھولتا ہے۔ ۵ تا ۱۰ تولہ استعمال کریں۔	فی شیشہ [illegible]
عرق کاسوتی	امراض جگر و امراض سوداوی میں مفید ہے۔ [illegible] ۵ تا ۱۰ تولہ استعمال کریں	فی شیشہ [illegible]
عرق کیوڑہ	قلب کو قوت دیتا ہے۔ تشنگی کو دور کرتا ہے۔ مفرح ہے۔ ۲ تا ۵ تولہ شکر سے میٹھا کر کے استعمال کریں	فی شیشہ اعلیٰ [illegible]
عرق گاؤزبان	امراض سوداوی میں مفید ہے۔ مفرح مقوی دل و دماغ ہے تشنگی کو رفع کرتا ہے۔ ۵ تا ۱۰ تولہ استعمال کریں	فی شیشہ [illegible]
عرق گلاب	دل دماغ اور معدہ کو قوت دیتا ہے۔ مفرح، دافع اختلاج و وحشت ہے ۲ تا ۵ تولہ مناسب بدرقے [illegible]	فی شیشہ [illegible]
[illegible]	امراض سوداوی امراض جلدیہ آتشک، داد، کھجلی، پھوڑے پھنسیاں۔ خارش، خسرہ اور جملہ دموی (خون کے بخار) کیلئے نہایت مفید ہے۔ اعلیٰ درجہ کا مصفی خون ہے جس کی کوئی نظیر نہیں۔ امراض فساد خون کا واحد علاج ہے۔ ۴ تولہ صبح ۴ تولہ شام استعمال کریں	فی شیشہ [illegible]
عرق مندی	خون کو صاف کرتا ہے بصارت کو قوی کرتا ہے۔ آشوب چشم سے محفوظ رکھتا ہے ۵ تا ۱۰ تولہ استعمال کریں	فی شیشہ ۱۲ [illegible]
عرق [illegible]	امراض جگر، لیغ، شکم، ضعف ہضم، درد پیٹ کے درد کیلئے مفید ہے [illegible] جگر کے ہواس کے لئے مفید ہے۔ تریاقی اثر رکھتا ہے	فی شیشہ [illegible]
عرق ہراجرا	تپ دق کے لئے بہت ہی مفید ہے مسکن ہے۔ جگر اور پھیپھڑوں کو قوت دیتا ہے	فی شیشہ [illegible]

(ق)

قرص دق البزوری	قلب کو [illegible] لاتے ہیں حرارت کو دور کرتے ہیں پرانے سوزاک میں بھی مفید ہیں	فی درجن [illegible]
قرص سرطان	تپ دق و سل میں بیحد مفید ہیں، دق و سل کی کھانسی کو زائل کرتے ہیں۔ خون [illegible] ہیں ہمراہ [illegible] صبح دوپہر شام استعمال کریں	[illegible]
قرص [illegible]	سل دق اور حمیات لازمہ میں مفید اور [illegible] ہمراہ عرق [illegible] استعمال کریں	[illegible]
قرص غافث	تلخی اور پرانے بخاروں میں نہایت مفید ہیں۔ جگر کی حرارت کو زائل کرتے ہیں۔ [illegible] عرق [illegible] استعمال کریں	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible] ۔ قاطع جریان خون کے لئے بے حد مفید ہے۔ درد قرض [illegible]

[illegible]	[illegible] یں ، اسی ، ترتیا ، ذات الجنب میں اسکی مالش بہت مفید ہے ۔ نیم گرم سینہ پر مالش کریں ۔	فی تولہ
[illegible]	تمام بلغمی تکلیفوں کو دور کرتی ہے نقل اورام اور تسکین درد ہے ۔ نیم گرم مالش کریں	فی تولہ
	(ک) :-	
کحل زعفرانی	آنکھ کو میل کچیل سے صاف کرتا ہے ۔ اور آنکھ کو جلا دیتا ہے ۔ سلائی سے آنکھوں میں لگائیں	فی شیشی
کشتہ ابرک	دمہ ، کھانسی میں بہت مفید ہے ۔ ۱ رتی شہد میں ملا کر استعمال کریں	فی تولہ
[illegible]	فالج ، لقوہ ، دمہ کھانسی میں مفید ہے تپ دق کو زائل کرتا ہے ۔ پھیپھڑے کے زخم کے لئے بے حد مفید ہے ۔ دق سل میں ہمراہ عرق شیر یا ۱۱ ۱ الم سرطانی استعمال کریں ۔ دمہ کھانسی وغیرہ میں شہد میں ملا کر استعمال کریں ۔ خوراک ۱ رتی	فی تولہ
کشتہ پوست بیضہ	ذیابیطس کے لئے مفید ہے ۔ جریان میں نہایت ہی مفید ہے ۔ مقدار ۴ چاول ۔ بدرقہ مناسب	فی تولہ
کشتہ حجر الیہود	سنگ گردہ و مثانہ کو خارج کرتا ہے ۔ پیشاب صاف لاتا ہے مقدار ۱ رتی بدرقہ معجون عقرب یا بہ رائے معالج ۔	فی تولہ
کشتہ خبث الحدید	معدہ کی غلیظ رطوبتوں کو خشک کرتا ہے ۔ مقوی معدہ و جگر ہے ۔ مقدار ۴ چاول بدرقہ مناسب کیساتھ	فی تولہ
کشتہ خرمہرہ	جریان خون کو روکتا ہے ۔ پرانے سوزاک میں بے حد مفید ہے مقدار ۲ رتی بدرقہ مناسب کیساتھ	فی تولہ
[illegible]	جگر کو قوت دیتا ہے ۔ پیشاب کی زیادتی کو روکتا ہے کھانسی کو نافع ہے ۔ مفرح قلب ہے مقدار ۲ رتی ۔ بدرقہ جوارش زرعونی سادہ یا عنبری	فی تولہ
کشتہ صدف	جریان دیلان و جریان خون کے لئے بے حد مفید ہے مقدار ۱ تا ۲ رتی بدرقہ خمیرہ گاؤزبان سادہ یا عنبری	فی تولہ
[illegible]	یہ سونے اور اصلی موتیوں سے نہایت ہی محنت سے تیار کیا گیا ہے ۔ اعضاء رئیسہ دل و دماغ و جگر کو قوت دیتا ہے ۔ عام جسمانی کمزوری کو بے حد نافع ہے ۔ مریضان دق کے لئے بمنزلہ آب حیات ہے ۔ مقدار ۲ تا ۳ چاول بدرقہ بمناسبت مرض یا بہ رائے طبیب	فی ماشہ
کشتہ عقیق	مقوی قلب ہے وحشت کے رحم کو بھرتا ہے ۔ بدرقہ خمیرہ گاؤزبان مقدار ۳ چاول	فی تولہ
کشتہ فولاد	جگر کو قوت دیتا ہے ۔ خون پیدا کرتا ہے ۔ معدہ کو قوت دیتا ہے عام کمزوری کو زائل کرتا ہے مقدار ۲ تا ۳ چاول بدرقہ جوارش جالینوس یا دواء المسک	فی تولہ
[illegible]	معدہ جگر کو قوت دیتا ہے ۔ حار مزاج والوں کیلئے نافع ہے ۔ مقدار ۳ چاول بدرقہ مناسب	فی تولہ
[illegible]	قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے رقت و احتلام کیلئے نافع ہے ۔ پرانے سوزاک و سیلان الرحم وغیرہ کے لئے بے حد مفید ہے مقدار ۲ تا ۳ چاول	فی تولہ

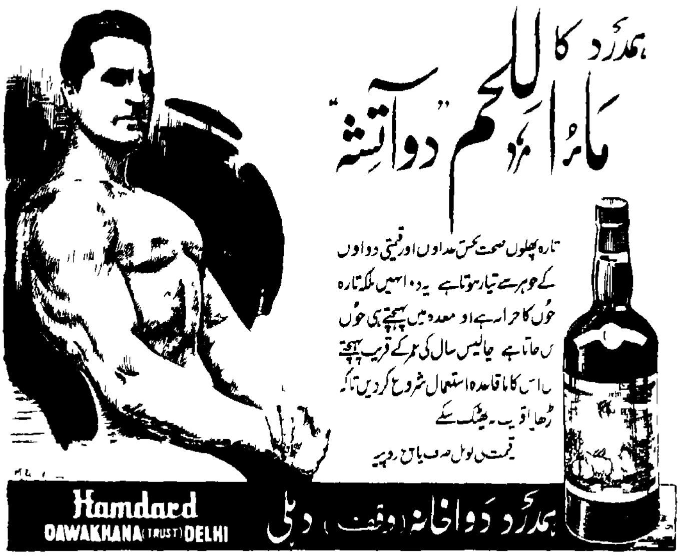
[illegible]	[illegible]	[illegible]
کشتہ عاج گورن	بلغمی کھانسی، ذات الجنب میں مفید ہے۔ مقدار ۲ تا ۴ چاول	
کشتہ مرجان	مقوی قلب ہے، کھانسی کے لئے مفید ہے۔ مقدار ۲ چاول ہمراہ خمیرہ گاؤزبان	[illegible]
کشتہ مرجان جواہر والا	تقویت دماغ کیلئے بیحد مفید ہے۔ نزلہ، زکام، دردسر وغیرہ کیلئے بیحد نافع ہے۔ مقدار ۲ چاول ہمراہ خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر دار	فی تولہ [illegible]
کشتہ مرگانک	معدہ، اعضاء رئیسہ و جگر کے لئے بہت مفید ہے مقدار ۲ چاول ہمراہ جوارش جالینوس	فی تولہ [illegible]
کشتہ مروارید	مقوی اعضاء رئیسہ ہے بالخصوص قلب کو فرحت بخشتا ہے۔ حرارت غریزی کی حفاظت کرتا ہے۔ جریان و سیلان کو نافع ہے۔ مقدار ۲ چاول ہمراہ خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر دار	فی تولہ [illegible] فی ماشہ [illegible]
کشتہ مثلث	جریان کثرت احتلام کے لئے بہت نافع ہے۔ مادہ تولید کو غلیظ اور قوت مردانہ کی حفاظت کرتا ہے۔ جگر کو قوت دیتا ہے مقدار ۲ تا ۴ چاول ہمراہ مناسب کے ساتھ استعمال کریں	فی تولہ [illegible]
کشتہ نقرہ	اعضاء رئیسہ کو قوت دیتا ہے۔ حرارت غریزی کی حفاظت کرتا ہے۔ ہاضمہ قوی کرتا ہے۔ مقوی باہ ہے مقدار ۱ تا ۲ چاول ہمراہ خمیرہ گاؤزبان عنبری	فی تولہ [illegible] ۲ ماشہ [illegible]
	(گ)	
کھانسی کی گولیاں	بہت ہی عجیب و غریب گولیاں ہیں۔ پرانی کھانسی، کالی کھانسی اور نزلہ کے لئے مفید ہے	فی درجن ۴ [illegible]
	(ل)	
لبوب کبیر جواہر دار	طب یونانی کا مشہور و مایہ ناز مرکب ہے۔ مقوی اعصاب و معدہ ہے۔ مادہ تولید کو بڑھاتا ہے گردوں کو قوت دیتا ہے۔ حرارت غریزی کو ابھارتا ہے۔ تقویت باہ میں لاثانی دوائی ہے ۵ تا ۱۰ ماشہ ہمراہ عرق ۱۱ اللحم اعظمی ۲ تولہ صبح و شام استعمال کریں	فی تولہ [illegible] ۱۰ تولہ [illegible]
لبوب کبیر [illegible]	دل، دماغ اور اعصاب کو قوت دیتا ہے، مادہ تولید کو بڑھاتا ہے مقدار ۶ ماشہ ہمراہ عرق گاؤزبان یا ۱۱ اللحم اعظمی استعمال کریں	فی تولہ [illegible]
لبوب صغیر	باہ کو قوت دیتا ہے۔ گردہ و مثانہ کی کمزوری کو زائل کرتا ہے۔ ۶ ماشہ ہمراہ ۱۱ اللحم استعمال کریں	فی تولہ [illegible]
لبوب کبیر سادہ	مادہ تولید کو زیادہ کرتا ہے۔ گردہ و مثانہ کی کمزوری کو زائل کرتا ہے۔ ۹ ماشہ ہمراہ عرق ۱۱ اللحم استعمال کریں۔	فی تولہ [illegible]
لعوق بادام	مقوی دماغ ہے۔ سینہ کی خشکی کو دور کرتا ہے خشک کھانسی کے لئے مفید ہے۔ مقدار ۱ تولہ سوتے وقت یا صبح و شام استعمال کریں۔	[illegible]
لعوق خشخاش	نزلہ حار و کھانسی میں بے حد مفید ہے۔ خشونت حلق کو دور کرتا ہے	[illegible]
لعوق [illegible]	کھانسی کیلئے بیحد مفید ہے۔ بہت لذیذ ہے ۶ ماشہ سے ۱ تولہ تک استعمال کریں	[illegible]

[illegible]	[illegible]م کھانسی کے لئے بہت مفید ہے۔ سینہ کو صاف کرتا ہے مخرج بلغم ہے ۶ ماشہ سے ۱ تولہ تک ہمراہ عرق گاؤزبان استعمال کریں	فی تولہ ۱ر
لعوق سپستان	نزلہ، زکام کھانسی کے لئے مفید ہے۔ ملین ہے۔ مخرج بلغم ہے۔ سینہ کو صاف کرتا ہے ۶ ماشہ تا ۱ تولہ ہمراہ عرق گاؤزبان استعمال کریں	فی تولہ ۲ر
لعوق کتان	کھانسی دمہ کیلئے مفید ہے۔ سینہ کی سوزش کو دور کرتا ہے۔ ۱ تولہ ہمراہ عرق گاؤزبان استعمال کریں	فی تولہ ۱ر
لعوق شعیر	نزلہ زکام کھانسی کے لئے لاثانی دوا ہے۔ بلغم کو آسانی سے خارج کرتا ہے	" " ۲ر
لعوق معتدل	کھانسی کو زائل کرتا ہے۔ نزلہ حار کے لئے مفید ہے ۱ تولہ ہمراہ عرق گاؤزبان	فی تولہ ۱ر
لعوق ضیق النفس	دمہ کے لئے نہایت مفید ہے۔ مخرج بلغم عمدہ ہے۔ ایک تولہ ہمراہ عرق گاؤزبان	فی تولہ ۲ر
	—— :(م):——	
	مرہم	
مرہم آتشک	آتشک کے زخموں کو بھرتا ہے۔ نیز خارش کو بھی مفید ہے	فی تولہ ۳ر
مرہم داخلیون	ورم رحم کے لئے مخصوص ہے۔ رحم کی صلابت کو دور کرتا ہے۔ نیز طاعون کی گلٹیوں کو بھی تحلیل کرتا ہے۔	فی تولہ ۴ر
مرہم سفید	خارش نیز دیگر زخموں کو جلد بھر دیتا ہے۔	فی تولہ ۱ر
مرہم سیاہ	پھوڑوں اور دنبل کو تحلیل کرتا ہے۔ نیز زخموں کو جلد بھرتا ہے۔	فی تولہ ۱ر
مرہم کاشغری	زخموں کو بھرتا ہے۔ نیز خارش کے لئے بھی مفید ہے	فی شیشی ۴ر
مرہم کافور	رحم کی جلن اور سوزش کو دور کرتا ہے۔ ورم کو تحلیل کرتا ہے	فی تولہ ۱ر
مرہم قیروانا	سختی کو دور کرتا ہے نرمی پیدا کرتا ہے۔ ورم کو تحلیل کرتا ہے	فی تولہ ۴ر
	——:(معجونات):——	
معجون [illegible]	رقت منی کو دور کرتی ہے۔ مادہ تولید کی اصلاح کرتی ہے۔ دافع جریان ہے۔ ۶ ماشہ تا ۱ تولہ کشتہ قلعی ۲ چاول ملا کر ہمراہ دودھ استعمال کریں	فی تولہ ۱ر
معجون ابہل	مدر طمث ہے۔ حبس ایام کو دور کرتی ہے۔ ۳ تا ۶ ماشہ ہمراہ پانی	فی تولہ ۲ر
[illegible]	مرگی اور رعشہ، فالج و دیگر عصبی امراض میں مفید ہے۔ ۲ ماشہ ہمراہ عرق بادیان	فی تولہ ۴ر

معجون [illegible]	مادہ تولید بڑھاتا ہے۔ مقوی باہ ہے۔ [illegible]	[illegible]
معجون تریاق المستی	سرعت، رقت، کثرت احتلام کیلئے مفید ہے۔ [illegible] اس کیلئے یہ معجون اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ۲ ماشہ صبح ۲ ماشہ شام ہمراہ دودھ استعمال کریں	[illegible]
معجون [illegible]	امراض رحم کے لئے مفید ہے۔ بیش قیمت ہے۔ تین تین ماشہ صبح و شام ہمراہ عرق گاؤزبان استعمال کریں	[illegible]
معجون [illegible]	حابس ورم ہے۔ بواسیر کیلئے مفید ہے تین تین ماشہ صبح و شام دوپہر استعمال کریں	[illegible]
معجون جوگراج گوگل	امراض باردہ، فالج، لقوہ، رعشہ میں بید مفید ہے۔ استرخاء کیلئے بھی سودمند ہے۔ ۹ ماشہ ہمراہ عرق بادیان [illegible]	[illegible]
معجون برشعشا	وجع مفاصل اور تمام اعضاء کے دردوں کو کم کرتی ہے۔ آتشک میں مفید ہے مصفی خون ہے۔ ۲ ماشہ صبح ہمراہ عرق مصفی اعظم استعمال کریں	[illegible]
معجون حافظ الجنین	جن عورتوں کو اسقاط حمل کی شکایت ہوتی ہے یا جنکی اولاد مرض ام الصبیان میں مبتلا ہو کر فوت ہو جاتی ہے ان کے لئے لاثانی دوا ہے۔ حمل کی حفاظت کرتی ہے بچوں کو امراض سے محفوظ رکھتی ہے۔ پانچ ماشہ صبح نہار استعمال کریں یاد رہے کہ یہ دوا حمل کے تیسرے مہینے سے شروع کریں	فی تولہ [illegible]
معجون حمل عنبری [illegible]	حاملہ عورتوں کے لئے مقوی ہے۔ محافظ جنین ہے ۳ تا ۵ ماشہ صبح نہار پانی سے استعمال کریں	فی تولہ [illegible]
معجون حجر الیہود	گردہ و مثانہ کو قوت دیتی ہے پتھری و ریگ کو خارج کرتی ہے۔ ۷ ماشہ ہمراہ عرق بادیان و شربت بزوری صبح دوپہر شام استعمال کریں۔	فی تولہ [illegible]
معجون خبث الحدید	معدہ کو قوت دیتی ہے بھوک لگاتی ہے۔ خونی بواسیر میں مفید ہے۔ ۵ ماشہ ہمراہ عرق گاؤزبان استعمال کریں	فی تولہ [illegible]
معجون دبید الورد	ضعف معدہ و جگر و استسقاء میں مفید ہے محلل اورام ہے ۷ ماشہ ہمراہ عرق بادیان استعمال کریں	فی تولہ ۲
معجون سپاری پاک	سیلان الرحم کیلئے اکسیر ہے۔ سیلان کی وجہ پیدا شدہ تمام کمر دردوں کو زائل کرتی ہے۔ استقرار حمل میں معاون ہے۔ مقوی رحم ہے۔ ۱ تولہ صبح و شام ہمراہ دودھ یا پانی استعمال کریں۔ ترش اشیاء سے پرہیز کریں	فی تولہ [illegible]
معجون سریع	غدود کے اورام کو تحلیل کرتی ہے۔ خنازیر کیلئے لاثانی و کیلری دوا ہے۔ ۳ ماشہ صبح ۳ ماشہ شام ہمراہ پانی	فی تولہ [illegible]
معجون سرخت	گردہ و مثانہ کی کمزوری و سرعت انزال کیلئے مفید ہے۔ ۵ ماشہ ہمراہ دودھ استعمال کریں	فی تولہ [illegible]
معجون سورنجان	کنٹھیا، نقرس، عرق النساء وغیرہ امراض میں مفید ہے۔ ۹ ماشہ ہمراہ عرق بادیان استعمال کریں	فی تولہ [illegible]
معجون سورنجان نسخہ کلاں	یہ معجون نہایت مجرب اثر رکھتی ہے۔ جوڑوں کے درد و اورام کو زائل کرتی ہے۔ نقرس، عرق النساء، کنٹھیا کے مادہ کو پیشاب کے ذریعہ خارج کرتی ہے۔ ۳ تا ۵ ماشہ ہمراہ عرق بادیان استعمال کریں	[illegible]
معجون سیر	بلغمی امراض کیلئے اکسیر ہے۔ فالج لقوہ استرخاء میں خصوصیت سے مفید ہے پانچ ماشہ ہمراہ عرق بادیان [illegible]	[illegible]
معجون عشبہ	فساد خون، جوڑوں کا درد، آتشک، نیز جذام وغیرہ میں بے حد مفید ہے۔ ۶ تا ۹ ماشہ ہمراہ عرق [illegible]	[illegible]
معجون [illegible]	مقوی اعضاء ہے اعصاب کو قوی کرتی ہے۔ فالج لقوہ میں مفید ہے ایک ماشہ ہمراہ عرق بادیان [illegible]	[illegible]
معجون [illegible]	مقوی مثانہ ہے، عضلات مثانہ کو قوت دیکر بار بار پیشاب آنے کو روکتی ہے۔ [illegible] باہ اور مادہ تولید کی پیدائش بڑھاتی ہے۔ درد گردہ، [illegible]	[illegible]

[illegible]	...سے رحم اور ... کے کیڑوں کیلئے مفید ہے۔ ۲ ماشہ شام سوتے وقت استعمال کریں	فی تولہ ۴ر
[illegible]	...کا مفرح ... معدہ کی کمزوری وغیرہ میں مفید ہے ۹ ماشہ ہمراہ عرق مسوری یا لعاب استعمال کریں	فی تولہ ۲ر
[illegible]	...باہ کی زیادتی کیلئے مفید ہے۔ گردہ و مثانہ کو قوت دیتی ہے سیلان الرحم کو بھی فائدہ دیتی ہے ۲ ماشہ استعمال کریں	فی تولہ ۲ر
[illegible]	مقوی باہ ہے۔ مادہ تولید کو بڑھاتی ہے مقوی بدن ہے ۔ ۲ ماشہ استعمال کریں	فی تولہ ۴ر
...ث	ایام کو جاری کرتی ہے۔ مقوی رحم ہے۔ ۲ ماشہ صبح و شام استعمال کریں	فی تولہ ۲ر
...ن مغزلی	مصفی خون ہے۔ خارش وغیرہ امراض میں مفید ہے۔ ۲ ماشہ ہمراہ عرق مصفی اعظم استعمال کریں	فی تولہ ۴ر
معجون نجاح	اسقاط الرحم ... جملہ سوداوی امراض میں خصوصیت سے مفید ہے۔ رحم کی خرابیوں کو دور کرتی ہے۔ ۲ ماشہ ہمراہ عرق بادیان استعمال کریں۔	فی تولہ ۲ر
معجون نسیان	حافظہ کو بڑھاتی ہے۔ نسیان میں مفید ہے۔ مقوی دماغ ہے ۵ ماشہ ہمراہ عرق گاؤزبان استعمال کریں	فی تولہ ۲ر
معجون یحییٰ بن خالد	وجع مفاصل، نقرس، عرق النساء و دیگر بارد امراض میں مفید ہے ۲ ماشہ ہمراہ عرق بادیان استعمال کریں	" ۲ر
	مفرحات	
مفرح اعظم جواہر دار	مقوی اعضاء رئیسہ، دافع خفقان، مقوی معدہ ... ہے غذا ہضم کرتی ہے ... کو قوت دیتی ہے مصفی خون بھی ہے۔ ۲ ماشہ ہمراہ پانی استعمال کریں۔	فی تولہ عہ ۲ر
مفرح اعظم	مقوی قلب ہے۔ فرحت بخشتی ہے اہم ہے۔ معدہ کو قوت دیتی ہے۔ ۲ ماشہ ہمراہ پانی استعمال کریں	فی تولہ ۸ر
مفرح بارد	مقوی قلب، مسکن حرارت، دافع اختلاج ہے۔ جنون کو زائل کرتی ہے ۳ تا ۶ ماشہ ہمراہ پانی یا دودھ استعمال	فی تولہ ۶ر
مفرح حار	مقوی قلب ہے۔ خفقان حار کیلئے بے حد مفید ہے ۔ ۳ تا ۵ ماشہ ہمراہ پانی	فی تولہ ۸ر
[illegible]	مقوی قلب ہے۔ دافع اختلاج و جنون ہے۔ وسواس و پریشانی کی حالات کو زائل کرتی ہے ۔ ۵ ماشہ ہمراہ پانی استعمال کریں۔	فی تولہ ۴ر
مفرح زعفرانی	تپ کہنہ میں مفید اور کھانسی کو رفع کرتی ہے ۔ ۳ تا ۵ ماشہ ہمراہ پانی استعمال کریں۔	فی تولہ ۸ر
مفرح شاہی	دافع جنون، مفرح، مقوی اعضاء رئیسہ ہے ۔ ۳ تا ۵ ماشہ ہمراہ پانی	فی تولہ ۴ر
مفرح نظام عنبری جواہر والا	مفرح، مقوی اعضاء رئیسہ ہے خون صالح پیدا کرتی ہے فرحت بخشتی ہے اہم ہے ۲ ماشہ ہمراہ پانی	فی تولہ عہ ۲ر
مفرح یاقوتی جواہر والا	حرارت غریزی کی حفاظت کرتی ہے۔ اعضاء رئیسہ کو قوت دیتی ہے۔ اختلاج و وحشت کو دور کرتی ہے۔ مقوی جگر ہے۔ ۳ تا ۵ ماشہ ہمراہ شربت روح افزا استعمال کریں	فی تولہ سے
مفرح یاقوتی معتدل	مقوی قلب ہے دافع خفقان ہے، اختلاج کو دور کرتی ہے۔ حرارت غریزی کو قوت دیتی ہے معدہ اور دیگر اعضاء رئیسہ کو قوت دیتی ہے۔ ۵ ماشہ ہمراہ عرق گاؤزبان استعمال کریں۔	فی تولہ عہ

خادم
محمد مظفر حسین



ہر جگہ ایجنٹوں کی ضرورت ہے

قواعد و شرائط ایجنسی کے لئے درج ذیل پتہ سے فوراً طلب کریں

احمد اینڈ کمپنی

ہمدرد دواخانہ ڈسٹری بیوٹرس

دو پ دا ا ر مورت معظم جاہی مارکٹ حیدرآباد دکن

برانچس

(۱) ا ـ ادشں وڈ ر ـ ء دد ـو مکمل حیدرآباد دکن

(۲) یدو کلو , ... مسعود ا ـ رعلی جان حیدرآباد دکن


اگر آپ کا بچہ
اکثر بلا وجہ روتا ہے
تو اسے نونہال پلائیے
خود بخود مسکرا اٹھے گا
نونہال
قیمت فی شیشی Re. 1
ہمدرد دواخانہ (وقف) دہلی
DAWAKHANA
(TRUST) DELHI